U0348 2-12-09

Title - Bahar Danish Urdu

Creator - Mirza Jaan Tapish

Publisher - Matba Nabvi (calcutta).

Date - 1271 H

Pages - 237.

Subjects - Urdu Shayari - Majmua Kalaam.
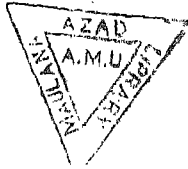
* ستایش و نیایش جهانداری که بفضل و *

* احسان بی پایان او *

* کتاب *

* بهار دانش اردو *

* که از تصنیفات میرزا جان طپش است *

* در مطبع نبوی *

* واقع محلهٔ نالتلا من محلات شهر کلکته *

* حلیهٔ طبع پوشید *

بیان کیا کرون حمد پروردگار ۔ کہ عجز بیان سے ہون بس شرمسار

طاقت کہان اسقدر نطق کو ۔ جو تحمید اُسکی سرانجام ہو

زبان کو تکلم کا یارا نہین ۔ تعقّل کو یہان کچھ گذارا نہین

خرد کنہ مین اُسکے معذور ہی ۔ کہ اِس درک قاصر سے وہ دور ہی

زہے جلوۂ قدرت کردگار ۔ کہ ہر ایک پنہا نہین ہی آشکارا

ہر اِک آشکارا مین پھر ہی نہان ۔ زہے وہ نہان و زہے وہ عیان

بیان کس سے ہووے ثنائین تمام ۔ رکھے ہی کہان اِتنی وسعت کلام

ملک اُسکی طاعت مین تسبیح خوان ۔ اُسیکے ہین سجدو نمین معبقد عیان

سدا یاد مین اُسکی مرغ سحر ۔ موظف ہی ہر نخل و ہر شاخ پر

نسیم و صبا کو وہی جست و جو ۔ ہر اِک غنچہ و گل مین ہی اُسکی بو

فلک بے رضا اُسکی کب پھر سکے ۔ اجازت اُسیکی ہو تب پھر سکے

آ ھیکا یہہ سب فیض ہی عام کو نباتات کو اور اجرام کو
اُسی نے کیا حسن و عشق آشکار ہوا کوئی دلدار کوئی دل فگار
رخ مہر و مہ اُسنے تابان کیا کہان اور ذرے کو نگران کیا
شرر کو چھپایا ہر اِک سنگ مین نہان بوے گل کی ہر یکرنگ مین
گل و شمع کو اُسنے بخشی نمود دیا مرغ و پروانے کو بھی وجود
جہان دیکھیے وہان وہ موجود ہی وہی شاہد اور وہی مشہود ہی
ادا حمد اُسکی کہان کرسکون کب اِس منہہ سے اُسکا بیان کرسکون
قدم برتھہ سکے آگے حد سے کہان نہین میری اتنی زبان و بیان
عنان ادب کا ہی بہتر لحاظ مأدب کو لازم ہی یکسر لحاظ
شفیع امم کا لون دامان اَب کہ عذر معاصی مرا ہووے سب

* در نعت رسول خدا خیرالورا ﷺ *

محمد وہ سرد فتر انبیا کہ قرآن ہی جسکو نازل ہوا
سر سر سلاطین سرور جزو کل شفیع اُمم سرو باغ سبل
رسول معظم حبیب اله گنہگار کا حشر مین دادخواہ
رسالت کی اُسکو کتابت ملی شرافت کی مہر نبوت ملی
خدا کا وہ مقبول و محبوب ہی خدا طالب اُسکا وہ مطلوب ہی
کیا ماہ انگشت سے جسنے شق ہوا سابقین پر یہہ اُسکو سبق
شریعتکی دکھلائی سیدھی وہ راہ کہ بھٹکے نہ ہرگز کسیکی نگاہ

اگرچہ ہوا آخر اُسکا ظہور ولیکن مقدم ہی سب پر وہ نور
کہان شان اُسکی ہو مجھسے بیان کہ لولاک جس شان مین ہی عیان

* منقبت *

وصی ہی پھر اُسکا علی ولی زہے وہ نبی اور زہے وہ وصی
مناقب کی اُسکے کہان مجھکو حد کہ ہی ذات پاک اُسکی شیر صمد
امامت کرامت اُسی سے ہوئی ولایت اُسی پر ہوئی منتہی
کہون آل پر اُسکی ہر صبح و شام ہزارون درود اور ہزارون سلام
دعا مغفرت مین کرون اپنی جب پڑھون بیت یہہ شیخ سعدیکی تب
الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

* مناجات *

الٰہی طپش کی مناجات سن سن اِس ملتجی عبد کی بات سن
مین الکن ہون اور سخت عاجز بیان تکلم مین اُلجھے ہی میری زبان
روانی مرے نطق کو کر عطا سلاست طلاقت سے کر آشنا
سخن کو مرے بخش حسن قبول قبول طبایع ہو مجھکو حصول
رکھ آلودۂ درد میرا نفس بسان فغان اسیر قفس
عطا کر مرے قول کو وہ اثر کہ ہر مستمع جس سے ہو چشم تر
بند ھے مجھسے وہ معنیٔ درد مند کہ ارباب معنی کے ہووین پسند
تلفظ مین جو لاے میرا کلام وہ اِکبارگی ہووے دل خون تمام

هم آغوش تاثیر ہو میری نظم — فصاحت کی تصویر ہو میری نظم
قلم جب مرا کچھ نگارش کرے — تو خون دل اُس سے تراوش کرے
کرون جب تخیل مین اندیشہ صرف — توہو سب نمک سود منظوم حرف
جو کچھ تجھسے کوئی مانگے دیتا ہی تو — بھلا کیون نہ مین تجھسے ہون چارہ جو
نرکھہ مجھکو حرمانسے اندوہ گین — ترا نام ہی معطی السائلین

* سبب تالیف کتاب *

طبیعت کو تھا ایکشب اضطراب — جگر تفتہ تھا اور آنکھین پر آب
دل و سینہ بھی متصل تھے تپان — الم سے تھی ہراک مژہ خون چکان
تھا ہر ایک نالے مین شور نشور — کہ جان حزین سخت تھی ناصبور
اسی بیکلی مین یہہ گذرا خیال — کہ کبتک رہے یون ہین آشفتہ حال
مناسب ہی بہلاؤن جیکے تئین — بھلاؤن اس آشفتگی کے تئین
کرون طبع مصروف شعر و سخن — کہ ہی نالہ ہی شغل مرغ چمن
مگر ہو سخن قسم افسانہ سے — کہ جسمین دل مضطرب کچھ لگے
کرون عشق موزون جہاندار کا — جو طوطی کی ترغیب سے ہو گیا
کہ ہی قصہ یہہ فارسی مین بیان — بھلا ہی اگر ہو یہہ ہندی زبان
سخن وہ کہ ہووے مفید انام — کرین جسکو ادراک سب خاص و عام
فوایدکے اسمین ہاین کتنے نکات — ہراک باتمین اک نکلتی ہی بات
بس اسکی ہی تنظیم کچھ خوب ہی — کہ ارباب دانش کا مرغوب ہی

افادات کے رسم و آئین تمام مروج ہیں اسدور ین صبح و شام

* در تعریف عہد صاحبان عالیشان *

رہے عہد حکام گوہر شناس تصانیف جسمین ہوئین بیقیاس
حکایات وافسانہ ہاے کہن مقالات و تبیان ہر علم و فن
نقول و تواریخ دیرین زمان قصص اور اقوال اور داستان
نکات لطیف وکلام ظریف کرین فہم جسکو وضیع و شریف
بنحو بلی ہوے ترجمے سربسر میسر ہوے سبکو ایدھر اودھر
عجب عصر ہی اور عجب دور ہی بعینہ سلف کا سا بس طور ہی
ہر اک سمت ہی گرم بازار علم بہر طرف ہی قدر و مقدار علم
ہی ہر فرد کو کسب فضل و ہنر عیان درس تدبیر ہی گھر بگھر
رہے یارب اسدور کو بھی دوام فلک یونہین پھرتا رہے صبح و شام
یونہین کمپنی کی حکومت رہے یونہین اسکا عہد ریاست رہے

* تعریف گورنر بہادر *

گورنر بہادر معلی جناب کہ جسکا ہوا لارڈ منٹو خطاب
افادات جسکے ہیں شام و سحر بہر اہل معنی ادھر اور ادھر
اس اقلیم کا نت ہو فرمان روا تسلط رہے اسکا یونہین سدا
زمین بوس ہون اسکے گردن کشان ہون مغلوب نت اسکے روئین تنان
چمکتا رہے اسکا نت پیش طاق ہو رفعت مین محسود نیلی رواق

رہے اُسکے طالع سے خورشید داغ   منور ہو دولت کا اُسکے چراغ
ہر اہل ہنر کا ہی وہ قدردان   مناقب ہون کب اِسکے مجھسے بیان
رہے اُسسے سیراب ہر تشنہ لب   پناہ ضعیفان ہی وہ روز و شب

* در تعریف صاحبان کونسل صدر *

زہے اہل کونسل حقیقت پژوہ   ارسطو منش اور فلاطون شکوہ
تعقل تفرس ترحم کی شان   عیان اُنکی سیما پہ ہی ہر زمان
باسایش بندگان خدا   ہین سرگرم رہتے صباح و مسا
جز اُسکے نہین فکر کچھ صبح و شام   اِسیمین ہی صرف اُنکی ہمت تمام
اِسی حسن نیت مین ہین متصل   کہ پژمردہ ہووے کسیکا نہ دل
الٰہی یہہ مجمع رہے بر قرار   رہے حشر تک یو نہین لیل و نہار

* تعریف ہارنگتن صاحب *

خصوصا فلک قدر ہارنگتن   کہون جسکو نقاد ہر علم و فن
عیان جسمین کی حق نے کسری کی شان   جسے درد مظلوم ہی ہر زمان
ہنر کا ہی معیار اور صیرفی   خدا اُسکے گھر کا ہی وہ مشتری
بتائید روح القدس سر بسر   غموض سخن اُسپہ ہین جلوہ گر
گران قدر ہی اور عالی جناب   فلک رتبہ ہی اور گردون قباب
محامد کہان اِسکی سب کہہ سکون   بس اب عجز سے آگے خامش رہون

* در تعریف افادات کالج *

چل ای خامہ کالج کی توصیف کر — ہوئے مجتمع جسمین اہل ہنر
فصاحت بلاغت کا ہی جو مقام — جو ہی تربیت گاہ خاص و عوام
رہے ڈاکٹر ہنٹر اُسمین سدا — ہر اِک اہل حاجت کا حاجت روا
علو و شرف اور مجد و وقار — ہمین اطوار ہین جسکے لیل و نہار
تعمد تمکن ترحم کرم — عیان اُسکی سیما پہ ہین دم بدم
ہی وابستہ اُس سے ہر اہل سخن — کہان ایسے ہوتے ہین آگاہ فن
شرف اُسنے ہندی زبان کو دیا — دیا نظم اُردو کو یہہ مرتبا
ترقی سب اِسکی اُسی سے ہوئی — ہوئی قدر اس سے تصانیف کی

* در تعریف مدرس عالیشان کپتان تیلر صاحب *

پھر آگے کہان وہ زبان و بیان — ادا ہو جو کپتان تیلر کی شان
شریف النسب اور گرامی شکوہ — حکیم و خرد مند و دانش پژوہ
امارت مین شوکت مین عالی طریق — بہ تسخیر دلہا شفیق و خلیق
ہنر سنج و دقاق معنی شناس — سخن کی سخندانکی ہی جسکو پاس
شرف جس سے تدریسکو ہی ملا — دیا جس نے تعلیم کو مرتبا
عیان اُسکی سیما پہ ہی شان درس — کھلا سب اُسی پر ہی پایان درس
زبس ہی سب آگاہ علم و کلام — دقایق مین ہی ریختے کے تمام
کہین کیون نہ ہم اُسکو طوطی مقال — کہ ہندی زبانکا ہی صاحب کمال
حق اُسکے تئین نت سلامت رکھے — سلامت رکھے با کرامت رکھے

سنو اب جہاندار کی داستان ہوئی جسطرح فارسی مین بیان

* آغاز داستان *

سلف مین کہین کوئی تھا پادشاہ بر آرندۂ تخت تاج و کلاہ
شہ عادل و خسرو دادگر معاین ستم دیدگان ہر سحر
سدا قیصر روم و خاقان چین رہا کرتے اُسکے اطاعت گزین
لگا شرق سے غرب تک صبح و شام سلاطین تھے فرمان بر اُسکے تمام
حریف و عدو کا نتھا اُسکو فکر نہ تشویش کا پاس تھا اُسکے ذکر
میسر تھا عالم کا عیش و نشاط سدا تھی خوشی خورمی انبساط
مگر تھا اِسی غم سے غمگین سدا کہ فرزند دلبند رکھتا نہ تھا
بلا کر وزیرون کو وہ ایک روز لگا کہنے با حسرت و درد و سوز
کہ پوچھو تو آج اہل تنجیم سے ذرا غور سے دیکھین طالع مرے
کہ ہی بھی نصیبو نہین میرے ولد و یا ہی عبث یو نہین یہہ جد و کد
اگر ہووے مقسوم یہہ آرزو تو زیبا ہی دولت کی سب ہا و ہو
نہین تو یہہ ہی سلطنت کیا ضرور فقیری ہی نا چار لونگا ضرور
نکل جاؤنگا دیس پردیس مین اتیت اور جوگی کے ہو بھیس مین
لٹاؤنگا جو کچھ ہی اموال و زر پھرونگا جہان مین نگر در نگر
وزیروننے سنکر دیا یہہ جواب کہ ای شاہ شاہان مالک رقاب
نہ مایوس ہون آپ فرزند سے ہی اُمید فضل خداوند سے

نہین لطف کی اُسکی ہرگز کمی — نہ مایوس اُس سے رہے آدمی
صلاح اب یہی ہی در قصر پر — معین ہو خیرات کا ایک گھر
ہون سیاح عالم فروکش جہان — مسافر غریب الوطن اُترین وہان
کہ اِس مین کوئی مرد صاحب اثر — کرے شاید آ ناگہانی گذر
دعا سے ہو اُسکی تمھاری کشود — جو مقصود ہی سو وہ پاوے نمود
کہا شہ نے پھر اِس سے بہتر ہی کیا — کرو اِسکا سامان جو کچھ کہا
وزیرون نے فی الفور تدبیر کی — دربارگہ پر وہ تعمیر کی
لگا آنے عالم جہاندیدہ وہان — لگا رہنے مجمع سر آستان
سرشام سے صبح تک بادشاہ — بصد انکسار و بصد عجز و آہ
بیان سب سے کرتا تھا حاجت کتین — سناتا تھا اپنی سماجت کتین
گیا اِسمین یونہین گذر ایکسال — کہ پایہم رہا یہہ ہی قال و مقال
ہوا بعد ازین دوستو ناگہان — گذر ایک درویش کامل کا وہان
نظر کر کے افتادگی شاہ کی — وہ حالات اُس نالہ وآہ کی
دیا اپنی کچکول سے ایک پھل — کہا ای شہ کامران بے بدل
یہہ پھل ہی تری نخل اُمید کا — کھلا شاہزادی کو اور آپ کھا
لیا شاہ نے پھل کو کر کر سلام — محل مین گیا لیکے خوش ہو تمام
زن و شو نے کھایا بہم ایکبار — ہوئی تب سے شہزادی اُمیدوار
گئے نو مہینے گذر جس گھڑی — نمایان ہوا آکے وقت خوشی

تولد ہوا ایک صاحب جمال — قوی بخت و فیروز و فرخندہ فال
جبین پر عیان جلوۂ مہتری — درخشندہ سیما پہ طالع وری
علامات اقبال منہہ پر عیان — سعادت کی دولت کے یکسر نشان
یہہ سنکر خبر شاہ نے ایکبار — کیا سجدۂ شکر پروردگار
رہا دیر تک خاک پر جبہہ سا — پھر اُس عجز سے جبکہ فارغ ہوا
دیا حکم ارکان دولت کتین — کہ بجواوین شادی کی نوبت کتین
کرین شہر مین عیش و عشرت تمام — کسی گھر مین غم کا نہ ہرگز ہو نام
غنی اور تونگر کا دل شاد ہو — ہر اِک نوع سے اُنکی اِمداد ہو
خزینونکے یکبارگی منہہ کھلے — زر و اشرفی ہر کسیکو ملے
ہوا ہر طرف شہر آئینہ بند — خوشی نے کیا جلوہ ہرسو دوچند
ہوئے شہر کے سارے سایل غنی — جہان تک تھے محتاج سبکی بنی
ہوا طی یہہ ہنگامۂ جشن جب — کیا حکم پھر شہ نے یکبار تب
کہ جتنے منجم ہین آوین حضور — بعیش و خوشی اور نشاط و سرور
ولی عہد کے زایچے کو لکھین — خبر سعد اور نحس کی اُسکے دین
نجومی و رمال تھے جس قدر — ہوئے آکے حاضر وہان سربسر
لگے کھینچنے زایچے کے تئین — کواکب پہ نگران ہوئے ہر کہین
جو دریافت کرنا تھا جب کر چکے — تو پھر شاہ سے ملکے کہنے لگے
کہ ای خسرو نامدار کہن — سنو گوش دل سے ہمارا سخن

یہہ شہزادہ رکھتا ہی بخت بلند ہی خیلے قوی طالع و ارجمند
جہان اُسکے ہونا ہی زیر نگاہین نہ روکش کوئی اُسکا ہوگا کہین
سلاطین سب اُسکو دینگے باج خطا و ختن سے یہہ لیگا خراج
پہ جب اُسکا بارہ برسکا ہو سن طلوع اُسکے ہوویں جوانیکے دن
تو مغموم ہو کچھ غم عشق کا یہی ہی خلل زائچے میں ذرا
اُسیکی حفاظت سدا شرط ہی اُسیکی حفاظت ذرا شرط ہی
ہوا سنکے شاہ اِس سخن کو غمین رہا اِک ذرہ دلمین اندوہ گین
کہا پھر جو ہو مرضیٔ کردگار ہرا اِس میں پاتا ہی کیا اختیار
غرض کر توکل بفضل اله رکھا نام اُسکا جہان دار شاہ
لگا مہد دولت میں پانے سدا بصد ناز و نعمت صباح و مسا
ہر اِکوقت معتاد و معمول پر ہوئی رسم و مرسوم اوا سربسر
کہ پہلے پھڑتا دودھ اور بعد ازین ہوا خیر خوبی سے مکتب نشین
اتالیق اُستاد کے فیض سے علوم اور ادب اُسپہ یکسر کھلے
ہوے جبکہ بارہ برس منقضی تو درپیش آکر ہوئی وہ گھڑی
گیا باغ میں ایک دن سیر کو بصد شادمانی و فرخندہ رو
لگا پھرنے ہرسو خیابان میں کہ دیکھے ہی کیا کیا گلستان میں
کدھر نہر ہی اور کدھر آبشار کدھر سبزہ ہی اور کدھر لالہ زار
کہان بابابین ہین کہان قمریان کہان باغبان ہین کہان آشیان

کہ اتنے میں یک سو نظر جو گئی　　تو دکھلائی دی زور صحبت نئی

بجاتا ہی بیٹھا جوان اک ستار　　صدا جسکی کرتی ہی دلکو فگار

اور اک طوطیکا ہی قفس شاخ پر　　کہ پھٹتا ہی جسکی نوا سے جگر

پر اسکی صدا سے ملے ہی ستار　　قیامت ہی دونون کی باہم بہار

گیا شاہزادے کا اک بار دل　　لگا سننے ہو کر کھڑا متصل

کیا پھر سلام اس جوانکے تئین　　کہ تا رعب اسکا وہ ہووے کہین

ولیکن جوان تھا جو بیخود تمام　　دیا کچھ نہ اسنے جواب سلام

ہوا شاہزادے کا جی بے مزا　　ولے راگ سنتا تھا چپکا کھڑا

نظر جو ہمین طوطی کی اسپر پڑی　　تو اس نوجوان سے یہہ کہنے لگی

کہ افسوس کتنے ہو تم بے خبر　　نہین کچھ کسی پر تمھاری نظر

کھڑا ہی یہہ شہزادہ عالی مقام　　دیا کیون نہ اسکا جواب سلام

نہین اتنی بے اعتنائی ضرور　　نہایت ہی شرط مروت سے دور

سنی شاہزادے نے جو ناگہان　　یہہ طوطی کی طرز بیان و زبان

وہ گانے بجانے کا جو لطف تھا　　فراموش اک بارگی ہو گیا

دل و جان سے طوطی کا مایل ہوا　　اُسیکا طلبگار کامل ہوا

بندھے تھے جو بازو پہ لعل و گہر　　وہین جلد جلد اس جگہہ کھول کر

کف دست پر رکھہ بصد اضطراب　　گیا اس جوان پاس لیکر شتاب

لگا کہنے ہو کر اسے ملتجی　　کہ ای نوجوان دیکھون ہمت تری

طلب تجھسے کرتا ہوں مین ایک چیز — نہ رکھہ اُسکو زنہار مجھسے عزیز
یہہ طوطی بالطف و کرم مجھکو دے — عوض مین یہہ لعل و گہر مجھسے لے
ہی ہر لعل کئی مملکت کا خراج — سلاطین کا ہی ہرا اِک زیب تاج
جوان نے دیا سنکے ناخوش جواب — کہ ای شاہ شاہان عالی جناب
یہہ طوطی ہی برسونکی ہمدم مری — جدا مین نہ اُسکو کیا ہی کبھی
دل آتش زدہ ہی جگر تفتہ ہی — طبیعت مری اُسپہ وارفتہ ہی
کرون اپنے مونس کو کیونکر جدا — نہین دور ہوگی یہہ مجھسے ذرا
ملک زادہ سنکر یہہ طرز جواب — ہوا خشمگین دلمین کھاپیچ و تاب
لگا کہنے سنتا ہی او بے خبر — گئی ہی تری عقل و دانش کدھر
نہین جانتا تو کہ مین کون ہون — ابھی چاہون جو کچھہ سو تجھکو کرون
مین والی ہون اِس کشور و ملک کا — ملک زادہ ہون اور فرمان روا
کہان طوطی لیجائیگا مجھسے تو — نہ ہرگز ہوا یہہ نہ ہوگا کبھو
جوان سنکے تہدید کا یہہ کلام — ہوا تب تو لاچار دل مین تمام
لئیے لعل دی طوطی مجبور ہو — چلا وہان سے شہزادہ مسرور ہو
محل مین خوشی سے شتاب آنکے — رکھا اِک جڑاؤ قفس مین اُسے
مرصع کے موزون کئی پیالیان — رکھین آب و دانہ سے بھرکر وہان
اُڑھایا قفس پر غلاف زری — معین جگہہ اُسکی پاس اپنے کی
شب و روز رہتا قفس روبرو — نہ آنکھون سے اوجھل وہ ہوتا کبھو

* شنیدن جہاندار شاہ نام بہرور بانو *
* از زبان طوطی و غائبانہ عاشق شدن *

پلا ساقیا وہ مئے لعل فام — کروں جس سے طوطی نمط میں کلام

پر افشانے اِس مرغ دل کے لکھوں — مقدر کے اسباب موزوں کروں

سنو اب یہاں سے بیان عجیب — غریب و عجیب عجیب و غریب

محل میں تھی ایک مہر بانو خواص — تعلق تھا شہزادی کو اُس سے خاص

صباح و مسا اُسپہ میلان تھا — بہم ربط دلکو ہر ایک آن تھا

دھرا تھا جو آئینہ اِک سامنے — لگی مہر بانو اُسے دیکھنے

نشے میں وہ چمکا ہوا رنگ رو — خوش آیا جو اُسکے تئیں مو بمو

لگی کہنے سنتو جہاندار شاہ — کرا نصاف سے خوب مجپر نگاہ

جہاں میں ہزاروں ہیں گو نازنیں — و لے کوئی مجسی بھی ہوگی کہیں

نہ ہوگی نہ ہوگی نہ ہوگی کوئی — نہ ہوگی یہ ناز و ادا کی کوئی

قفس میں جو طوطی تھی بیٹھی ہوئی — وہ سنتے ہی یکبارگی ہنس پڑی

منغص ہوئی مہر بانو وہیں — مکدر ہوئی اور ہوئی خشمگیں

لگی کہنے ہیں ہیں ہنسا تو نے کیوں — سبب تیرے ہنسنے کا میں بھی سنوں

بتا کون سی بات پر تو ہنسی — کہ تیری ہنسی زہر مجھکو لگی

کیا پھر جہاندار شہ کو خطاب — بصد خشم و قہر و بصد پیچتاب

کہ گر زندگی ہو مری چاہتے — تو اِتنا اِسوقت پوچھو اِسے

کہ سچ کہہ تو کسواسطے ہنس پڑی   وہ کیا تھا تجھے جسپر آئی ہنسی
نہین آپ کو مین کرونگی تمام   اور اسکا بھی آخر کرونگی مین کام
کہا شہ نے سن ای بدیع الجمال   گیا ہی ترا کسطرف کو خیال
یہہ حیوان ہی بلکہ یک مشت پر   ہنسی پر ہی کیا اس کی رکھنا نظر
خدا جانئے اِسکے تھا دل مین کیا   پی اب جام می اور مجھے بھی پلا
کہا مہربانو نے بس پی چکی   جھہا تک کہ جینا تھا سو جی چکی
سنون تا نہ ہنسنے کے باعث کتین   تعلق مجھے جام و می سے نہین
یہہ کرتی ہی تھی مہربانو کلام   کلام اُسکا تھا ہی ابھی نا تمام
کہ طوطی لگی کہنے چپکی رہو   زیادہ نہ بس مجھکو گویا کرو
ابھی چونچ کھولون تو آفت اُٹھے   خرابی اُٹھے اور قیامت اُٹھے
یہہ صورت پہ اپنی تو نازان نہو   ندیکھا ہو کچھ جسنے اُس کو کہو
خدا کی خدائی مین اِک ایک سے   وجاہت مین افضل ہین لاکھون پرے
ہر اِک گل کی ہیگی جدا رنگ و بو   نظارہ اگر کیجئے سو بسو
ہی اِکطرف کو شہر میتو سواد   ہی فرمان روا جسکا باعدل و داد
نظر آئی اِکدختر اُسکی مجھے   نہین شکل ابتک وہ بھولی مجھے
زبس حسن سے بہرہ ور ہی تمام   پدر نے رکھا بہرہ ور بانو نام
بیانے سے ہی برتر وہ حسن وجمال   کہ ہی مظہر قدرت ذوالجلال
کھنچی دست ایزد کی تصویر ہی   نگہہ کے لئے طرفہ تاثیر ہی

پری بھی جو دیکھے تو شرمندہ ہو　　فرشتہ بھی فوراً اسیر افگندہ ہو
نہ اُس منہہ کا سا شمع ہی مین ہی نور　　نہ گل ہی مین اُس رنگ کا ہی ظہور
کہان ہووے شکل ایسی انسانکی　　نہ جبتک عنایت ہو یزدان کی
کیا جب یہہ طوطی نے قال و مقال　　تغیر ہوا شاہزادے کا حال
وہین عاشق غائبانہ ہوا　　طبیعت کو گویا بہانہ ہوا
پڑی وہین مینا ے دلپر شکست　　مثل ہی کہ دیوانہ را ہو بس است
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار　　لگا رونے آنکھونسے خون زار زار

* رفتن بے نظیر نام وزیرے بہ تجسس بہرور بانو *

پلا ساقیا وہ مئے لعل گون　　کہ ہو سینہ و دل مرا جس سے خون
تجسس کرون جلد مطلوب کا　　تفحص کرون اپنے محبوب کا
جہاندار شہ کو لگا جب یہہ غم　　دل و جان پھڑکنے لگے دم بدم
بلایا وزیرون کو اپنے حضور　　کیا منتخب اُسنے یک ذی شعور
جسے فن تصویر مین دخل تھا　　جو تھا رشک مانی و بہزاد کا
وزیرون مین نام اُسکا تھا بے نظیر　　نہایت ہی تھا عاقل و مرد پیر
کہا اُس سے ای مونس و غمگسار　　تجھی سے یہہ پاویگا انجام کار
ہی اِکطرف کو شہر مینو سواد　　کہ فرمان دہ اُسکا ہی عالی نژاد
ہی دخت اُسکی اِک بہرور بانو نام　　سپہر وجاہت کی ماہ تمام
بنا کر تو سودا گر اپنے تئین　　دیار اُسکے پہنچا شتابی کہین

پھر اسکی بہر شکل تصویر لا — اور اس چشم جویا کو میری دکھا
تو شاید ہو یہان زندگانی مری — وگرنہ کہان زندگانی مری
کہا اسنے جو حکم ہو شاہ کا — ہوا مین ابھی عازم اس راہ کا
یہہ کہہ اور تجار تکا اسباب لے — اور اک شہ کی تصویر بھی کھینچ کے
مرخص ہوا وو وہین تسلیم کر — چلا ڈھوندتا پوچھتا وہ نگر
اٹھا کر سفر کی بہت زحمتین — منازل کی اور راہ کی محنتین
صعوبات طی کر کے حد سے زیاد — ہوا داخل شہر مینو سواد
رکھا جو قدم اسمین اکبارگی — فرامش ہوا رنج آوارگی
عجب شہر و بازار آیا نظر — عجب کشور اک بار آیا نظر
کہ آب و ہوا جسکی صحت فزا — فضا و صبا ہر طرف دلکشا
در و بام یکسر جواہر نگار — مرصع دوکانون کی ہر سو قطار
عمارات رنگین ہر ایک سو — صفائی و پاکیزگی کو بکو
زمرد کے اور لعل کے سنگ و خشت — زمین کا ہر اک قطع رشک بہشت
خوشی ہر طرف راگ اور رنگ کی — مچی تھی صدا بربط و چنگ کی
ریاحین و گل کا ہر اک جا وفور — دماغونکو نگہت سے حاصل سرور
محبت سے خالی نہ کوئی آدمی — کسی مین نہ الفت کی ہرگز کمی
جسے دیکھو خوش وضع اور خوش لباس — خلیق اور رنگین و آدم شناس
مسافر نواز اور مہمان پرست — مروت کی صہبا مین ہر ایک مست

کئی دن تلک سیر کر کے تمام | کیا جا کے اِک باغ مین پھر قیام
اُتارا تجارت کا اسباب وہان | تحایف کی یکبار کھولی دوکان
لگایا قرینے سے ہر ایک مال | چنی جنس تختو نسے ہر اِک نکال
برابر برابر اِدھر اور اُدھر | نمایان کئے تحفے تھے جسقدر
قضارا یہہ جس باغ مین جا رہا | وہ تھا باغ اُسی بہر دوربانو کا
ہوا بعد چند اُس مین اُسکا گذار | کہ تھا اُن دنون جوش فصل بہار
لگا ہونے ہر اِک طرف اہتمام | خواصون کا ہر سو ہوا اژدہام
مقید ہوئے ہر طرف عہدہ دار | ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار
کہ اِتنے مین دیکھا کسینے اُسے | لگے پوچھنے دفعتا آن کے
کہ بتلا تو ہی کون ای مرد پیر | کیون اِس باغ مین ہی سکونت پذیر
کہا اُسنے تاجر ہون مین دور کا | یہہ مال تجارت ہی دیکھو بھرا
خریدار کی انتظاری مین ہون | کہ بیچ اِسکو جلدی وطن کو پھرون
وسیلہ مگر کوئی رکھتا نہین | جو تقریب میری کرے جا کہین
غریبانہ اِس باغ مین ہون پڑا | کہ سب خانمانون کی ہی یہہ جگا
کنیزونے سنکر یہہ اُسکا جواب | کہا بہر دوربانو سے جا شتاب
کہ وارد ہی اِک یہان عجب مرد پیر | مسافر ہی تاجر ہی اور گوشہ گیر
تحایف ہہین ہر ملک کے اُسکے پاس | ولیکن کسی سے نہین روشناس
ہی درماندہ سخت اپنے احوال کا | کہ کیا ہوگا انجام اِس مال کا

سنا شاہزادی نے جون یہہ کلام کہا جا لے آوہ تحایف تمام

اور اُسکو بھی اسبابکے ساتھہ لا جو معلوم قیمت کی ہو اُنتہا

خواص آئی تب جانب بےنظیر کہا اے مبارک ہو اے مرد پیر

کھلے یک بیک آج طالع ترے چل اجناس کو ساتھہ لیکر مرے

کہ شہزادی اب ہوئی خریدار ہی ترے بخت کا آج بازار ہی

ہوا بےنظیر اُسکے فی الفور ساتھہ اُٹھا مال و اسبابکو ہاتھون ہاتھہ

پس پردہ پہنچا شتاب آنکر زبان کی دعا و ثناؤن سے تر

لگا کرنے ہر اِک نمونے جدا دکھانے لگا جنس سرتاپا

جہان تک کے تحفے تھے اقسام کے بتدریج ہر ایک حاضر کیئے

کئے بہرور بانو نے سب پسند عنایت کیا مول سے بھی دوچند

جب اسباب و اجناس سب لے چکی خواصو نسے پوچھا کہ ہی اور بھی

اُنھو نلنے کہا بس جو تھا ہو چکا مگر ایک صندوقچہ رہ گیا

ولیکن اُسے ساتھہ لایا نہین دوکان ہی مین چھوڑا ہی اُسکے تئین

تمامی و زربفت سے ہی مڑھا اور اِک قفل سیمین ہی اُسپر لگا

نہین جانتے اِسمین کیا کچھہ ہی چیز کہ رکھتا ہی یون اُسکو کر کر عزیز

ہوا شاہزادیکو بس اضطراب کہا جا کے لاؤ اُسے بھی شتاب

خواصین یہہ سنتے ہی دوڑی گئین اُٹھا لائین جلدی اُسے بھی وہین

کہا کھول اے مرد پیر اِسکے تئین کہ معلوم جنس اِسکی بھی ہو کہین

لگا کہنے سب ناگر اُسے بے نظیر | کہ میں تو ہوں ہر طرح فرمان پذیر
پر اِسمیں کسیکی امانت ہی چیز | ہی اِسواسطے مجھکو اتنی عزیز
نہیں اِسطرح کھول سکتا اِسے | مگر روبرو ہوں خریدار کے
سنا شاہزادی نے جب یہہ سخن | کہا ہی فروشندہ پیر کہن
بزرگ اور مقدس ہی آتا نظر | دکھاوے کہو روبرو آن کر
اجازت ہوئی تب اُٹھا بے نظیر | ز بس تھا ضعیف اور نہایت حقیر
خواصوں نے تائید کر سو بسو | لے آئیں اُسے تھامتی روبرو
کیا شاہزادی کو جھک کر سلام | وے دیکھتے ہی وہ ماہ تمام
زمین پر گرا کھا کے غش ایکبار | رہا دیر تک یوں ہمیں بے اختیار
پس از چند ساعت جو آیا بہوش | تو پھر بھی تھا حیرت زدہ اور خموش
کہا شاہزادی نے کیوں کس لئے | یہہ طاری ہوا دفعتا غش تجھے
کہا بسکہ ہوں ناتوان وضعیف | اور اِس کبر سن نے کیا ہی نحیف
یہہ احوال ہوتا ہی اکثر مرا | کہ گرتا ہوں رفتار میں تھرتھرا
یہہ سب کر بیان اپنی لاچار گی | وہ صندوقچہ کھولا یکبار گی
نکالا ورق شہ کی تصویر کا | بھرا جسمیں تھا رنگ تاثیر کا
دیا بہرور بانو کے جلد ہاتھہ | ہوئی بیخودی اُسکے لینے کے ساتھہ
لگی دیکھکر کہنے فورا اُسے | یہہ تصویر کیسی دکھائی مجھے
کہ آگئی محبت کی اِسمیں سے بو | کیا اُس نے درہم مرے حال کو

دل و جان کو میرے مفتون کیا　　اگرچہ میں لیلی تھی مجنون کیا
تعلق ہوا اُس سے پیدا مجھے　　نہ دونگی یہہ تصویر میں اب تجھے
جو کچھ اُسکی قیمت میں چاہے تو لے　　و لیکن اِسے ہر طرح مجھکو دے
لگا کہنے یہہ بات سن بے نظیر　　کہ ای برج خوبی کی بدر منیر
امانت کو بیچون میں کیونکر بھلا　　امانت میں کب ہی خیانت روا
کہا شاہزادی نے ای پیر مرد　　زیادہ نہ دے بس مرے دلکو درد
بس آگے مجھے اب دوانا نکر　　امانت کا مجھسے بہانا نکر
غرض ہوکے لاچار تب بے نظیر　　لگا کہنے اچھا ہون فرمان پذیر
جو ارشاد فرمائے ہی قبول　　کہان کر سکون حکم عالی عدول
یہہ سنتے ہی شہزادی میں آئی جان　　دئے مول میں کتنے لعل گران
مرخص ہوا بعد ازین بے نظیر　　دوکان بیچ پھر اپنی ہو گوشہ گیر
تصور میں لا بہرہ ور بانو کو　　شبیہہ اُسکی تیار کی موبمو
ہوا فارغ اُسکام سے جس گھڑی　　وطن کی شتابی سے پھر راہ لی

* مراجعت بے نظیر از مینو سواد *

پلا ساقیا اِک شتابی سے جام　　کہ جسمین سفر کی ہو زحمت تمام
ملون اپنے جا منتظر سے شتاب　　کرون آپ سا اُسکو بھی کامیاب
پھر اکام کر اپنا جب بے نظیر　　ہو فضل الہی سے مقصد پذیر
اُٹھا کر سفر کے بہت رنج و تاب　　وطن میں ہوا داخل آکر شتاب

جہاندار شہ کے گیا پھر حضور　　کھڑا ہو کے آداگہہ بیچ دور

کیا قاعدے سے بہ تکرر سلام　　بجالا کے آداب شاہی تمام

نکالی وہ تصویر زرین نگار　　جو تھی بہرہ ور بانو کی یادگار

شتابی سے دی ہاتھ میں شاہ کے　　زبانی بھی حالات سارے کہے

وہیں دیکھتے ہی جہاندار شاہ　　لگا کھینچنے متصل سرد آہ

سرشک گلابی بہانے لگا　　تڑپنے لگا تلملانے لگا

کبھی اپنی آنکھوں میں رکھتا اُسے　　کبھی سینہ و دل پہ ملتا اُسے

کبھی نقش و پرواز کو دیکھتا　　کبھی ناز و انداز کو دیکھتا

کبھی سر کے بالونکی لیتا بلا　　مخاطب کبھی ہو کے دیتا دعا

وہی ہمنشین اور وہی تھی انیس　　وہی اُسکی ہردم انیس و جلیس

اُسی سے تکلم اُسی سے خطاب　　سوا اُسکے مطلق نہ آرام و خواب

ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر　　نہایت مشوش ہوئے سر بسر

پدر نے بلائے تمامی وزیر　　جو ہوتے تھے دشواریوں میں مشیر

سنایا غم اُن کو جہاندار کا　　قلق اُسکے جان و دل زار کا

وزیر اُسکو سنکر رہے سب خموش　　پھر آخر کو از روے تدبیر و ہوش

یہی سب نے باہم مقرر کیا　　کہ ہر شب وزیر ایک پاس اُسکے جا

کہانی کہے کوئی اِسطرح کی　　مذمت زنونکی ہو جسمیں بھری

یقین ہی کہ سنکر ہو نفرت تمام　　نہ پھر بہرہ ور بانو کا لیوے نام

ہوئی اسطرح جب مقرر یہہ بات — تو آکر وزیرونسے اک پہلی ذات
کہانی لگا کہنے یہہ بیٹھکر — کہ ای جسمین مکر زنان سر بسر

حکایت وزیر اول

سنو قبلہ عالم کہین اک جوان — حسین و طرحدار سرو روان
محبت مین جورو کی اپنی سدا — دل آشفتہ رہتا تھا صبح و مسا
نہ بن دیکھے اک لحظہ آرام تھا — ہر اک آن ہردم یہی کام تھا
نہین وہ بھی عاشق تھی اسکی ہمیش — جگر تفتہ رہتی تھی اور سینہ ریش
موافق تھے آپسمین دونون تمام — گرفتار الفت بہم صبح و شام
وفا مین تھے طرفین ضرب المثل — مجالس مین ذکر انکا تھا ہر محل
قضارا جوان کا تھا اک آشنا — انیس و جلیس و یگانہ نما
نہ تھا اسپہ زنہار وہم دوئی — نہوتی تھی معلوم بیگانگی
نہ لغزش کا تھا اسپہ مطلق گمان — نہ ہرگز خطا کے تھے اسمین نشان
شب و روز تھے ہمدگر یار غار — رفیقونکے ہوتے ہین جیسے شعار
سلوک عزیزانہ آپس مین تھا — محبت سے بھی تھا پرے مرتبا
ولے آگے سنئیے تعجب کی بات — کہ اک دن کہین وہ رذیل الصفات
سحر گاہ آیا بہ نزد جوان — اور اک رخنۂ در مین سے ناگہان
نظر اسکی زن پر پڑی ایکبار — وہین دفعتا ہو گیا بیقرار
بھلا یا حق ربط و الفت کتئین — کیا دل مین جایز خیانت کتئین

جتانے لگا دن بدن اپنی چاہ | کبھی اشک گرم و کبھی سرد آہ
لگا بھیجنے تحفے ہر صبح و شام | تکلف سے تیار کر کر تمام
کبھی لوز بادام کے خوانچے | کبھی پستے نمکین بھونے ہوئے
کبھی چوگھرے اور کبھی دلبمیان | کبھی عطر دان اور کبھی پاندان
کبھی مہکے مہکائے پھولونکے ہار | کبھی قول کے چھلے مینا نگار
کبھی سرخ تنبول کی شیشیان | گندھی ہوئی کبھی عطر مین مہندیان
کبھی پنکھے گوٹونکے چمکے ہوئے | بانت بادلے بیچ جھمکے ہوئے
غرض یونہین اک تحفہ ہر دن نیا | لگا بھیجنے جانب دلربا
نکرتی تھی زن گرچہ پہلے قبول | پر آخر گئی ایسی باتون پہ بھول
ہوئی آپ بھی رفتہ رفتہ یونہین | تعشق مین اسکے محبت گزین
لگی دیکھنے بام و در سے اسے | لگی بیٹھنے پردے پاس آن کے
کبھی جھانکتی تو تر چلمن کتین | دکھاتی کبھی کفش و دامن کتین
کبھی فندقین انگلیون کی نکال | دکھاتی شگافون سے تھی لال لال
سناتی کبھی اپنی آواز کو | جتاتی خفی ناز و انداز کو
کبھی پیک دہلیز پر پھینکتی | کہ پڑ جائے نظر و نہین آسکی کبھی
غرض آخر اک پیرزن کو بلا | یہہ پیغام اپنی طرف سے دیا
کہ جتنے ہو تم مجھہ لیے بے قرار | مرا بھی دل اتنا ہی تم پر نثار
ولیکن ہون شوہر سے معذور مین | اسی سے ہون ناچار و مجبور مین

زمیں سخت ہی آسمان دور ہی ۔ وگر نہ مجھے بھی یہہ منظور ہی

قضارا کہیں ایک دن وہ جوان ۔ گیا صید آہو کتیں ناگہان

ملا شام کے ہوتے اُسکو شکار ۔ ہوا خستگی سے نہایت فگار

بیابان سے بیوقت از بس پھرا ۔ کسی طرح شب کو نہ گھر آسکا

مگر وہانسے نزدیک تھا اِک مقام ۔ کہ زن کے پدر کا تھا اُسجا قیام

رہا رات اُسکو وہان ہی سسرال مین ۔ اُسی ماندگی مین اُسی حال مین

لگی ہونے ضیافتکی وہان دھوم دھام ۔ جو معمول دنیا ہی اور رسم عام

پر اُسکو ضیافت سے کیا کام تھا ۔ کہ آپ اپنی حالت مین ناکام تھا

جدائی تھی گھرکی نپٹ اُسپہ شاق ۔ قیامت تھا اُس روز شب کا فراق

کہا اِسمین سسرے نے ہرچند اُسے ۔ کہ تیار ہی ما حضر کھائے

کیا اُسنے ہرگز نہ آلودہ ہاتھ ۔ گذاری اُسی رونے دھونے مین رات

اب آگے سنو تم یہان کا بیان ۔ کہ جب شام ہوئی اور نہ آیا جوان

سنی مارزن نے یہہ جوہین خبر ۔ چلا گھر سے گھوڑے کو تیار کر

اور آتے ہی زن سے یہہ کہنے لگا ۔ کہ لے وقت فرصت ہی بیٹھی ہی کیا

بس ابگھر کتین چھوڑ چل میرے ساتھ ۔ کہ تا زندگانی ہون مین تیرے ساتھ

سنا جبکہ عورت نے یہہ ناگہان ۔ گیا وہمین اُسدم یہہ مکر زنان

لگا آگ دی گھر کے چاروں طرف ۔ کیا مال و زر اپنا سارا تلف

اُسی شور و ہنگامہ مین ایکبار ۔ ہوئی گھوڑے پر ساتھ اُسکے سوار

نکل وہان سے کئی روز کی راہ پر — مقرر کیا جا کے رہنے کا گھر
ہوئے دونون مشغول فسق و فجور — کیا اپنی مینا سے عصمت کو چور
جوان صبح آیا جو سسرال سے — تو دیکھا عجب گھر کو احوال سے
چھپر کھٹ ہی اکطرف کو جل رہا — ادھر قیچہ ہی اک سو بھرتا رہا
حویلی کی ہی شکل بازار سی — کہین خوانچہ ہی کہین آرسی
مقابہ کہین ہی صندقچہ کہین — ہی جورتا کہین اور بقچہ کہین
پھر اتنے مین اکطرف سے آکے ساس — لگی کہنے وحشت سی ہو بے حواس
کہ واری تیری شمع رو جل گئی — مری کوکھ بھی کر کے بیکل گئی
دیا مجھکو اس آگ نے سخت داغ — کہ پورا جلایا مرا خانہ باغ
بڑھاپے مین اب مین کدھر جاؤنگی — وہ اندھے کی لاٹھی کہان پاؤنگی
نہوگی کوئی مجھسی قسمت جلی — کہ اک عمر کی میری محنت جلی
جوان نے یہہ سنتے ہی اسکا کلام — لیا پیٹ یکبار منہہ کو تمام
تڑپنے لگا خاک پر متصل — لگا کہنے ہی ہی مری جان و دل
جلی اور رہی جی کی جی ہی مین بات — پھٹتا ہو گر کا یہہ کیسا سنگات
ہوا گھر کا گھر آہ بے انتظام — بس ایسے ہوئی خانہ داری تمام
غرض دیر تک تھا یونہین کہہ رہا — پھر آیا جو کچھ آپ مین اک ذرا
تو پہنا غرض ہی فقیری لباس — تجا گھر کو یکبارگی ہو نراس
لگا پھرنے بے خان مانونکی طرح — بنایا سراپا دوانون کی طرح

کبھی جا خرابون مین کرتا مقام ۔ کبھی رات جنگل مین کرتا تمام
درختون مین کرتا بسیرا کبھی ۔ کبھی شہر مین کرتا پھیرا کبھی
کبھی یونہیں گر رہتا میدان مین ۔ کبھی کاٹتا دن بیابان مین
ہر اک صبح منزل نئی تھی اُسے ۔ ہر اک شام محفل نئی تھی اُسے
یونہیں پھرتے پھرتے نت اندوہگین ۔ اک آئی نظر اُس کو بستی کہین
حویلی سی اُس مین پڑی اک نظر ۔ گیا وان فقیرانہ دروازے پر
یونہیں بسکہ جیہین جو کچھ آگیا ۔ صدا کرنے لاگا بشکل گدا
پھر اتنے مین اُسکی پڑی جو نگاہ ۔ تو دیکھا وہی ہی زن رو سیاہ
نظر اُسکی بھی وہین اُسپر پڑی ۔ اچنبھے مین رہ گئی کھڑی کی کھڑی
حویلی مین پھر جا کے پنہان ہوئی ۔ ہراسان ہوئی اور لرزان ہوئی
شتابی سے کہنے لگی یار کو ۔ کہ بیٹھے ہو کیا چیتو ہشیار ہو
وہ دروازے پر آن پہنچا حریف ۔ بحال نحیف و بشکل ضعیف
وہ مردود گھوڑے پہ ہو کر سوار ۔ لگا بھاگنے لیکے بے اختیار
صدا اُسکے گھوڑے کی اُسکے تئین ۔ پڑی کان مین جو یکایک وہین
تیقن ہوا اُسکے دل مین تمام ۔ کہ ہے وہ وہی تھا آشنا جسکا نام
حویلی مین پھر پیٹھ کر بیدریغ ۔ شتابی کیا اُسنے اک وار تیغ
وہ نامرد بھاگا بچا وار کو ۔ نہ لیجا سکا ساتھ دلدار کو
جوان نے پکڑ کر وہین زن کا ہاتھ ۔ لیا ہر طرح سے شتاب اپنے ساتھ

چلا شہر کو اپنے گھر کی طرف وطن کی طرف اور نگر کی طرف
وے لے آگے سنئیے قصا کا بیان مزے کی جگہہ ہی نہایت یہان
کہ آیا نظر راہ مین ایک باغ جوان دیکھہ کر اُسکو جاے فراغ
لگا کرنے قار اِستراحت کتین کہ تشویش آخر تو اب کچھہ نہین
شب اِس باغ مین کاتنے اور سحر نکل چلئے زن کے تئین مار کر
یہہ ٹھہرا کے تدبیر دلمین تمام کیا باغ مین اِک طرف کو مقام
زبس تھی نہایت اُسے خستگی کئی دن کی تھی متصل ماندگی
لگی ٹھنڈھی ٹھنڈھی جو چلنے ہوا مندی آنکھہ اِکبارگی سو گیا
اور اِسمین وہی بیو قاولعین تجسس کنان آن پہنچا کہین
نظر کرکے غافل اُسے ایکبار لگا کرنے تلوار کا اُسپہ وار
لیا زن نے اِکبارگی ہاتھہ تھام لگی کہنے کیا مارنے سے ہی کام
ہو اِس مارنے سے کب اُسکی سزا نہ جبتک جلا لیجئے خوب سا
یہی ہی صلاح اِسکو بے بس کرو پھر اِسکو دکھا کرکے رنگرس کرو
وہ سب کچھہ جب آنکھو نسے یہہ دیکھلے تو بعد اُسکے بھیجو جہنم اِسے
سن اُس بے حیانے یہہ زن کا کلام وہین نیند مین اُسکو جکڑا تمام
جو انکی کھلی آنکھہ اِکبارگی نظر آئی یون اپنی لاچارگی
پھر اُسکتین باندھہ اِک شاخ سے بہم جام می دونون پینے لگے
ہوا جبکہ مستی کا ہر اِک کو جوش تو موقوف کر صحبت ناو نوش

لگے کرنے دونوں بہم روسیاہ | چمکنے لگے ہمدگر آفواہ
بدن کا وہ دلنا مسلنا بہم | وہ گالوں سے گالوں کا ملنا بہم
وہ کولے کی اور رانوں کی کشمکش | وہ آنکھوں کا مندنا وہ لذت کا غش
وہ ہلنے میں ہردم کھسرر ان کے | جو ان کے ہوئے مدعی جان کے
کہے شاکری یوں تھے میرے نصیب | کہ دکھلاوے یوں مجھکو عالم رقیب
ولیں مونگ چھاتی پر اسطرح سے | اور اسطرح کچھ بس نہ میرا چلے
پھر اسمیں ہوئے جب وے دونو جدا | تو ہر ایک کو غش تھا اور ضعف تھا
نقاہت جو یکبار طاری ہوئی | وہیں آنکھ ہر ایک کی لگ گئی
قضا و قدر کا سنو آگے کام | کہ ہوتا ہی کیا غیب سے انتقام
یہہ بیچارہ جس شاخ سے تھا بندھا | خموش اور غریبا نہ تکتا ہوا
اسی میں سے اک افعی زہردار | اتر کر زمیں پر گیا ایک بار
دھری تھی گلابی جو میکی وہاں | پڑے سوتے تھے بیخبر وہ جہاں
شراب اسکی پی اور کیا پھر یہہ کام | کہ زہر اپنا بھی اسمیں اگلا تمام
یہہ دونوں عمل کرکے جاتا رہا | کسی گھاس میں لہر کھاتا رہا
پھر آنکھ اس شقیکی جو کھل گئی ذرا | اٹھا کر گلابی کو وہ پی گیا
کیا زہر نے طرفۃ العین اثر | نکل گئی وہیں روح پرواز کر
اٹھی وہ جو مردار پھر نید سے | تو سوتا ہوا اسکتیں دیکھ کے
اٹھانے لگی اور ہلانے لگی | بلانے لگی اور جگانے لگی

ولیکن وہ اِسطرح سویا نہ تھا — کہ اِس کے جگانے سے جاگے ذرا

ہوا پھر تو اُسکے تئین بھی یقین — کہ جاگے گا اب حشر کو یہہ لعین

پس اُسکو سمجھہ تیش مین آن کے — اُٹھی لیکے تاوار کو میان سے

کہ شوہر کو جاکر دو ٹکرے کرے — مواجسطرح یار یہہ بھی مرے

وگرنہ یہہ پھوڑے گا جیتا کہان — علاج اُس کا کرلیجئے اب یہان

جوان نے سمجھہ کر یہہ سب اُسکی بات — کہا پہلے سن لے تو اِک میری بات

نہ مرتا جو یہہ شخص تقدیر سے — توتھا میرے مرنے سے حاصل تجھے

پراب وہ بھی جب اِسطرح مرگیا — تو مرنے سے میرے تجھے نفع کیا

تو آخر وہی ہی گی بی بی مری — وہی گھر کی مالک ہی اِک عمر کی

اور آگے سے بھی ہوگی مجھکو عزیز — دیوانہ نہین ہون مین ہون باتمیز

قضا و قدر سے ہوا سو ہوا — خیال اِسکا ہی اب مرے دل مین کیا

نہ مار اب مجھے بلکہ دے مجھکو کھول — وہی گفتگو پیار کی مجھہ سے بول

نہین کچھہ مرے دل مین تجھسے غبار — یہی قول ہی اور میرا قرار

جب اُس ناقصہ نے یہہ باتین سنین — ہوئی بار سے تسکین اُسکے تئین

لگی کہنے یون ہی تو درگذری مین — اور اب جان ہون بخشتی تیری مین

وے دیکھون کرتا ہی تو کیا سلوک — مرا تو ہر طرح دیکھا سلوک

یہہ کہکر رسی کھولدی ہاتھہ سے — بچا وہ جوان اپنی اِس گھات سے

کئے سجدۂ شکر چندین ہزار — کہ دیکھی یہہ تائید پروردگار

غرض لا کے چھوڑا اُسے شہر مین — دیا سونپ قہہار کے قہر مین
اُتارا نہ ہر گز فقیری لباس — رہا جیسے کا تیسا وو ہی اداس
لیا زن کا پھر عمر بھر بھی نہ نام — یونہین زندگی کاٹی اپنی تمام
پس اِسکو ہی سن لوای عالم پناہ — کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی ار و سیاہ
نہین کچھ مروت اُنھو نکے لیئے — نہین کچھ محبت اُنھون کے لیئے
تعلق برزن دست و پا بستن است — تجرد از ان بند وا رستن است
یہہ سب کہہ چکا جب کہانی وزیر — تو بولا جہاندار شہ ای امیر
نہین تیری یا تو نسے کچھ مجھکو کام — کسی اور کو جا سنا یہہ کلام
مجھے چھوڑ دے بس اُسی یاد مین — کہان صبر ہی جان ناشاد مین
ہوا گھر کو رخصت بچارہ وزیر — جراحت ہوئے کچھ نہ مرہم پذیر

* حکایت وزیر دوم *

سنو دوسری رات کا تم بیان — کہ آیا وزیر دوم خوش زبان
بجا لا کے چندین دعا و ثنا — یہہ افسانہ خدمت مین کہنے لگا
کہ بیٹھے تھے اِک باغ مین کئی رفیق — بہم یکدل و یک سخن یک طریق
ہم اطوار و ہم درد اور ہم زبان — محبت کی باتون مین ہم داستان
بقالب جدا اور ریحان ایک تھے — عیان مختلف اور نہان ایک تھے
مہیا کئیے ساز و سامان عیش — تھے کرتے تماشاے بستان عیش
وہ گلشن وہ دہکا ہوا لالہ زار — وہ چھٹی ہوئی چادر آبشار

وہ بلبل کا ہر شاخ پر بولنا وہ غنچون کا رہ رہ کے منہہ کھولنا
وہ نکہت گلون کی وہ موج صبا درختونکی وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
فزایندۂ کیفیت تھی تمام کہ پیتے تھے پیہم وہ بھر بھر کے جام
نشے مین عجب گفتگو تھی بہم کہ تھا ایک سے ایک ہرگز نہ کم
کوئی شعر پڑھتا معما کوئی ظرافت کوئی اور لطیفہ کوئی
رباعی کوئی اور کوئی غزل پہیلی ہی کہتا کوئی بر محل
کہ اتنے مین بیگانہ اور اک جوان ہوا آن کر وارد اُن مین وہان
یہہ چاہا کہ مین بھی اُنھون مین ملون کسیطرح دل اپنا خالی کرون
طبیعت کا ہو زنگ دور ایکبار نکل جاے فی الجملہ جیکا بخار
ولیکن کسی نے نکی اعتنا نہ اُسکی طرف کوئی مایل ہوا
ہوئے دفعتاً بلکہ یکسر خموش ہر اکدل کا جاتا رہا وہین جوش
ہوا اور ہی دم مین مجلس کا رنگ اُتر گئی یکایک نشونکی ترنگ
تفرس کر اسکے تئین وہ جوان لگا کرنے خدمت مین اُنکی بیان
کہ ای صاحبان محبت شعار ظرافت شعار و لطافت شعار
مخل اپنا مت سمجھو میرے تئین مرا بھی ہی اوضاع و مشرب یونہین
بھرا جیمین بھی ہی یہی سب مواد مرے دلکی بھی ہی یہی کچھ مراد
انھین اختلاطون کا جویا ہون مین اسی واسطے تم مین آیا ہون مین
کہ یکچند صحبت مین مشغول ہون تمھارا کسیطرح مقبول ہون

نہ بیگانہ اتنا مجھے سمجھئے ۔ نہ نامحرم اپنا مجھے سمجھئے
یہہ کہکر ہوا پھر وہ رنگین بیان ۔ اداکی بیان ہیں وہ رنگینیان
کہ سبکا ہوا دور شرم و حجاب ۔ لگے ہونے پھر وہی حرف و خطاب
وہی اختلاط اور وہی ارتباط ۔ ہوئے پھر وہی گرم عیش و نشاط
پھر اسمین جو انکے جو رخسار پر ۔ نشان خط کا سا ایک آیا نظر
لگے پوچھنے ہی یہہ کیسا نشان ۔ سبب اسکا بھی کیجئے کچھ بیان
کہا اسنے مت پوچھو اس خط کی بات ۔ یہہ کہنے کے قابل نہین واردات
پھر اسمین جو اصرار حد سے بڑھا ۔ تو ناچار حال اسکا کہنے لگا
کہ یک شب مین اہلیہ کے اپنی ساتھ ۔ پڑا سو تا تھا رکھہ کے گردن پہ ہاتھ
کھلی جو کہین آنکھہ پچھلی پہر ۔ تو خالی بغل مجھکو آئی نظر
مین سمجھا یونہین شاید اٹھکر گئی ۔ ویا ہو گئی اپنے پلنگ پر گئی
یہی سوچ کر جی مین پھر سو گیا ۔ وہی نیند مین جیسا تھا ہو گیا
مگر دوسری تیسری رات بھی ۔ کھلی آنکھہ اسطرح سے جب مری
تو ہر شب نپایا پلنگ پر اسے ۔ ہوا فکر تب تو نہایت مجھے
پس اسطرحسے آئی جب چوتھی رات ۔ تو ناچار ٹھہرائی مینے یہہ گھات
کہ ہی موند آنکھہ اور پڑا رہا ۔ جو معلوم کرنا تھا کرتا رہا
بجی دو پہر رات جب آن کر ۔ تو اتری پلنگ پر سے وہ بد گہر
گئی در تلک تو باہستگی ۔ نکل در سے پھر جلد جانے لگی

چلا میں بھی لے طمنچہ وو ہیں ساتھ — ولے دور ہو جیسے چوری کی گھات

جو دیکھوں تو اُس سمت کی راہ لی — کہ دیکھی نہ تھی رہ وہ میں نے کبھی

اور اُس میں نظر آیا وہاں ایک گھر — اُسی گھر کے پہنچی یہہ دروازے پر

قلندر اِک اُس گھر سے نکلا وہیں — خفا بے مزا اور بہت خشمگین

پکڑ سر کے بال اُسکے اور ایکبار — لگا دست و پا کرنے اُسکے فگار

کہ ہیں ایسی تیسی بھی ابتک کہاں — ہوں کب سے ترا منتظر میں یہاں

لگی کہنے تقصیر مجھسے ہوئی — میں حاضر تو ہوتی کسی وقت کی

ولے جاگتا تھا مرا شوہر آج — نہایت تھی آتے میں میں لاعلاج

کسیطرح آنکھ اب جو اُسکی لگی — تو فرصت کو پاکر میں حاضر ہوئی

قلندر سن اِس معذرت کو تمام — لگا کرنے فی الفور بس اپنا کام

ہوا جبکہ مفرور وہ نابکار — اُٹھا بولنے کے واسطے ایکبار

اُسی وقت میں طمنچہ کھینچ کر — کیا وار پیچھے سے اِک کاری

وہیں تن سے ایکبار سر کٹ گیا — نہ تسمہ بھی باقی رہا کوئی لگا

چھپا میں درختوں میں جاکر وہیں — نہ دیکھے کوئی تاکہ میرے تئیں

گھڑی دو کے پیچھے وہ عصمت بھری — ہوئی گھر سے باہر اُسے ڈھونڈھتی

یہاں دیکھے تو یہہ ہوا ماجرا — لگی کہنے ہی ہی قلندر مو

خدا جانے کسنے کیا اُسکا کام — کیا کسنے دلبر کو میرے تمام

اگر اُسکے قاتل کو گر پاؤں میں — تو کچا ہی اُسکے تئیں کھاؤں میں

یہہ کہتی تھی اور روتی تھی زار زار — پھر اُسکے کئے ٹکڑے دو تین چار
سبھر سے لیکے تھالے مین اِکبار گی — اُٹھا سر پہ دریا کی جانب گئی
کہ پانی مین تا پھینک دیوے اُسے — یہہ واقعہ نہ معلوم کوئی کرے
یہہ سب دیکھہ کر مین تماشا وہان — چلا آیا آگے ہی گھر مین یہان
اور آتے ہی سر رکھہ کے بس سو گیا — چھل کر وہین بے خبر ہو گیا
پھر اِسمین جو آئی وہ خانہ خراب — گئی ساتھہ سو میرے ہو مست خواب
غرض صبح کو مین وضو کے سبب — کیا آفتابے کو اُس سے طلب
لگی کہنے اِک بار ہو کر خفا — کہ بھاری ہی مجھسے اُٹھیگا وہ کیا
ہوا تب تو دلکو مرے پیچ تاب — یہہ نکلا مرے منہہ سے اُسدم جواب
کہ کیون چوچلے کرتی ہی اِسقدر — قلندر سے بھی ہی یہہ بھاری مگر
قلندر کا سنتے ہی نام ایکبار — وہین تیش سا کھاکے بے اختیار
لے آئی مرا کھینچ کر نیمچا — اور آتے ہی اِک وار مجھپر کیا
لپٹ کر وہین مینے پکڑا اُسے — پھرا نیمچا لیکے جکڑا اُسے
بلائے پھر اُسکے تمام اقربا — حقیقت کو سب اُنپہ واضح کیا
اُنھون نے بھی ملکر بہم ایکبار — کیا ٹکڑے ٹکڑے اُسے جون خیار
غرض ہی یہہ خط کا جو منہہ پر نشان — اُسی وار کا نقش ہی یہہ عیان
اور اُسدن سے ہی گھر ہی مین نہ تا — تبھی سے ہون پھرتا مین وحشت زدا
ہی بالمرہ تب سے مین کھائی قسم — کہ جبتک ہی باقی مرا دم مین دم

نہ زنہار عورت کا پھر نام لون ۔ اُنھونکی نہ اُلفت کا پھر نام لون
اگر نیک بودی سر انجام زن ۔ زنان را مزن نام بودی نہ زن
وزیر دوم جب یہہ سب کہہ چکا ۔ جہاندار سُنکے کہنے لگا
کہ مین ایسی باتون کو سنتا نہین ۔ کہان دل ہی چھٹتا مرا اب کہین
نصیحت ہی کرتا عبث تو مجھے ۔ جواب اس نصیحت کا دون کیا تجھے

* حکایت وزیر سیوم *

وزیر سوم تیسری رات کو ۔ ہوا آنکر اِسطرح قصہ گو
کہ تھا اِک جوان کوئی میرا رفیق ۔ رفیق و مطیع و ارادت طریق
رہ فدویت بیچ ثابت قدم ۔ وفاداریون مین نہ زنہار کم
سدا بادۂ جانفشانی مین مست ۔ ہر اِک آن و ہر لحظہ آقا پرست
شب و روز اُسکی مراعات حال ۔ تھی منظور مجھکو علی الا تصال
عزیز الوجود اُسکو تھا جانتا ۔ عزیزون مین اُسکو سدا جانتا
یہی مجھکو منظور تھا دم بدم ۔ کہ لاحق نہ کچھ اُسکو ہو فکر و غم
و لیکن رہا کرتا غمگین سدا ۔ نہ مشغوف دیکھا کبھی اِک ذرا
نظر جب نہ تب آیا حسرت زدہ ۔ ملول و الم ناک و وحشت زدہ
یہہ حالات دیکھہ اُسکے مین ایکروز ۔ ہوا سایل اُسسے بصد درد و سوز
کہ آخر سبب کیا ہی ای نوجوان ۔ جو رہتا ہی تو منقبض ہر زمان
بتا کچھ وجہ اُسکی میرے تئین ۔ کرون تا کہ فارغ مین تیرے تئین

لگا کہنے بعد از دعا و ثنا   کہ ای خواجۂ اہل جود و عطا

نہ فکر معیشت سے ہون مین ملول   کہ دولتسے تیری ہی سب کچھ حصول

نہین ہی کسی چیز کی احتیاج   مگر اور ہی درد ہی لاعلاج

کہ حاصل نہین اُسکے اظہار سے   نہ تم سے نہ در سے نہ دیوار سے

کیا مین نے اصرار جب بیشتر   تو کہنے لگا رو کے اِک آہ بھر

کہ لاچار کرتا ہون مین اب بیان   جو کچھ میرے دلمین ہی درد نہان

سنو اب فسانے کو میرے ذرا   کہ تھا سمت صحرا مین اِکدن گیا

تلاشی تھا ہر طرف بہر شکار   ہرن اِسمین آیا نظر ایک بار

تعاقب ہوا کرنا اُسکا مجھے   کہ جسطرح ہو اُسطرح لون اُسے

جدھر وہ چلا مین بھی اودھر چلا   پھر اِسمین وہ نظرونسے غایب ہوا

اور اِک باغ ناگاہ آیا نظر   نہایت ہی خندان و سرسبز و تر

مین اُس باغ مین سیر کرنے لگا   اِدھر اور اُدھر سو بسو جا بجا

نظر آئی اِتنے مین اِک پیرزن   ضعیف و نحیف اور پژمردہ تن

رگین صورت خط مسطر عیان   فقط پوست ہی باقی اور اُستخوان

سر و دست و پا مرتعش سب ہر آن   خمیدہ کمر جیسے ہووے کمان

سفیدی ہر موئے سر جا بجا   عیان جسطرح ہووے صبح فنا

عصا ہاتھ مین اِک طرف کتئین   پڑتی پھرتی ہی زار و اندوہ گین

کہا مین نے ای مادر مہربان   مین ہون رہ غلط کر کے آیا یہان

نہایت ہوں لب تشنہ پانی پلا — کسی طرح مجھ نیم جان کو جلا
یہہ سنتے ہی اُس پیرزن نے شتاب — دیا پانی اور مجھہ پہ چھڑکا گلاب
مری جان میں جان آئی وہیں — دعائیں لگا دینے اُس کے تئیں
پھر اِتنے میں دیکھوں تو ایکماہ رو — ہوئی آن کر ناگہاں رو برو
ستم کیش و طناز و جادو نین — ادا سے تمامی بھرا تن بدن
کرشمے سے لیجاے یکبار دل — پری کو کرے ایک دم میں خجل
وہیں جاکے صحرا سے اِک لائی گاے — جسے دیکھ آہو بھی خجلت میں آے
پھر اِکطرف میں دودھ اُسکا بھرا — اور آداب سے پیرزن کو دیا
سہ حصہ کیا پیرزن نے اُسے — ہم آپس میں تین آدمی کے لئے
دیا ایک اُسمیں سے میرے تئیں — اور اِک اپنی اُس ماہرو کے تئیں
گئی تیسرا حصہ پھر آپ پی — محامد لگی کرنے رزاق کی
پھر اِتنے میں آیا جو وقت نماز — مصلے پہ بیٹھی بحال گداز
ادا کی نماز اور وظایف تمام — رہی دیر تک لیتی خالق کا نام
ہوئی اِس عبادت سے مفروغ جب — پھر اُس ماہرو کو لگی کہنے تب
کہ بیٹھی ہو کیا شب کو آرام کر — و لیکن بدستور وقت سحر
چرانے کو لیجائیو گاے کو — جو قوت اِسے دودھ دینے کی ہو
یہہ کہکر لگی کہنے میرے تئیں — کہ بیٹا کر آرام تو بھی کہیں
دم صبح تجھکو بتا دونگی راہ — تو جا پہنچے گا گھر بفضل اِلہ

کہا مین نے ای مادر نیک راے　　یہہ گارو ہی کون اور یہہ کیسی ہی گاے

پھر اِس گلستان مین سکونت ہی کیون　　بیابان مین آ تی اِ قامت ہی کیون

لگی کہنے بیٹا نہ پوچھ اب اِسے　　کہون سرگذشت اپنی مین کیا تجھے

نظر کر زمانے کتین بے وفا　　کہ ہی بے حقیقت یہہ سر تا بپا

علایق کئے ترک سب ایک بار　　تجے منزل و جاہ و شہر و دیار

اِسی باغ مین آ کیا ہی مقام　　کہ کٹ جاے باقی جو ہی صبح و شام

یہہ لڑکی نواسی ہی میری عزیز　　دیا ہی اِسے حق نے شرم و تمیز

مجھے اور اِسے پالتی ہی یہہ گاے　　ولیکن خدا مجھکو وہ دن دکھاے

کہ سہرا بندھے اُسکے سر پر شتاب　　مین اُسدن کی بھی دیکھون آب و تاب

ہون آخر کنارے لگی گور کے　　بھلا یہہ بھی حسرت نہ جی مین رہے

کیا تب تو مین نے یہہ اُس سے بیان　　کہ ای مادر مشفق و مہربان

مجھی کو دے فرزندی کا امتیاز　　مجھی کو غلامی مین کر سرفراز

رہونگا ترا بندہ تا زندگی　　کرونگا تری خدمت و بندگی

نسب سے ہین آگاہ میرے تمام　　حسب مین بھی فی الجملہ رکھتا ہون نام

نہ فاسق ہون اور کچھ نہ بدکار ہون　　معایب سے دنیا کے بیزار ہون

کیا پیرزن نے یہہ سن کر قبول　　ہوئی آرزو میری یکسر حصول

بندھایا مرا عقد اُس ماہ سے　　لگا رہنے خوش یار دلخواہ سے

وہ بھی مجھہ پہ مایل مین اُسپر فدا　　گذرتی تھی عیش و طرب مین سدا

ہوئی چند مدت یونہیں منقضی مصیبت پھر آ کر یہہ ناگہہ پڑی
کہ اُس پیرزن نے کیا انتقال رہے دونون ہم پیچھے آشفتہ حال
سکونت سے ویرانے کے ہو خفا اُسے لیکے مین شہر مین آ رہا
شب و روز خوش و خرم تھے ہمدگر تعیش مین کٹتی تھی شام و سحر
محبت سے باہم یہی تھا گمان کہ قالب ہین دو اور ہی ایک جان
تلاش معیشت کتین بار رہا نکل گھر سے جاتا تھا مین جا بجا
ولیکن جب آ دیکھتا اُسکا تین تو محزون ہی آتی نظر اور غمین
بیان کرتی سو سو جفا سے فراق جفا سے فراق و بلا سے فراق
رولاتی مجھے کر کرا ظہار درد بصد اشک گرم و بصد آہ سرد
تایقین تھا یہہ میرے دل کے تئین کہ عصمت مین کوئی ایسی ہوگی نہین
پر آگے قضا کا یہہ سنئے بیان سفر مجھکو داعی ہوا ناگہان
تھی ماما جو اِک گھر مین خدمت گذار کہن سال و فرتوت و آگاہ کار
لگی کہنے دامن پکڑ میرے تئین کہ تم تو چلے ہو سفر کے تئین
ولیکن نہین بی بی کے اطوار بد نظر آنے ہین اُسکے رفتار بد
مجھے کر کے رخصت کرو تم سفر پھر آگو کو تم جانو اور اپنا گھر
یہہ سنتے ہی میرے گئے عقل و ہوش نہایت کیا ولیکن غیرت نے جوش
ولیکن بظاہر نہ مین کچھ کہا یہی کہکے ماما کو رخصت کیا
کہ ہر طرح گھر مین تم ہشیار ہو نہ لاؤ زبان پر یہہ مذکور کو

سفر کر کے میں بھی شتابی سے آ | کرونگا یہہ تحقیق سب ماجرا
کیا جننگی ما ما نے بارے قبول | ولیکن مکدر رہی اور ملول
یہہ کہہ سنکے گھر مین سے باہر ہوا | کہ گویا بظاہر سفر کو چلا
کیا بیٹھ کر پھر کہین دن تمام | ہوئی رات جسوقت اور گذری شام
تو کر کر تغیر بدن کا لباس | ہوا آ کھڑا گھر کے دیوار پاس
عیاں نصف شب کا ہوا جس گھڑی | تو حکمت یہہ جن نے وہان خرچ کی
کہ دیوار پر چڑھکے اکطرف کو | رہا دم بخود یو ہین خاموش ہو
لگا دیکھنے گھر کے ادہر ادھر | کہ اتنے مین آیا تماشا نظر
سطح ہر اک طرف دالان ہی | سراپا تکلف کا سامان ہی
مہیا ہی اسباب عشرت تمام | دھرا اک طرف کو ہی میناو جام
بچھی ایک مسند چھپر کھٹ کے پاس | جوان اسپہ بیٹھا ہی اک بے ہراس
وہی بی بی اسکی ہم آغوش ہی | محبت کا باہم عجب جوش ہی
زبا نسے زبان تر ہی ہی باہم | ملے جاتے ہاہین منہہ سے منہہ دمبدم
گلابی ہی می کی باہم ڈھل رہی | عروسانہ ہر لات ہی چل رہی
کرون اور بھی کیا مفصل بیان | کہ کہتے ہوئے شرمگین ہی زبان
جو کچھ ایسی باتون کا ہی منتہا | بتدریج محسوس وہ بھی ہوا
جب اِس سب سے مفروغ ہو وہ جوان | گیا بہر بول ایک گوشے مین وہان
کہ تھی صحن کی طرفسے اسکی راہ | وہین مین غلط کر گئے اسکی نگاہ

اُتر بام پر سے ہوا اُسکے قضا گیا وار تلوار کا بے خطا
زمین پر گرا کٹ کے سر ایک بار ہوا صحن میں خون کا نقش و نگار
شتابی سے میں گھر کے باہر ہوا پھر اِک تھا درخت اُسپہ جا کر چڑھا
لگا دیکھنے باقی انجام کار کہ اِتنے میں آیا نظر ایک بار
کہ نکلی وہ گھر میں سے بدکار زن نظر کرتے ہی اُسکا وہ کشتہ تن
تڑپنے لگی مثل مچھلی کے تب لگی کہنے ہی ہی ہوا کیا غضب
یہہ دلدار جانی موا کسطرح یہہ ناگاہ واقعہ ہوا کسطرح
ابھی بیٹھا پیتا تھا جام شراب ابھی چشم مست اُسکی تھی نیم خواب
ابھی تھا یہہ سرگرم بوس و کنار ابھی پہنے بیٹھا تھا پھولونکے ہار
ہوئی دفعتاً کیا مصیبت ابھی کہ یکدم میں شکل اِسکی یوں بن گئی
یہہ کہ کر کے بین اور رو زار زار بلایا کنیزک کو پھر ایک بار
کہا ہاں شتابی سے لے آ ایک خم کروں نعش تا اِسکی اِکطرف گم
کنیزک وہیں خم لے آئی شتاب لگی بھرنے اُسمیں وہ خانہ خراب
پھر اِک جا زمیں کیتئیں کھود کر کیا دفن خم کے تئیں سر بسر
یہہ سب دیکھ میں واقعہ ماجرا اُتر شاخ پر سے زمیں پر ہوا
جدھر سے تھا آیا گیا پھر اُدھر کرا اِک ہفتہ دو ہفتہ یونہیں بسر
پھر آن کر گھر میں داخل ہوا جو دیکھوں تو بیٹھی ہی وہ بے حیا
ولیکن نہایت ہی بیٹھی ملول سر و سینہ پر ہی ملے خاک دھول

کہا میں نے کیوں کسلائے ہی یہہ حال — لگی کہنے اس کا نہ کیجیے سوال
کہوں تا کہ میں اپنے غم کا سبب — چلے جاتے ہو گھر سے تم جب نہ تب
میں ڈر ڈر کے ہر رات دیتی ہو جان — کہ لگتا ہی کھانے یہہ ہو کا مکان
نظر آتے ہیں خواب موحش سدا — نت اٹھتی ہوں یکبارگی ہول کھا
کہوں نقل کیا آج کے خواب کی — کہ دیکھی عجب شکل وحشت زدی
کنارے پہ دریا کے ہو تم کہیں — اور یکدیو ہی وہاں بہت خشمگین
تم اس دیو سے بھاگ کر کر شتاب — گرے ہو کے پانی میں کھا پیچ و تاب
پھر اس دیو نے وہاں کیا تم کو زیر — بہم کشمکش میں ہوئی محنت دیر
اسی میں کھلی میری آنکھ ایکبار — تبھی سے ہوں روتی پڑی زار زار
بتا دو مجھے اس کی تعبیر کو — ذرا جس میں تسکین مرے دل کو ہو
کہا میں نے تب یوں کہ ای دلربا — کسیطرح کا غم نہ کچھ دل میں لا
کہ یہہ تو بہت ہی مبارک ہی خواب — نہیں ہی ضرور اسمیں کچھ پیچ تاب
وہ دریا ہی ذات خدائے کریم — عدو ہی مرا پھر وہ دیو لئیم
ہی گر نیکی دریا میں میری یہہ بات — کہ چاہی میں اپنے خدا سے نجات
کیا دیو نے بھی جو پھر مجھکو زیر — سو اسکی بھی تعبیر کا ہی یہہ پھیر
کہ فضل الہی سے میں گھر میں آ — کیا زیر اسے اپنے قابو میں لا
کیا ٹکڑے ٹکڑے میں اسکے تئیں — کیا خم میں پھر دفن زیر زمین
پس اس خوابکی یہہ ہی تعبیر ہی — یہہ تعبیر ہی یہہ ہی تقریر ہی

سدا خم کے جون نام کو ایکبار   اُٹھی تیش میں ہو کے بے اختیار

سمجھ گئی حقیقت کو دلہن تمام   کہ شوہر پہ روشن ہوئے سارے کام

لگا دی وہیں گھر کو اِکبار آگ   اِسی غلغلے میں گئی گھر سے بھاگ

جلا مال و اسباب گھر کا تمام   رہا ایک شے کا بھی باقی نہ نام

تبھی سے میں پھرتا ہوں بے خانمان   وہاں سے یہاں اور یہاں سے وہاں

خوش آتا نہیں عیش اور زندگی   کہ اِس زندگی سے ہی شرمندگی

شب و روز کاہش مرے دل کو ہی   فنا کی ہی خواہش مرے دل کو ہی

یہہ سب کہہ چکا داستان جب وزیر   تو بولا وہ شہزادہ غم کا اسیر

کہ حاصل نہیں اِس حکایات سے   نکر مغز خالی ہر اِک بات سے

نچھوڑوں لگا دامن میں دلدار کا   ہوں کب معتقد تیری گفتار کا

* حکایت وزیر چہارم *

وزیر چہارم نے آ چوتھی رات   جہاندار شہ پاس چھیڑی یہہ بات

کہ تھا اِک سراندیپ میں بادشاہ   شہ زینت افزاے تخت و کلاہ

چڑھا ایک سال اُسکے اُوپر غنیم   خلایق کو سنکر ہوا خوف و بیم

تخلل ہوا شہر میں ناگہان   تزلزل میں آیا سب امن و امان

وزیروں کو اُسنے بلا کر تمام   کیا مشورت میں یہہ کلمہ کلام

کہ آیا عدو فوج لے متصل   کرے تار عیت کو وہ مضمحل

ہوا کرنا دفعیہ اُسکا ضرور   یہہ آفت کسطرح ہو سر سے دور

پھر اِس نے کیا منتخب ایک کو — وزیروں مین تھا جو کہ سنجیدہ خو

پنہا خلعت اُسکو مرخص کیا — جو اسباب پیکار تھا سب دیا

گیا فوج و لشکر کو لیکر وزیر — کرے تا مخالف کو جا کر اسیر

زن اُسکی ہوئی غمسے زار و نزار — جدائی نے اُسکو کیا بے قرار

نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی تھی وہ — پڑی اشک حسرت ہی روتی تھی وہ

کہا اُسکی دائی نے یہہ دیکھ حال — کہ مغموم کیون ہی ای صاحب جمال

ابھی درد غم کا ترے سن نہین — ابھی اِسطرح کے ترے دن نہین

ابھی پھول سا ہی ترا رنگ رو — ابھی دل ہی تیرا پر از آرزو

عبث بیٹھی گھلتی ہی تو شمع سان — عبث ہی ہر اِک وقت گریہ کنان

ذرا دلکو بہلا اِدھر اور اُدھر — نہ اِتنی بھی آشفتہ رہ سر بسر

نہ دے ہاتھ سے بس سنبھال اپنے تئین — خبر کنگھی چوٹی کی لے اب کہین

خدا نے دیا ہی یہہ حسن و جمال — ہو جسطرح سے چاؤ دلکی نکال

ہی زرگر پسر شہر مین اِک جوان — نہایت طرحدار و سرو روان

جھلکتا ہی کندن نمط جسکا رنگ — ہر اِک دیکھکر جسکو رہتا ہی دنگ

وہ جوش جوانی و عہد شباب — خجل جسکو ہی دیکھکر ماہتاب

سراپا سے اُسکے یہی ہی عیان — کہ تیرے ہی لایق ہی وہ نوجوان

نہا دھوکے زینت دے اپنے تئین — کہ لیجاؤن شبکو مین تیرے تئین

تو دیکھے اُسے اور وہ دیکھے تجھے — ذرا درد غم دلکا بھولے تجھے

زن ناقص العقل یکبار گی | یہہ سنتے ہی دائی کی غمخوار گی
وہیں دم میں نادیدہ عاشق ہوئی | نہایت ہی مشتاق و شایق ہوئی
لگا عشق کا دل میں اکبار تیر | ہوئی قید الفت میں اُسکی اسیر
بہر شکل جون تون کتا دن تمام | پھر آخر ہو بیتاب نزدیک شام
کیا سب عروسانہ اپنا سنگار | خجل جس سے ہو شاخ گل کی بہار
پری دیکھکر جسکو بے ہوش ہو | فرشتہ بھی یکبار مدہوش ہو
بہ ترتیب دی زینت اپنی تمام | ہوئی دائی کے ساتھہ مست خرام
گئی دائی لے آن کے آن میں | اُسی شوخ زرگر کی دوکان میں
جو دیکھے تو بیٹھا ہی وہ عشوہ ساز | کو تھالی میں کرتا ہی دلکو گداز
نظر کرتے ہی دفعتاً اُسکے تئیں | گئی بھانو دیسے کہیں کی کہیں
پھر آئی بخود تب ہوئی بےحجاب | اُٹھا منہہ سے یکبار اپنا نقاب
دکھایا اُسے اپنا حسن و جمال | کیا آپ سا اُسنے اُسکو نڈھال
عیان کرکے شکل اپنی گلزار سی | مرصع کی دی اِک اُسے آرسی
کہ ایسی ہی اور اِک بنا دے مجھے | ہنرمندی اپنی دکھاوے مجھے
کئی اشرفی اور جواہر نکال | اجوریمین اُسکے دے حال حال
وہ زرگر پسر سنکے یہہ زرگری | ہوا دفعتاً کشتۂ بےخودی
ٹھٹک رہ گیا وہیں تصویر سا | پھر آکر بخود وہ ہنس کے کہنے لگا
[illegible] | [illegible] چالاک ہو واہ جی

کہو نام کیا ہی کہاں ہی مکان کدھر سے ہو آنکلے اِس وقت یہاں
مکان کا تو اپنے پتا دیجئے نشانی تک اُسکی بتا دیجئے
سنا اُسنے زرگر کا جب یہہ سوال اُٹھا وہاں سے آئینہ اِک حال حال
سیاہی ملی اُسکے منہہ پر تمام کیا اور بھی پھر چلتر کا کام
کہ منگوا کے دو چار برگ انار دیئے پھینک پانی مین بے اختیار
یہہ عیارگی کر کے لی گھر کی راہ ہوا چشم زرگر مین عالم سیاہ
گرا خاک پر بیہودانہ وہین ملول و الم ناک و اندوہ گین
ہوا بے خبر دل سے اور جان سے تعلق رہا کچھہ نہ دوکان سے
پڑا جاکے گھر بیچ وحشت زدہ مصیبت زدہ اور قیامت زدہ
کیا خواب و خور ترک یکبارگی طبیعت پر آئی اِک آوارگی
زن اُسکی فہیم اور ہشیار تھی نہایت چتر اور عیار تھی
نظر کر تمام اُسکے اطوار کو تکلم کو اور وضع گفتار کو
سمجھہ کر وہ سب باعث اضطراب لگی مسکرا کہنے ہو بے حجاب
کہ بارے کہو کسکے بسمل ہوئے وہ تھی کون سی جسکے گھایل ہوئے
دوانہ کیا کس پری نے تمھین بتا دیجئے بھید سارا ہمین
کہ تا ہم تمھارا کرین کچھہ علاج بحال آئے جس سے تمھارا مزاج
کروگے بھلا تم بھی کیا دلمین یاد کسیطرح جیوڑا تمھارا ہو شاد
چلو اب کہو کیا ہوئی بات چیت لگی کس ستمگر سے بارے یہہ پیت

ٹھکانا کہاں اُسنے اپنا کہا دیا تمکو کیا اپنے گھر کا پتا

سنی جو نہیں زرگرنے اکبارگی یہہ زن کی تمام اپنی غمخوارگی

وہیں ہوشیاں آکے ٹک ہنس پڑا محبت کی اُلفت سے کہنے لگا

کہ جانی کدھر یہہ گیا تیرا دل یہہ طنز و کنائے نکر متصل

وہی چار زن کی تو ہوگی سدا اُسے تیرے رتبے سے نسبت ہی کیا

ولے کیا کہوں ہو گیا کیا مجھے کہ خوش کچھ نہیں آج لگتا مجھے

کچھ ایسا وہ آسیب کر کر گئی کہ جان اپنی یکبار اُسپر گئی

کیا جب میں گھر کے پتے کا سوال تو سنتے ہی اُسنے وہیں حال حال

سیاہی اِک آئینہ اُوپر ملی پھر اُسنے بھی اور آگے حکمت یہہ کی

کہ منگوا کے دو چار برگ انار دیئے پھینک پانی میں بے اختیار

یہی کرکے بس گھر کو جاتی رہی مری جان یہاں تلملاتی رہی

نہیں بھید پاتا میں اِس بات کا کہ اِن سب پتوں کے معانی ہیں کیا

سنا جو ہیں زرگر کی زن نے تمام ہنسی کھل کھلا پا کے رمز کلام

لگی کہنے واللہ مورکھ ہو تم بس اِتنے ہی میں ہو گئی عقل گم

اِسی منہہ سے کرتے ہو تم عاشقی نہ اِتنی کنہہ پا سکے بات کی

وہ جو آرسی پر سیاہی ملی سو اِس پردے ہی میں وہ یہہ کہہ گئی

کہ دن کے تئیں پہلے گھر ڈھونڈھیو سیاہی میں پھر شب کی وہاں جائیو

اور آگے جو پانی میں برگ انار دکھا کر وہ گئی پھینک بے اختیار

سرہی اُس جگہہ اک درخت انار — تلے جسکے تالاب ہی جو ضدار

کہ برگ اُسکے گرتے ہیں اُس آب میں — نشانی یہہ ہی اُسکے تالاب میں

نہ سمجھے تم اتنے اشاروں کے تیں — عبث آپکو کر دیا ہی حزین

اُٹھو ہاتھہ منہہ دھو خبر جاکے لو — اِنہیں سب پتون سے تفحص کرو

یہہ سنتے ہی زرگر کے آئے حواس — خوشی اُسکو حاصل ہوئی بیقیاس

گیا صبح کے ہوتے گھر سے نکل — پھرا ڈھونڈھتا ہر مکان و محل

لگا بارے کھوج اُس مکان کا اُسے — مکان اور نام و نشان کا اُسے

کہ ہی وہ وزیر معظم کا گھر — ہی دشوار بیگانے کا وہان گذر

یہہ معلوم کرتے ہوا پھر اُداس — لگا آن کر کہنے پھر زن کے پاس

کہ پیدا تو بارے ہوا ہی مکان — ولیکن رسائی ہی مشکل وہان

وزیر معظم کا ہیگا وہ گھر — کہان ہو سکیگا مرا وہان گذر

کہا زن نے مت کر تو ایسا خیال — نہیں ہی یہہ کچھ بات اتنی محال

دوانا تو جیسا ہی اُس ماہ پر — دوانی وہ تجھپر بھی ہی سر بسر

اگر تجھسے وہ دل لگاتی نہیں — تو دو کان میں تیری آتی نہیں

کشش عشق کی ہی قیامت بلا — ہر اک طرح تجھہ پاس پہنچیگی آ

نہا دھو کے پوشاک اپنی بدل — سر شام پھر اپنے گھر سے نکل

پہنچ وہان تلک نصف شب کے قریب — بہر طرح یاری کرینگے نصیب

کشش سے محبت کی گھبرائیگی — مقرر وہ گھر سے نکل آئیگی

ہوا اسنکے خاموش زرگر اسے | بھروسا ہوا بارے دل پر اسے
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام | تو نکلا وہ بن ٹھن کے ماہ تمام
اور آہستہ آہستہ تا نصف شب | گیا وہان تلک با دل پر تعب
رہا دیر تک گوشے مین انتظار | چلی پھر جو ٹھنڈی ہوا ایکبار
وہین سو گیا آن کی آن مین | رہا کچھ نہ مطلق اسے دھیان مین
وہ گاڑو ادھر کر کے اپنا سنگار | کھڑی اسکے بالین پہ ہو ایکبار
جو دیکھے تو سوتا ہی یہہ بے شعور | چمکتا ہی اک سامنے منھہ پہ نور
لگی کہنے سچ مچ ہی مورکھہ کوئی | عبث میری اسپر یہہ حالت ہوئی
بلا کر پھر اک اپنی جلدی خواص | جسے محرمیت مین تھا اختصاص
کہا جا کے دو تین اخروٹ لا | گئی اور وہین امر لائی بجا
پس اخروٹ لے آن کی آن مین | بھرے اسنے اسکے گریبان مین
یہہ چترائی کر وہین جاتی رہی | پھر آنکھہ اسکی وقت سحر جو کھلی
تو آیا گریبان مین یہہ کچھ نظر | رہا دل مین اپنے بہت غور کر
نہ سمجھا وے رمز کچھ بات کی | کہ عیار نے مجھہ سے کیا گھات کی
پھر آ گھر کو محزون اور غمزدہ | مصیبت زدہ بلکہ ماتم زدہ
پھر اتنے مین بند قبا جو کھلے | وہ اخروٹ اسمین سے گرنے لگے
بدستور ویسا ہی حیران ہو | لگا پوچھنے زن سے اس وجہ کو
کہ اخروٹ تھے یہہ گریبان مین کیون | نہین کچھ سمجھتا اسے کیا کرون

لگی کہنے زن تو تو ہی بے شعور — ہی تجھ جیسے کو عاشقی کیا ضرور

نہایت ہی مورکھ ہی اور بے خبر — نہیں تجھ سا بھی ناسمجھ کوئی بشر

تو شاید وہان سو گیا تھا کہین — اور آئی تھی تجھ پاس وہ نازنین

سو پا گئی کہ تیرا یہہ عنوان ہی — تو بے شبہہ اِک طفل نادان ہی

بس اخروٹ سے کھیلا بیٹھا مدام — کہ ہی کھیلنا اِس سے لڑکونکا کام

لگا کہنے زرگر کہ ہان سچ ہی بات — مجھے واقعی نیند آئی تھی رات

خبر کچھ نہ آنے کی اُسکے رہی — کہ کب آئی مجھ پاس اور کب گئی

بہر حال پھر کہئیے اب کیا کرون — کرو کچھ تو تدبیر جس سے ملون

کہا زن نے پھر جائیو آج رات — وہ ہر طرح پھر آئیگی کر کے گھات

و لے صبح تک سونا ہرگز نہ آج — و گرنہ پھر آگے نہیں کچھ علاج

گیا سنکے یہہ بات پھر رات کو — رہا منتظر اِک طرف اُسکا ہو

نہ جھپکائی ہرگز پلک سے پلک — کہ اِتنے مین دیکھے ہی کیا یک بیک

وے بے پاؤن ہیگی وہ آتی چلی — مہک گئی وہ جیسی اندھیری گلی

وہین آ گئی جان مین اُسکی جان — گلے لگ گیا دوڑتے ہی ندان

لگا کہنے پکڑا ہی مین اپنا چور — نہیں چلتا کچھ آپ کا اب تو زور

مین زرگر ہون چوری ہی میرا ہی کام — و لے تم تو کچھ مجھسے بھی ہو تمام

یہہ کیسی دغا دے گئین کل مجھے — کہ اب تک ہی آئی نہیں کل مجھے

یہہ رمز و کنائے کی باتین ہوئین — محبت کی اُلفت کی گھاتین ہوئین

پھر آخر محل میں اُسے لے گئی — معین جہان تھی جگہہ عیش کی
ولیکن خوشی میں تھی ازبس دوچند — گئی بھول کرنے کو دروازہ بند
لگے پینے کھانے شراب و کباب — وہیں ہم دگر ہو گئے بے حجاب
پلنگ پر گرے دونوں بے ہوش ہو — لپٹ گئے ہم وو ہین نہ ہوش ہو
قضا کا اب آگے ذرا سنئے کام — کہ سنتے ہی حیرت ہو دل کو تمام
کہیں پھرتا تھا شہر کا کوتوال — کھلے در کو دیکھ آگیا حال حال
چلا آیا اندر محل کے وہیں — نہایت غضبناک اور خشمگین
لگا کرنے ایدھر اُدھر سب نظر — پھر اِتنے میں دیکھا یہہ کچھ بے خطر
کہ دونوں پلنگ پر ہیں لپٹے بہم — ملے ہیں پڑے لب سے لب دمبدم
کہا سنتو ای شرم دار وزیر — کہینگے یہہ کیا تجھکو برنا و پیر
بجا تونے کیسا یہہ سب ننگ و نام — کیا آپ کو سب میں رسوا تمام
یہہ کیا وضع ہی اور یہہ کیا حال ہی — یہہ کیا شرم ہی اور یہہ کیا چال ہی
اُٹھے دونوں گھبرا کے تب ایکبار — سکیا نہ باقی رہا اِختیار
پھر اِتنے میں زرگر کتیں کوتوال — لگا باندھنے دست و پا حال حال
اِس احوال کو دیکھ وہ نازنین — نہایت ہوئی دلمیں اندوہگین
پھر اِتنے میں لیکر ہزار اشرفی — بصد عجز و منت یہہ کہنے لگی
کہ ای کوتوال اِسکو ابکر قبول — پر اِس بات کو دلسے جا اپنے بھول
زیادہ بس اب مجکو رسوا نکر — بس اظہار عالم میں اِسکا نکر

نہ زرگر کو باندھ اور رنالے اپنے ساتھ ... ترے روبرو باندھتی ہوں میں ہاتھ
ولیکن نہ راضی ہوا کوتوال ... لیا باندھ دونوں کو وہاں حال حال
محل سے نکل کر اُسی آن میں ... دیا بھیج دونوں کو زندان میں
کیا زن نے اُس دم خیال ایکبار ... کہ زرگر کی زن بھی ہے بس ہوشیار
وہ سارے رموز اور باتو نکتئین ... سمجھتی ہے اور کوئی ویسی نہین
اِسیکے تئین دلمین کر کر خیال ... کنیزک سے یہہ کہہ گئی حال حال
کہ جس جا مرے یار کا ہے مکان ... تو جلدی سے اِک طشت لیجا وہان
کسی طرح سے جاکے اُس بام پر ... گرادے زمین پر وہان طشت زر
زن اِسکی قیامت ہی عیار ہی ... چتر ہے نہایت خبردار ہی
سمجھ جائیگی دلمین اِس کام سے ... گرا طشت دونون کا ہی بام سے
کریگی وہی پھر کچھ آگے جتن ... کہ ہی عاشقی کے سب آگاہ فن
کنیزک تھی یہہ حکم لائی بجا ... اِسی طرح سے جسطرح تھا کہا
زن زرگر اُس طشت کو دیکھ کر ... لگی کہنے دل بیچ افسوس کر
کہ دونون پہ شاید کچھ آیا خلل ... پھنسے ہین کہین بے طرح بے محل
اُٹھی اور حلوا سے تر کو پکا ... رکھا ظرف مین ہر طرف سے بنا
اور آنچل مین باندا اشرفی پھر گئی ... جدھر قید خانہ تھا اُودھر گئی
لگی کہنے ہر اِک نگہبان کو ... نگہبان کو اور دربان کو
کہ سنتے ہو ای بندگان خدا ... خدا اسنے ترحم ہی تم کو دیا

جو مانی تھی نذر آسکو لائی ہون مین — مراد اپنی از بسکہ پائی ہون مین
یہہ حلوا سے تر لائی ہون نیاز کا — کہ دون قیدیون بیکسون کو کھلا
ولیکن کھلانا ہی اسکا شتاب — کہ کھا جائین سب پیش از آفتاب
کرو حکم تو ہو یہہ مقصد حصول — کئی اشرفی بھی یہہ کیجے قبول
نگہبان لگے کہنے ای نیک بخت — یہان پر توچوکی نہایت ہی سخت
ولے حکم دیتے ہمین یکدم کے دم — زیادہ نہ ہیو کہ رسوا ہون ہم
کئی اشرفی دیکے اُنکے تئین — ہوئی قیدخانے کے اندر وہین
کہا ای زن نامدار وزیر — کہ رہیو بھلا میری منت پذیر
یہہ لے ہاتھہ مین طشت جلدی نکل — چلی جا شتاب اپنے سمت محل
وہ لیتے ہی طشت آئی باہر شتاب — گئی اپنے گھر مین بصد اضطراب
یہان بیٹھی یہہ اپنے زرگر کے پاس — نہایت ہی بیباک اور بے ہراس
چلا صبح دم گھر سے تب کوتوال — وزیر دوم پاس جا حال حال
لگا کہنے سب رات کا ماجرا — کہ یون دونون کو قید ہی مین کیا
وزیر اسکا سنکر یہہ طرز کلام — مشوش ہوا اپنے دل مین تمام
کہا مین نہ باور کرون زینہار — وہ ایسی نہین بدروش بدشعار
سدا یاد شوہر مین روتی ہی وہ — نہ کھاتی نہ پیتی نہ سوتی ہی وہ
خدا جانے سمجھے ہوا کیا غلط — تمانون ترے کہنے ہی پر فقط
مرے ساتھہ زندان مین چل اور دکھا — جو تحقیق ہو مجھہ پہ سب ماجرا

وہاں دونوں زنداں میں آئے چلے — قدم جو وہاں در بیچ رکھنے لگے
زن زرگر اُٹھتے ہی یکبار گی — دکھانے لگی اپنی بیچارگی
لگی کہنے سن میرے عادل وزیر — ترے شہر میں ہر صغیر و کبیر
گذارے ہی آرام سے زندگی — مزاحم نہیں ہی کسی کا کوئی
میں شوہر کے ساتھ اپنے سوتی تھی رات — خدا جانئے کتنی باقی تھی رات
یہہ کتوال گھر میں مرے پیٹھکر — مچانے لگا یک بیک شور و شر
زن و شو کو پھر آن کی آنمیں — دیا بھیج یک بار زندان میں
نہیں میں سمجھتی یہہ کیا ہی سبب — عدالت ذرا کیجئے میری اب
کیا جیسا مفت اِسنے رسوا مجھے — اسی طرح رسوا میں دیکھوں اِسے
یہہ فریاد سنتے ہی اُس کی وزیر — لگا کہنے شحنہ سے کیوں ای شریر
یہہ کیا موزیونکی تو کرتا ہی کام — کہ سبکا تو کھوتا ہی ناموس و نام
رہ اب اِسکے بدلے تو زنداں میں — ہو جب تک کہ باقی تری جان میں
اور اُن دونوں کو پھر مرخص کیا — گئے اپنے گھر کو مراد اپنی پا
سخن مختصر ای جہاندار شاہ — رہے تیرا قایم یہہ تخت و کلاہ
زنونکے ہیں مکر و فسون اِس قدر — خدا مکر سے اِنکے دے ہی خبر
یہی خوب ہی اِنسے باز آیئے — طبیعت نہ ہرگز اِدھر لائیے
کہا شہ نے سن ای چہارم وزیر — مگر مجھکو باتوں کا اپنی اسیر
کسی طرح میرا پھر لگا نہ دل — نصیحت نہ کر تو عبث متصل

* حکایت وزیر پنجم *

شب پنجم آئی تو پنجم وزیر   بہ تقریر شایستہ و دل پذیر
لگا کرنے یہہ نقل آکر بیان   کہ ای خسرو و شہریار زمان
کسی شہر مین تھا جوان حسین   نہایت ہی مطبوع اور نازنین
وجیہ اور عیار و رنگین ادا   طرحدار و خوش قامت و خوش لقا
زر و سیم و لعل و گہر بھی تمام   مہیا تھے اُسکے تئین صبح و شام
معیشت کی ہرگز نہ تکلیف تھی   عنایت کیا تھا خدا نے سبھی
و لے تھا مجرد ہی رہتا سدا   تعلق زنون سے نہ رکھتا ذرا
کہا آشناؤن نے اِکدن اُسے   کہ یون ہم نہین دیکھ سکتے تجھے
گذرتی ہی تیری جوانی عبث   جوانی عبث زندگانی عبث
مناسب ہی وصلت کہین اپنی کر   کہ عشرت سے یہہ گذرے شام و سحر
جوان نے کہا سنکے ای دوستان   نہین لطف رکھتا یہہ ذکر و بیان
نہین خلقت زن مین مہر و وفا   بھرا ہی تمام اِن مین کذب و دغا
لگاؤن اگر اِن سے اپنا مین دل   تو کاہش ہی پایا کرون متصل
کہا آشناؤن نے کیا بات ہی   نہ ہر ایک ہی اِنمین بدذات ہی
عموما نہین سب پر آتی یہہ بات   کہ واقع ہوئین اِنمین بھی نیکذات
اگر دیکھئے فکر و غور سے   تو بعضی ہین اِنمین بھی اِسطور سے
کہ دامان پہ جنکے پڑھیے نماز   جنھونکا خدا سے ہی راز و نیاز

جنھوں سے ہی قایم زمین آسمان — نہیں جنکی عصمت میں وہم گمان
اِسیکو سمجھہ دل میں اپنے ذرا — کہ لیلی نے مجنوں سے ہی کیا کہا
پھر آگے زلیخا کے احوال پر — تک انصاف سے خوب کر تو نظر
کہ یوسف سے کسطرح نازندگی — نبھی اُسکی شیدائی اور عاشقی
گمان اِسطرحکا تو اب دور کر — کہیں جو تجھے ہم وہ منظور کر
جوان نے سنی جب یہہ کتنی دلیل — پسند آئی اُسکو یہہ سب قال وقیل
لگا کہنے اچھا کیا اب قبول — زیادہ نہ تکرار کو دیجے طول
شتابی بلائی پھر اِک پایر زن — جسے یاد مشاطگی کا تھا فن
گئے جسنے لاکھونکے وصل و وصال — ہر اِک گھر میں تھا دخل اُسکو کمال
کہا اُسّے میرے لئے کوئی دلہن — نہایت طرحدار و سیمین بدن
کسی گھر میں جلد اُسے تشخیص کر — ولے رکھیو اِسکو بھی مدّ نظر
کہ ہو وے حسب اور نسب میں تمام — شرافت نجابت ہو اُسکی تمام
سوا اِسکے سن میں بھی ہو خوردسال — اور اِسپر طرحدار بھی ہو کمال
کہا پایر زن نے بہت خوب ہی — وہی دیکھہ لینا جو مطلوب ہی
گئی اور کر کر بہت جست و جو — کئی دن میں پیدا کی اِک ماہ رو
کہ تھی جسمیں ہر ایک وہی صفات — وہی خوبیان وہی ہر ایک بات
جوان پھر بصد زینت و عز و جاہ — کیا ساعت سعد میں اُس سے بیاہ
ہوئی ایسی دونوں میں اُلفت بہم — کہ ویسی بھی الفت جہان ہو کم

بجز شکل شوہر وہ رشک قمر نکرتی تھی تصویر پر بھی نظر
شب مہ میں بھی تھی نہ پھرتی وہ ماہ کہ پرچھائیں بھی لے نہ ساتھ اُسکے راہ
گئے جب کئی سال یونہیں گذر کیا گھر سے اپنے جوان نے سفر
یہہ در پر ہوئی جا کھڑی ایک روز تمنائے شوہر میں با درد و سوز
کہ اِک نوجوان کا ہوا واں گذر پڑی اُسکی اُسپر یکایک نظر
وہیں دیکھتے مبتلا ہو گیا نجانوں کہ یکدم میں کیا ہو گیا
تعشق میں اُسکے ہوا بے قرار لگا مارنے آہ بے اختیار
نہ سدھ بدھ رہی دل کی اور جان کی لگی تلخ کٹنے اُسے زندگی
بلا ایک کٹنی کہیں حال حال کیا اُس سے اپنا یہہ سب عرض حال
پتا بھی مکان کا بتایا اُسے جتانا تھا جو کچھ جتایا اُسے
کہا اُسنے واری تو مت فکر کر نہ اپنے تئیں غم لگا سر بسر
میں وہ ہوں کہ چرخ بریں پر بھی جاوں پھٹے آسمان کو بھی تھگلی لگاوں
اِسی میں ہوا ہی مرا سر سفید کہ لاکھوں کی بر لائی ہونگی اُمید
ہزاروں کی عصمت میں کی ہوں خراب فقط میں اِسی کام کی ہونگی ناب
کہاں رہ سکیگی وہ مجھسے چھپی نہ ایسا ہوا ہی نہ ہوگا کبھی
یہہ کہکر وہ رخصت ہوئی بیحیا گئی یاد کرتی مکان کا پتا
بنا بھیس مالن کا پھر ایک بار لئے گجرے اور کتنے پھولونکے ہار
ہوئی داخل اُس گھر میں اسطرح سے بغیر اُسکے جا سکتی کسطرح سے

کئی دن مین آجا یو نہین متصل لیا ہاتھ مین گھر کی بی بی کا دل

پھر یکروز خوش پاکے اُسکا مزاج لگی کہنے کچھ عرض رکھتی ہون آج

بتاؤ مجھے واری اِسکا سبب کہ رہتی ہو مغموم کیون جب نہ تب

خوشی ایکدن بھی نہ دیکھا تمھین یہہ غم کسطرح کا ہی رہتا تمھین

یہہ حسن و جوانی یہہ کچھ سال و سن یہہ پھر چونکی راتین یہہ لذتکے دن

نہین ایک پر بھی تمھین کچھ نظر فسردہ ہی رہتی ہو شام و سحر

رہا مجکو ارمان یہہ ہی سدا کہ خوش ایکدن بھی تمھین دیکھون آ

نہ دیکھا کبھی کرنے تمکو سنگار نہ پوشاک کی مینے دیکھی بہار

سبب کیا جو رہتی ہو تم اِسطرح رہو اِسطرح رہتے ہین جسطرح

کہا اُسنے مامانہ پوچھ اِسکی بات کہون دلکی مین تجسے کیا اپنی بات

گئے ہین وہ جسدن سے گھر سے نکل خوش آتا نہین مجھکو ہرگز محل

ہمیشہ وہی شکل ہی دھیان مین رمق سی ہی اِک رہ گئی جانمین

وہی صورت آتی ہی ہر وقت یاد جدائی مین کہہ کسطرح ہون مین شاد

ہین سب زینتین اُنکے ہی واسطے نہون پھر وہ توکسکے جی واسطے

دیا پیرزن نے یہہ سنکر جواب کرو آپ کو اِتنا بھی مت کباب

وہ ہین مرد کی ذات اور نوجوان فقط تم ہی پر بیٹھے ہونگے کہان

نیا عیش ہر رات ہوگا اُنہین سدا ہوگا اِک تازہ پرچا اُنہین

عبث تم یہان رہتی ہو غمزدی مصیبت زدی اور ماتم زدی

رکھو تم بھی خوش اپنے دل کے تئین ضرور اِسقدر کیا ہی رہنا غمین
غنیمت ہی دو روز کی زندگی جوانی نہین رہتی ہی ایک سی
مزا زندگانی کا کچھ تو اُٹھاؤ عبث آپکو اِسقدر مت گھلاؤ
یہان اِک جوان ہی نہایت حسین طرحدار و رنگین اور مہ جبین
اگر دیکھو اُسکو تو غش غش کرو وہ ہین آن کی آن مین غش کرو
جو فرماؤ اُسکو تو لے آؤن مین وضع اور پھبن اُسکی دکھلاؤن مین
یہہ سنکر بکی اُسنے لا و نعم رہی یون نہین خاموش سی ایکدم
وہ مالن یہہ سب کہکے رخصت ہوئی اِدھر گھر کی بی بی کو وحشت ہوئی
لگی ہونے عصمت وہ سب چال بچال اور یکبار نیت مین آیا خلل
ہوا دوسرا دن تو پھر وقت شام وہی آئی بد بخت مالن بنام
پھر اُسنے فسانہ وہی سر کیا زیادہ کچھ اول سے بھی کر کہا
بہرحال راضی کر اُسکے تئین لے آئی وہ کہتی تھی جسکے تئین
ملے دونون مطلوب و طالب بہم نئی چاہ بڑھتی چلی دم بدم
ہوا عیش و عشرت کا بازار گرم ہوئے بے حجابی کے اطوار گرم
نرہ سکتے تھے ایکدم بھی ذرا یہہ اُسکے سوا اور وہ اِسکے سوا
ہوئی چند مدت یونہین منقضی پھر آکر یہہ ناگاہ آفت پڑی
کہ شوہر سفر سے پھر آ گھر کتئین لئیے جان بیتاب و مضطر کتئین
کہا دلمین بی بی نے یہہ کیا ہوا سفرہی مین یکدن نہ کیون مر گیا

کہاں ہاتھ سے اُسکے اب جاؤنگی میں — جو آرام ویساہی پھر پاؤں میں

غرض یوں نہیں رہتی تھی ہر دم ملول — وہ سب بیاہ اگلی گئی دل سے بھول

خفا دیکھ شوہر اگر پوچھتا — کہ کیوں جانی کسواسطے ہو خفا

تو کہتی کہ ہی کچھ طبیعت کسل — ہی صحت میں فی الجملہ واقع خلل

کیا کرتی حیلہ یہی جب نہ تب — جدا رہتی کچھ کچھ ہی روز و شب

پھر یکروز دائی کو اپنی بلا — اکیلے بصد عجز اُس سے کہا

کہ ای مادر مہربان و شفیق — مرے وقت طفلی کی ہر دم رفیق

بیان کرتی تجھسے ہوں میں اپنا راز — بشرطیکہ تو میری ہو کارساز

مریض اپنے تئیں کل بناؤنگی میں — پھر اتنے میں تجھکو بلاؤنگی میں

وصیت کرونگی کہ ای میری ماں — نکل جاے جب میرے قالب سے جان

تو نہلا دھلا اور دیکر کفن — مجھے مقبرے بیچ کیجو دفن

سوا تیرے آوے نکوئی میرے پاس — تو ہی رہیو اک میری حالت شناس

کرونگی پھر اتنے میں حبس نفس — کہ ہوگا یقین سبکو مرنیکا بس

پھر آکے تو ہی مجھکو نہلا دھلا — اُٹھائیو شتابی جنازہ مرا

لیجاکر پھر اُس مقبرے میں مجھے — لٹا دیجیو تک زمیں کھود کے

یہہ سب جاکے کہہ آ مرے یار سے — مرے دلبر و میرے دلدار سے

کہ از بس جدائی ہوئی لاعلاج — یہہ لاچار تدبیر کی میں نے آج

ترے واسطے گور کی اختیار — کہ تو آکے ہو وہاں مرا یار غار

اُسی رات پھر مجھکو دائی نے نکال — لیجا پھر کسی طرف کو حال حال

کہ پھر زندگی تک رہیں ایک جا — بچھڑنا نہ آپس میں ہووے ذرا

سنی جب یہہ دائی نے تدبیر عقل — یہہ تدبیر عقل اور یہہ تقریر عقل

لگی کرنے بے اختیار آفرین — کہ تجھہ جیسی ہشیار کوئی نہیں

عجب فکر ہی اور عجب ہی صلاح — بھلا ہی ضرورت میں سب کچھ مباح

وگر نہ مریں تیرے دشمن ابھی — ہزاروں برس ہو تری زندگی

جو تیرا برا چاہے وہ ہی مرے — خدا اُسکو جینا نہ روزی کرے

کہا تو نے جو کچھ کیا میں قبول — بھلا تیرا مقصد کہیں ہو حصول

یہہ سمجھا کے دائی کو تدبیر سب — گئی اپنی جا گھہ بحال عجب

ہوا دوسرا دن تو یکبار گی — اُسیطرح رونے بلکنے لگی

کیا دم میں پھر آپکو وہ نڈھال — کہ مایوسی شوہر کو ہوئی بس کمال

حکیموں طبیبوں کو لانے لگا — دکھانے لگا بلبلانے لگا

نہ چھوڑا کوئی عامل و دعوتی — کریں فکر تا شاید آسیب کی

ولیکن نہ ظاہر ہوا فایدا — دوا سے دعا سے جو سب کچھ کیا

پھر اتنے میں ہوئی وہم خود اسطرح — کہ مردے کا احوال ہو جسطرح

ہوا دل میں ہر ایک کے بھی یقین — کہ ملک عدم کو گئی نازنین

لگے فکر تجہیز کرنے تمام — ہوا اہل ماتم کا یک اژدحام

ولیکن وہی دائی تھی آس پاس — کیا تھا جسے اپنا حالت شناس

۴ اُسی سے پھر شکل نہلا دُھلا — دیا خلعت آخری اک پنہا
جنازے سے کولے نکلی باہر وہیں — شتابی گئی مقبرے کے تئیں
کیا دفن پھر اُسکو رو دھو وہاں — گھر آئی بدستور گریہ کناں
ہوئی رات جس وقت تب وو ہی یار — وہی جان و دل اور وہی یار غار
بموجب اشارے کے وہاں آنکر — گیا لے نکال اُسکے تیئں بے خبر
کسی شہر میں جا کے ساکن ہوا — خوشی سے بہم رہنے سہنے لگا
وہی عیش و عشرت وہی راؤ چاؤ — وہی زیب و زینت وہی سب بناؤ
ہمیشہ میسر تھے اُنکے تئیں — نہ ایک آن رہتے تھے اندوہگیں
بچارا یہاں شوہر سادہ دل — رہا جاکے اُس گور کے متصل
لگا لیپنے گور آنسو بہا — نہ تھا اور کچھ کام اِسکے سوا
مجاور سا رہتا تھا بیٹھا ہمیش — کئے چشم پر آب اور سینہ ریش
نہ کھاتا نہ پیتا نہ سوتا تھا وہ — وہیں گور کے پاس روتا تھا وہ
قضا کا اب آگے سنو ماجرا — کہ ہوتی ہی یکبارگی بات کیا
تھی اُس شہر میں چوڑی والی کوئی — کہ مرنے سے یہاں کے وہ آگاہ تھی
سو نکلی وہ اُس شہر سے ناگہاں — کہ بیچے کہیں دور جا چوڑیاں
اُسی طرف کو اتفاقاً گئی — کہ وہ روضہ جس جگہہ رہتی تھی
لگی گھر بگھر بیچنے چوڑیاں — پھر اُس جا بھی وارد ہوئی ناگہاں
جو دیکھے تو بی بی اسے بیٹھی ہوئی — اچنبھے میں یکبارگی بہہ گئی

لگی کہنے ہین تم کہان آئین یہان   تمھارے تو دشمن موئے تھے وہان

یہہ کسطرحکی تمکو آئی تھی موت   کہ پھر جی اُٹھین اِسطرح بعد فوت

مسیحا نے تمکو جلایا مگر   کہ تم زندگی پاکے آئین اِدھر

لگی کہنے کیا تو دیوانی ہوئی   جو کرتی ہی باتین کچھ اِسطرحکی

نہین جانتی مین کہ ہی کون تو   زیادہ نکر مجھسے یہہ گفت وگو

وگرنہ سزا دونگی تیرے تئین   ندے جھوٹی تہمت تو میرے تئین

چل اُٹھہ جا مرے سامنے سے شتاب   نکالونگی ورنہ بحال خراب

یہہ باتونکو سنتے ہی چوڑی فروش   دل اپنے مین کھایکبیک تپش وجوش

پھر آئی اُسی شہر مین اپنے وہان   وہ تھا غمزدہ شوہر اُسکا جہان

جو دیکھے تو وہ گور کے پاس ہی   پڑا نوچتا گور کی گھاس ہی

لگی کہنے تو بھی ہی کیا بے شعور   گیا کسطرف کو تیرا وہ شعور

مین تجھسا بھی مورکھ تو دیکھا نہین   نہو دیگا تجھہ سا بھی احمق کہین

زنون کے چلتر سے غافل ہی تو   نہایت ہی بے ہوش و جاہل ہی تو

ترے گھر کی بی بی تو ہی یار پاس   تو بیٹھا ہی اِسطرح سے یہان اُداس

مین اُس شہر مین بیچتی چوڑیان   گئی تھی سو دونونکو دیکھا وہان

پڑے عیش و عشرت ہین کرتے بہم   تو ماتم مین یہان اُسکے ہی چشم نم

وہ سنتے ہی یکبار حیران ہوا   لگا کہنے ہین ہین تو کہتی ہی کیا

کہین مرکے بھی ہینگے مردے جیئے   ہین مردے بھی پھر پھرکے زندے ہوئے

سدھاری کبھی کی وہ جنت کتین　　پڑی پھرتی ہو گی بخلد برین
کہا چوڑی والی نے چل اُٹھہ کہین　　دکھاؤن مین تجھکو وہ خلد برین
کہ جس خلد کی جا بنی ہی وہ حور　　جہان پی رہی ہی شراب طہور
چلا ساتھہ اُسکے وہین پھر شتاب　　بحال خراب و بصد اضطراب
ہوا کتنے دن پیچھے داخل وہان　　گیا پھر اُسی در پہ تھی وہ جہان
جو دیکھے تو سچ مچ ہی بیٹھی ہوئی　　وہین دیکھکر اُسکو چھپنے لگی
کہا اُسنے تم مر کے کیونکر جئے　　یہہ کیا معجزے تم نے پیدا کئے
ہوا کیا تمھارا وہ شرم و حجاب　　کیا تمنے کیسا مرا گھر خراب
وہ سنکر لگی کرنے شور ایکبار　　بلانے لگی لوگ بے اختیار
کہ دوڑو شتابی ای ہمسایگان　　گھسا ہی یہہ نا محرم آکر یہان
دوانون کی مانند کرتا ہی بات　　اُلجھتا ہی بیفایدہ میرے ساتھہ
ہوا دم مین ہمسایونکا پھر ہجوم　　ہوئی اک عجب طرحکی گھر مین دھوم
ہر اک سنکے یہہ بات حیران ہوا　　خبر پہنچی اتنے مین حاکم کو جا
کیا اُسنے تحقیق جب ماجرا　　تیقن ہوا اُسکو سب ماجرا
سمجھکر پھر اُسکو زن نابکار　　کیا آن کی آن مین سنگسار
ہوا شرم کے مارے شوہر فقیر　　کہ واقف ہوا ہر صغیر و کبیر
کسیکے تئین منھہ دکھاتا نہ تھا　　کہ غیرت سے منھہ اپنا پاتا نہ تھا
بس ایسے ہین کہ زنان تباہ　　سنو اسکو تم ای جہاندار شاہ

اگر نیک بودی سرانجام زن　زنان را مزن نام بودی نہ زن

مناسب ہی باز آؤ اس بات سے　کہ حاصل نہیں اس خیالات سے

کہا شاہزادے نے سن ای وزیر　نہیں تیری باتیں مرے دل پذیر

مرے دل میں جو آیسا ہی خیال　سو اُٹھنا ہی اُسکا نہایت محال

حکایت وزیر ششم

چھٹی رات آئی تو پھر وہ وزیر　زبان آور و نامور جو تھا بے نظیر

حضور جہاندار شہ بیٹھ کر　حکایت یہہ کہنے لگا سر بسر

کہ اک بادشہ تھا کسی شہر میں　نہ تھا مثل جسکا کوئی دہر میں

اقالیم کے سب کہین و مہین　رہا کرتے اُسکے سدا تابعین

نہ تھا حشمت و جاہ کا انتہا　کہ تھا ہفت کشور پہ فرمان روا

محل میں جو شہزادی زوج اُسکی تھی　تھی گویا وہ روئے زمین کی پری

وجاہت کے عالم میں تھی بے مثال　حیا میں بھی ضرب المثل تھی کمال

ہر اک اُسکی عصمت کا مداح تھا　ہر اک اُسکی عفت کا مداح تھا

زن و شو بہم اسقدر دوست تھے　کہ مغز ایک ظاہر میں دو پوست تھے

محبت تھی آپس میں اس مرتبہ　کہ تھی قیس و لیلی میں جس مرتبہ

مرقع کی بھی وہ نکرتی تھی سیر　کہ آوے نظر تا نہ تصویر غیر

ہوا ناگہان اتفاق ایک شب　کہ سوتے تھے دونوں بہم لب بلب

گری بلی اک بام سے ناگہان　لگی لوٹنے فرش پر یک زمان

پھر اِک بار شکل پری بن گئی　　بعینہ اُسی شکل کی بن گئی
اُٹھی شاہزادی پلنگ پر سے تب　　گئی متصل کرنے معلوم سب
پھر اِتنے میں بلی وہ گویا ہوئی　　کہا لو مری کرنش و بندگی
بہن نے تمھاری کہی ہی دعا　　اور اِک ساتھ پیغام بھی ہی دیا
کہ بیاہ آپکی بھانجی کا ہی آج　　عروسانہ آج اُسکا ہی تخت و تاج
یہہ لو نیوتا اور جلدی چلو　　توقف نہ چاہیے مین ہرگز کرو
کہ مجلس ہی سب منتظر ہو رہی　　اِدھر کو ہی سبکی ہہین آنکھین لگی
کہا شاہزادی نے لا نیوتا　　لگاؤن مین آنکھون سے اُسکو ذرا
خدا نے یہہ دن بھی دکھایا مجھے　　کہ شادی کو اُسکی سنایا مجھے
مین البتہ جاؤنگی اِس بیاہ مین　　کہ ہی آرزو میری جس بیاہ مین
تو جا آگے بھینا سے کہہ بندگی　　پہنچتی ہون مین آکے دم مین ابھی
کیا رخصت اُسکو یہہ دیکر پیام　　پھر اِتنے مین کی زینت اپنی تمام
بلا اِک شتابی سے محرم خواص　　جسے رازداری مین تھا اختصاص
کہا جلد جا پیش زوج وزیر　　اور اِتنا کہہ اے میری ہمدم مشیر
شتابی پہنچ میرے پاس آن کر　　توقف نہ زنہار ایک آن کر
گئی اور لے آئی اُسکو بلا　　پھر اُسکے تئین ساتھ اپنے لیا
یہہ سب دیکھتا تھا پر آ پادشاہ　　بچائے ہوئے اُنسے اپنی نگاہ
ہم ہو کے جب دونون گھر سے چلین　　تعاقب کیا پادشہ نے وہین

چلا پیچھے پیچھے اُٹھا تا قدم — کہ احوال دریافت ہو بیش و کم

پھر آگے جو دیکھے لب آب پر — درخت عظیم ایک آیا نظر

یہہ دونو لگیں چڑھنے اُسپر شتاب — وہیں بادشہ بھی بصد اضطراب

کسی شاخ پر دفعتا جا چڑھا — ہر اِکطرح سے اپنی صورت چھپا

جب اُس نخل پر دونو وہ چڑھ چکیں — تو پڑھنے لگیں اپنے منتر کتیں

زمیں سے اُٹھا نخل یکبارگی — ہوا میں کسی طرف کی راہ لی

کنارے کسی شہر کے جا لگا — پھر آگے زمیں پر وہ قایم ہوا

شتابی سے اُترا وہیں بادشا — وہیں اُتریں وہ دونو بھی روسیا

پھر اُس شادیخانے میں داخل ہوئیں — گیا ہر طرح بادشہ بھی وہیں

اُٹھی وہ جو مجلس کی سردار تھی — بہن جسکو کہتی یہہ بدکار تھی

ملیں دونون تینون خوشی سے بہم — محبت سے اور دوستی سے بہم

لگیں بیٹھ کر پینے باہم شراب — رہا ہد گر کچھ نہ شرم و حجاب

ہر اِک نے ہر اِک یار اپنا بلا — لیا پاس مجلس میں اپنی بٹھا

لگے اُٹھنے باہم مزے چاہ کے — کہیں آہ کے اور کہیں واہ کے

یہہ بیٹھا ہی تھا دیکھتا بادشاہ — کئی یکطرف اپنی ناچے نگاہ

پھر ایک باقی رہی جبکہ رات — تو واقع ہوئی یہہ اچنبھے کی بات

کہ دولہہ تھا مجلس میں بیٹھا جہان — تھا بیٹھا ہوا بادشہ بھی وہان

ہوا جبکہ مجلس میں وقت رسوم — کیا آکے سب کافرون نے ہجوم

اُٹھین بیبیان لیکے پھولونکے ہار اور اِتنے مین نوشہ کو دیکھہ ایکبار
لگین رکھنے نام اُسکی صورت کتین کہ افسوس اِس زشت طلعت کتین
دلہن ویسی مہ پارہ ہووے نصیب ہی یہہ بھی کوئی اتفاق عجیب
نظر پادشہ پر جو پھر پڑ گئی تو ہر ایک منصف ہو کہنے لگی
کہ ہی نوشہ بیٹے کے لایق یہہ شخص جوہی اُس دلہن پر بھی فایق یہہ شخص
یہہ کہکر پنہائی دئے گل کے ہار دیا باندھ کنگنا بھی بے اختیار
بندھا سرپہ سہرا مقیشی وہین دیا پان توتے کا اُس کے تئین
مبارک سلامت کی پھر دھوم دھام لگے کرنے وہان اہل مجلس تمام
رہی باقی پھر رات جب دو گھڑی تو اُن دونون نے فکر چلنے کی کی
یہہ دریافت کرتے ہی بس پادشاہ بہانے سے سبکی بچا کر نگاہ
شتابی درخت اوپر آکر چڑھا وہین آئین وے دونون بھی بیچیا
اُسیطرح پڑھتے ہی منتر کتین چلاین آئین فی الفور دم مین وہین
اُسی جاپہ قایم ہوا آ درخت شتابی سے پھر یہہ شہ نیکبخت
اُترنے سے اُن دونونکے پیشتر اُتر کر چلا آیا فی الفور گھر
چھپر کھٹ مین آتے ہی بس سو گیا کہے تو کہ تھا وہم نخود ہو گیا
وہ شہ زادی بھی آن کر سو گئی وہ زوج وزیر اپنے گھر کو گئی
پھر اِسمین سحر کی جو نوبت بجی کھلی آنکھہ شہزادی و شاہ کی
لگے کرنے باہم ہر اِک اختلاط وہی دلکی عشرت وہی انبساط

نظر اسمین شہزادی کی ایکبار　　گئی شہ کے کنگنے پہ بے اختیار

لگی کہنے فورا تعجب مین آ　　یہہ کنگنا تمھارے کہان سے بندھا

مگر تم ہی دولہہ بنے تھے وہان　　گئی تھی مین شب سیر کرنے جہان

کھلا بس مرا بھید تم پر تمام　　کیا خوب تم نے نہ ہرگز یہہ کام

یہہ کہتے ہی اِک کنکری کو اُٹھا　　جو پڑھنا تھا منتر کچھ اُس پر پڑھا

اور اِکبارگی مارا شہ پر اُسے　　کہ تاثیر اپنی وہ منتر کرے

وہین پادشہ بن گیا دم مین مور　　لگا ناچنے کودنے کرکے شور

گئے اُسمین دو تین دن جب گذر　　نہ بیٹھا نکل بادشاہ تخت پر

محل مین وزیروننے بھیجا پیام　　کہ حضرت یہہ کرتے ہین کیا آپکا کام

رہے کریو ہین عیش وعشرت ہمیش　　تو کیا جانیئے کل کو کیا آئے پیش

نکالئے خبر ملک کی لیجئے　　تسلی رعیت کو اب دیجئے

یہہ پیغام لیکر جو پیغامبر　　محل مین گیا تا کہے سر بسر

خواصین لگی کہنے بھر اشک و آہ　　ہی قالب مین طاؤس کے پادشاہ

کئی دن ہوئے ہین کہ شام و سحر　　ہین رہتے اُسی تخت طاؤس پر

سنا جب وزیرون نے اُسکے تئین　　نہایت ہوئے دلمین اندوہگین

کہ اب ایسی مشکل کا کیا ہی علاج　　ہر اِکطرح ہی یہہ مرض لاعلاج

وزیرونمین تھا وہ جو اعظم وزیر　　زن اُسکی بھی تھی ساحرہ اور شریر

خفا دیکھ شوہر کو کہنے لگی　　کہ ناخوش تمھارا ہی کیون آج جی

حقیقت کی شوہر نے یکسر بیان — کہ اس فکر سے نیم جان

لگی کہنے مت دل میں تشویش کر — خدا پر بہر حال رکھ تو نظر

وہ طاؤس لے آتی ہوں تیرے پاس — ہو جاتی ہوں دم میں ترے دل کی آس

یہہ کہتے ہی جلدی سواری منگا — محل میں گئی شہ کے وہ بیحیا

لے آئی کسی ٹھور سے آن میں — رکھا اپنے اک خاص دالان میں

وہیں کتنے سرسو نکے دانے منگا — اُتارے کا منتر جو کچھ یاد تھا

لگی مارنے پڑھ پڑھ اُسکے تئیں — بنا مور سے آدمی پھر وہیں

وزیر اس اچنبھے کو بس دیکھکر — ہوا اسکی جانب سے بھی پر خطر

کیا سر جدا اُسکا تلوار سے — کہا الحذر ایسی بدکار سے

شہنشہ جو پھر اسمیں ہشیار ہو — لگا پوچھنے اپنے احوال کو

کہ تھا میں کہاں اور آیا کہاں — کہاں ہی مرا وہ محل و مکان

کہا سب حقیقت کو اُسدم وزیر — کہ یوں امر پیش آیا تھا ناگزیر

ہوئی مشکل اسطرح سے پھر یہہ حال — ہوا دفع اسطرح سے یہہ خیال

کہا بادشہ نے کہ میں بھی ابھی — محل میں ہوں جاکام کرتا یہی

نہیں چھوڑتا جیتا اُس کے تئیں — کروں ہوں دو ٹکڑے بشمشیر کین

وزیر اسکو سنکر یہہ کہنے لگا — کہ بس مت کرو فکر اسکام کا

اگر اب کے جاؤ محل میں کبھی — تو نکلو کبھی پھر نہ تا زندگی

خدا جانئے پھر وہ کیا کچھ بنائے — کہ جسکا اُتار آپ کو نہ آئے

صلاح اب یہی ہی کہ تج دو یہہ گھر پھرو آج سے بس نگر در نگر
کیا پادشہ نے یہہ سنکر پسند مسافر ہوا با دل دردمند
وزیر اور شہنشاہ دونون بہم پڑے دشت غربت مین با حزن وغم
پس از چند مدت بفضل اله ہوئے پھر کسی ملک کے پادشاہ
بہم پھر ہوئے دونہین ثروت پذیر وہی پادشہ اور وہی وزیر
قضارا وہان پھر پس از چند سال ہوا خانہ داری کا شہ کو خیال
نئے سر سے شادی کی پھر اک وہان لگے کرنے عیش و خوشی ہر زمان
زن و شو مین اُلفت ہوئی بیشتر مدام ان رہتی تھی شام و سحر
تھا ہم بزم دونونکا ہر دم وزیر ہر اک آن محرم ہر یکدم مشیر
ہوا اک دن اِس طرح کا ماجرا کہ تھے تینون بیٹھے بہم ایک جا
ہوا مین فلک پر کہین ناگہان لگی چیل منڈلانے اِک سر پہ وہان
یہہ شہزادی تھی جو نول بیاہتا سو دیکھ اُسنے یہہ بادشہ سے کہا
کہ پہچانتے ہو تم اِس چیل کو یہہ پھرتی ہی کیون ایسی حیران ہو
کہا شاہ نے مین نہین جانتا سوا چیل کے اور کہون اِسکو کیا
لگی کہنے یکبارگی کھل کھلا کہ ہی یہہ قدیمی محل آپ کا
تمھین ڈھونڈتی نکلی ہی سو بسو بنا اپنے تئین چیل کا رنگ رو
وے تم نہ دلمین کرو کچھ ہراس کہ جاتی ہو نہین کبھی یو نہین اُسکے پاس
کرون کیونکر اُسکا نہ کچھ فکر موت کہ آخر یہہ لگتی ہی اب میری سوت

لپٹ کر جھپٹ کر میں اُسکے تئیں | گرا دونگی فور ابر وے زمین
بہم دونوں میں ہوگا اِتنا ہی بھید | کہ وہ ہی سیہ میں بنونگی سفید
بچا کر مجھے مارنا تم اُسے | کہ مت شبہہ میں چوٹ مجھکو لگے
یہہ کہکر وہیں چیل بنکر اُڑی | اور اِکبارگی اُس سے جا گتھگئی
ملا چونچ سے چونچ اور پر سے پر | ہوئیں اِسطرح پنجہ زن ہم دگر
کہ فور از میں پر بصد اضطراب | گریں دونوں آکر بحال خراب
کہا پادشہ نے بتا تو وزیر | تو عاقل ہی اور ہی سدا کا مشیر
کسے ماروں بتلا مجھے زود تر | اِدھر کون اور کون ہیگی اُدھر
کہا اُسنے مت پوچھئے اُسکا بھید | نہ کیجے لحاظ سیاہ و سفید
مناسب ہی دونوں ہی کیجے تمام | کسی سے ہی رکھئے نہ پھر آگے کام
کیا پادشہ نے اُسی پر عمل | اُٹھا دل سے اِکبار سب کا خلل
قسم کھائی پھر تب سے تا زندگی | کہ ہرگز نہ لے نام عورت کبھی
سنو بس یہی ہی جہاندار شاہ | کہ فرقہ کا فرقہ یہہ ہی روسیاہ
محبت کو اِنکی کرو دل سے کم | نہ زنہار اِسطرف مایل ہو تم
کہا شہ نے بکتا ہی کیا اے وزیر | جراحت نہیں میری مرہم پذیر
نصیحت تری میں یہہ سنتا نہیں | زیادہ نکر بس مجھے خشمگیں
نہ محتاج تیری نصیحت کا ہوں | محبت مری میں محبت کا ہوں

* حکایت وزیر ہفتم *

شب ہفتم آئی تو ہفتم وزیر یہہ کہنے لگا قصۂ دل پذیر

کہ ای خسرو نامدار زمان سنو گوش دل سے مری داستان

یہین اسداستان مین بھرے تریابید کہ ہر بید مین جسکے سوسو ہین بھید

کسی شہر مین تھا کوئی برہمن طرحدار و رنگین و نازک بدن

تماشون مین اور سیرہی مین مدام گذرتی تھی اوقات اُسکی تمام

نہ متھرا نہ کاشی مین رہتا تھا وہ سدا یار باشی مین رہتا تھا وہ

نہ تھی بید سے کچھ اُسے آگہی نہ کچھ شاستر کی خبر اُسکو تھی

نہ پوتھی سے اپنی خبردار تھا نہ تنجیم سے کچھ سروکار تھا

زن اُسکی چتر اور عیار تھی چاتر کے فن سے خبردار تھی

کسی مرد کو دیکھ عاشق ہوئی ہراک گھات سے اُس سے ملنے لگی

کٹی کتنی مدت اِسیطرح سے نبھی وضع صحبت اِسی طرح سے

کیا دلہین اپنے پھر اُسنے خیال کہ بہتر ہی شوہر کو دیجے نکال

فراغت سے پھر عیش کیجے مدام نہ مطلق رہے باقی کھٹکے کا نام

یہہ تدبیر کو دلہین دے کر قرار لگی کہنے شوہر سے شب وقت کار

کہ بس بس نہ مجھسے کرو اختلاط نہین مجھکو بھاتا یہہ عیش و نشاط

گئی تھی مین ہمسایکے گھر مین آج خدا ہی مراتب سے ابتک مزاج

لگاہین کہنے سب عورتین وہان مجھے کہ کس بات مین ہی بزرگی تجھے

نہین تجھکو ہم سے ذرا ہمسری نہین تجھکو ہم پر کوئی برتری

خصم تیرا احمق ہی اور بے ہنر — نہین شاستر سے اُسے کچھ خبر
کوئی برہمن زادہ ویسا نہین — کوئی پنڈت تو ن ہیچ ایسا نہین
ہمارے خصم ہینگے قابل تمام — ہر اک کا ہی مشہور عالم مین نام
خصم کو ترے کون ہی جانتا — ہنر ہیچ کون اُسکو ہی مانتا
پھر اُس پر تو کرتی ہی اِتنا غرور — غرور اِسقدر تجھکو کیا ہی ضرور
یہہ سنتے ہی مین تبسے ہون جارہی — نہین بات آتی مجھے خوش کوئی
نہوتا مرا کاشکے تجھسے بیاہ — کہان سے مین لائی تھی بخت سیاہ
سنا برہمن نے یہہ باتون کو جب — گیا بھول عیش و خوشی اپنی سب
کہا مت ہو غمگین ای دل ربا — نکر فکر اِسکا تو دل مین ذرا
مجھے بھی ہوئی اب سے غیرت تمام — ہوا واجب اب سیکھنا اپنا کام
نکلتا ہون گھر سے مین کرنے سفر — کہ یکچند پھر کر نگر در نگر
کرون علم آئین اپنا حصول — ہون اقرانکا اپنے جس سے قبول
یہہ کہہ صبح دم پھر مسافر ہوا — علوم اپنا تحصیل کرنے لگا
فراغت ہوئی اِسکی زن کو تمام — پڑی اپنے عیش و طرب مین مدام
لگی رنگ رلیان منانے ہمیش — لگی یار گھر مین بلانے ہمیش
ہوئی چند مدت یو نہین منقضی — کہ دن عید اور رات شبرات تھی
پھر اِسکی وہ شوہر سفر سے پھرا — بدستور آ گھر مین داخل ہوا
بظاہر ہوئی شاد و خوشوقت زن — لگے ہونے باہم خوشی کے بچن

محبت کی باتیں پڑتی درمیان — جدائی کے دکھ سکھ ہوئے سب بیان

کہ اتنے میں اُس یار نے وقت شام — یہہ بھیجا تعشق کا زن کو پیام

کہ جس طرح ہو آج رات آئیے — ترپتا ہون صورت کو دکھلائیے

وگر آج کی شب نہ آوگی تم — تو مجھکو نہ تا صبح پاؤگی تم

یہہ پیغام سنتے ہی زن ایکبار — نہایت ہوئی مضطر و بے قرار

دیا پھر یہہ پیغام چی کو جواب — کہ جانی سے میرے کہو جا شتاب

کہ آیا ہی شوہر مرا آج رات — نہیں پا سکونگی میں آنیکی گھات

سنا یار نے جس گھڑی یہہ پیام — ہوئی بیکلی اور اُسکو تمام

کہا پھر یہہ کہہ بھیجا زن سے وہیں — کہ گر آج کی رات ای نازنین

نہ آئی تو ہم پاس اگر دم کے دم — تو پھر عمر بھر تک نہ تو اور نہ ہم

یہہ سنتے ہی زن کو ہوئی بیکلی — جو آیا تھا اُسکو یہہ کہنے لگی

کہ اچھا کہو جاکے سستا رہے — شتابی نہ کیجے نہ گھبرائے

میں آتی ہون ہر طرح تا نصف شب — ذرا کر لون آنیکا کچھ پہلے ڈھب

یہہ دیکر جواب اُسکو رخصت کیا — لگی کہنے شوہر کے پھر پاس آ

کہ بارے کرو علم اپنے بیان — کہان تک ہو سیکھ آئے تم گیان مان

لگا کہنے برہمن کہ اب طاق ہون — نہایت میں استاد آفاق ہون

زبان پر ہیں ازبر مرے چار بید — نہیں کوئی باقی رہا مجھسے بھید

میں سردار سب پنڈتوں کا ہون اب — کسی کے تئیں مجھسے نسبت ہی کب

کہا زن نے ای واے یہہ کیا کیا — بھلا بید پانچم نہین کیون پڑھا

برہمن یہہ سنتے ہی حیران ہوا — کہا پانچوان بید ہوتا ہی کیا

مین اُسکو تو ابتک سنا بھی نہین — یہی چار ہی بید ہین ہر کہین

لگی کہنے بس بس مین سمجھی تمام — ابھی تم بدستور سابق ہو خام

پڑھا تم نے جب پانچوان ہی نہ بید — تو کیا تمکو معلوم ہووینگے بھید

خدا جانے کل بادشاہ کے حضور — عیان ہوگا کیا تم سے سہو و قصور

کئی روز سے ہی منادی یہی — کہ حاضر ہون آکر برہمن سبھی

حقیقت کہین پانچوین بید کی — کرین شرح اُس بید کے بھید کی

وگرنہ کسی کی بچے گی نہ جان — رہیگا نہ جیتا کوئی پھر ندان

سو ہر برہمن کو یہی فکر ہی — ہر اک کے تئین اب یہی ذکر ہی

جو آگاہ ہین وہ تو مسرور ہین — جو جاہل ہین سو بیٹھے مجبور ہین

پس اِسواسطے مین ہون اب بیحواس — کہ کل تیرے جینے کی ہوگی نہ آس

برہمن یہہ سنتے ہی گھبرا گیا — وہین وحشت و خوف مین آگیا

ہوا زن سے رخصت اُسی آن مین — کمر باندھ نکلا بیابان مین

مصیبت زدہ اور محنت زدہ — لگا پھرنے ہر طرف غربت زدہ

سفیدی ہوئی صبح کی جب عیان — تو آیا نظر ایک تالاب وہان

کنارے پہ اُسکے یہہ وہان دمکے دم — گیا بیٹھ باصورت فکر و غم

دھرے سر کو زانو پہ حیران تھا — تفکر کے عالم مین غلطان تھا

کہ جاوے کہان کسطرف راہ لے — جہان پانچوان بید حاصل کرے
کہ اتنے ہین پانچ عورتین نازنین — سر آب آئین نہانے کتین
نظر کرتے ہی جانب برہمن — کہا ایک نے ایک سے دفعتن
کہ جورو کا ہی یہہ نکالا ہوا — مصیبت مین اُس کا ہی ڈالا ہوا
چلو اے بہن اسکو لیجاکے آج — کرین درد و غم کا کچھہ اسکے علاج
ہر اک بار اک اک لیجا کر اسے — سکھاوین چاتر ہر اک طور سے
کہ تا ہیکہ کر ہم سے یہہ تریا بید — سمجھہ جاوے جورو کا سب اپنے بھید
یہہ کر مشورت آکے پھر اسکے پاس — لگاین کہنے بیٹھا ہی توکیون اُداس
حقیقت تری ہم پہ ظاہر ہوئی — مصیبت تری ہم پہ سب کھل گئی
چل اُٹھہ یہان سے اور ساتھہ ہمسبکے چل — کہ تا دور ہووے ترا سب خلل
یہہ سنکر برہمن ہوا اُنکے ساتھہ — کہ شاید وہ مقصود دوہان آوے ہاتھہ

خلوت اول

پھر اک زن نے اُنمین سے ہو کر جدا — کہا برہمن کو مرے ساتھہ آ
گئی گھر مین لیکر بلطف و خوشی — عزیزون سے اپنے یہہ کہنے لگی
ہی آیا سفر سے مرا بھائی بجا — خوشی آج ہی مجھکو بے انتہا
ہر اک چیز پاس اُسکے لانے لگی — کھلانے لگی اور پلانے لگی
جو تھے لازمے سب مدارات کے — سو خرچ اُسنے ایک ایک اُسپے کئے
جب ان خدمتون سے فراغت ہوئی — فراغت ہوئی اور فرصت ہوئی

ہوئے لوگ بھی گھر کے اید اُدھر ۔ نہ آنے لگا کوئی کدھر و نظر

تو اِکبار اُسکو اِشارہ کیا ۔ کہ لے برہمن اب تو بیٹھا ہی کیا

بس آسن پہ آ اپنی پوجا سنبھال ۔ مہادیو کا لنگ جلدی نکال

وہ بولا کہ لو نام بھگوان کا ۔ یہہ کاہنگ کی باتین سناتی ہو کیا

ابھی بھاگجا مجھکو کہتی تھین آپ ۔ ابھی من مین تم اپنے لائین یہہ پاپ

نہ ہوگا یہہ زنہار مجھسے کبھی ۔ نہین بید مین ایسی باتین لکھی

یہہ انکار سنتے ہی زن ایکبار ۔ وہاین گھر کے لوگونکو اُٹھی پکار

کہ لوگو شتابی مرے پاس آؤ ۔ مری جان جاتی ہی جلدی بچاؤ

یہہ نامحرم آیا ہی کس طرح کا ۔ کہ عصمت کا میری ہی خواہان ہوا

کیا گھر کے لوگون نے آکر ہجوم ۔ کہ دیکھین یہہ کسطرح کی ہیگی دھوم

برہمن ہوا ایک بیک بے حواس ۔ کہ جینے سے حاصل ہوئی اُسکو یاس

منانے لگا دیوتون کے تئین ۔ لگا یاد کرنے بتون کے تئین

ہوئے جمع جب گھر کے لوگ آنکر ۔ لگی کہنے تب اُنسے وہ بدگہر

کہ مشکل پڑی ہی مجھے سخت آج ۔ کرو کچھ مرے بھائجے کا علاج

اثر اُسکو سنپات کا ہی ہوا ۔ خدا جانئے دم مین ہوتا ہی کیا

چتر کاچھ کی گولی کوئی دو کھلا ۔ گنی کو کوئی لاؤ جلدی بلا

کسیطرح سے جان اِسکی بچے ۔ تو میرا بھی ہر طرح سے جی بچے

وگرنہ کرونگی مین اپنا بھی کام ۔ ہوا گر کسیطرح سے یہہ تمام

ہوئی گھر کے لوگونکو یہہ بے کلی ; لگے ڈھونڈھنے شہر کی ہر گلی

ہوئے پھر اِکھٹے یہہ دونون وہان ; رہا آدمی کا نہ مطلق نشان

کہا زن نے پھر اُسکو بھی تند ہو ; کہ او مورکھ اب بھی سن اِس بات کو

نہین توکرونگی پھر ایسا علاج ; کہ مردہ ترا جسّے نکلے گا آج

برہمن نے دیکھا جو یہہ ماجرا ; نہایت ہی دلمین وہ اپنے ڈرا

بلا چار مانند زنار کے ; گلے لگ گیا اُس طلب گار کے

تجو.ل ہوئی صحبت ہمد گر ; کہ مقسوم تھی لذت ہمد گر

لگی کہنے بعد از فراغت وہ زن ; کہ رکھیو اِسے یاد اے برہمن

اِسی کے تئین کہتے ہین تریا بید ; اِسیمین ہزارون نکلتے ہین بھید

بہن دوسری پاس جا میری کل ; کہے جو تجھے وہ بھی کر بے خلل

چاتر کی تا تجھکو ہووے خبر ; رہیگا کہان تک سدا بے خبر

یہہ کہہ اُسکتین گھر سے رخصت کیا ; جدھر کو بتایا تھا اُودھر گیا

* خلوت دوم *

بہن دوسری تھی جو عیار تر ; ملا اُسّے جاتے ہی وقت سحر

گئی اُسکو لیکر وہ شوہر کے پاس ; ہوا برہمن پھر وہان بے حواس

لگی کہنے شوہر سے ای میری جان ; کرون نقل کیا آج کی مین بیان

کہ ہمسائی پاس آج تھی مین گئی ; تھین ہمسایان اور بھی وہان کئی

لگی کرنے اُنمین سے اِک خوشزبان ; ہنرمندی شوہر کی اپنے بیان

کہ ہر چند اُسے صد ہنر یاد ہی — و لے اِک ہنر بِن تو بیداد ہی
کہ آنکھونکو یون موند دوہتا ہی گاے — جو اِک قطرہ بھی دودھ ضایع نجاے
کہا مین نے یہہ کونسا کچھ ہی کام — تکلف سے کہتی ہو جسکو تمام
مرا شوہر اِسّے بھی ہی ذی شعور — یہہ ہی کونسا کام اُسکے حضور
ہوئی مجھ مین اور اُسمین تکرار یہہ — مقرر ہوا آخر کار یہہ
کہ تو سامھنے اِس برہمن کے اب — دکھاوے ہنر اِسکو اپنا ہی سب
جو یہہ دیکھکر اپنی آنکھونسے جاے — اور اُسکو گواہی یہہ جا کر سناے
تو شرط اپنی مین اُسّے جیتو ہون آج — نہین تو ہی خفت مجھے لاعلاج
یہہ سن شوہر اُسکا وہین ہنس پڑا — لگا کہنے کیا کام ہی یہہ بڑا
غلامونکو میرے ہی یہہ کام یاد — ہنر اِسّے بھی ہوتے ہینگے زیاد
لے آگاے اور دودھ کی راس کو — پو جاؤن ترے دلکی مین آس کو
وہ لے آئی جا گاے کو زود تر — دھری راس شوہر کے زانو اُپر
دیا آنکھین شوہر کی پٹی سے باندھ — دیا گاے کا پانون رسی سے باندھ
لگا دوہنے وہ کوزہ دل دودھ جب — بلایا برہمن کو چشمک سے تب
برہمن جو چوکھا ہوا تھا مزا — وہین آسن اِکبار اُسنے لیا
فراغت سے کرنے لگا اپنا کام — ہوا جبکہ فارغ بخوبی تمام
جدا ہو گیا چپکے اِک بار گی — اِدھر اِسکتین بھی فراغت ہوئی
کہا زنسے چل میری آنکھین دیکھول — اور اِس دودھ کو آکے لے مجھسے مول

وہین زننے جا کھولا آنکھو نکتین   لگی کرنے تحسین اور آفرین

کہ سچ مچ ہنر مین تو اُستاد ہی   نہایت ہی اِس فن مین بیداد ہی

کیا سرخ رو آج تو نے مجھے   بجا ہی کہون شوہر اپنا تجھے

لے آئی وہانسے برہمن کتین   جہان اور بہنین تھین بیٹھی ہوئین

کیا سب سے اپنا چلتر بیان   جتایا برہمن کو بھی پھر وہان

کہ رے سیکھتا جا چلتر تمام   کبھی آرہینگے ترے سب یہہ کام

نہ اتنا بھی رہ مورکھ اور بے خبر   یہہ چترائیان بھی سمجھہ سر بسر

* خلوت سیوم *

لیا تیسری نے برہمن کو سات   سکھائی اُسے اِسطرح اپنی گھات

کہ تو بیٹھہ جا کر فلانی جگے   بلا لونگی مین جا کے گھر مین تجھے

یہہ کہہ کر گئی گھر مین وہ بے حیا   کہا جا کے شوہر سے یون ماجرا

کہ پسلی مین میرے نہایت ہی درد   سمجھتی ہون کچھہ دست و پا اپنے سرد

خدا جانئے حال ہوتا ہی کیا   قیامت ہی جی آج ہی بے مزا

یہہ کہکر ہوئی ایکباری نڈھال   لگی دم مین پھر بلبلانے کمال

کبوتر نمط لگ گئی لوٹنے   لگی کہنے دورو حکیمون کنے

کرین کچھہ تو معلوم آکر مجھے   دکھائی دیا حال بدتر مجھے

خصم کو کہا کردے پردہ یہان   اکیلا مجھے لوٹنے دے نہان

بلاتی ہون ہمسایون مین کوئی زن   جسے یاد کچھہ ہووے حکمت کا فن

کیا اُسنکے شوہر نے پردہ وہین ۔ گری وو ہاین جا کر بحال حزین
نرالے مین اِک زن کتین پھر بلا ۔ لگی کہنے اُسکو یہہ حالت دکھا
کہ ہی اِک فلانی جگہہ برہمن ۔ پنہا کر کے تو اُسکو چوڑی کنگن
سجا کر تمامی زنانہ لباس ۔ لے آحال حال اُسکتین میرے پاس
وہ ہمراز سنتے ہی دوڑی گئی ۔ برہمن سے جا سب یہہ حالت کہی
پنہایا اُسے تھا جو وہ کچھ کہا ۔ لے آئی وہین اُسکو عورت بنا
وہ پردے مین جسدم گیا برہمن ۔ لگی کہنے شوہر سے پھر یہہ سخن
کہ تم پاس پردے کے بیٹھو ذرا ۔ کہ تا کچھ مجھے تقویت ہو ذرا
کیا سنکے شوہر نے یہہ بھی قبول ۔ کمدرسا بیٹھا بحال ملول
برہمن جو تھا ہو زنا پیشہ خور ۔ بدستور کرنے لگا وہی زور
دوا جو کچھ اُس دردکی یاد تھی ۔ گھڑی دو تلک خرچ سب اُسنے کی
فراغت ہوئی جب بخوبی اُسے ۔ تو باہر ہوا بعد ازین پردیسے
لگا پوچھنے شوہر احوال درد ۔ دیا تب جواب اُسنے بھر آہ سرد
کہ حالت تو ہرچند بہتر نہین ۔ ولے یاد کیجے خدا کے تئین
مرض اور شفا ہی سب اُسکے ہی ہاتھ ۔ بظاہر وسیلہ دوا کے ہی ساتھ
سو تدبیر اپنی سی ہون کر چلی ۔ کہ جیتے شفا پاوے جینا مری
لگا کہنے شوہر سماجت سے تب ۔ کہ پھر آؤ گی دیکھنے اِن کو کب
کہا پھر اُٹھے درد جسدم ذرا ۔ تو جلدی مجھے لینا وو ہین بلا

یہہ کہہکر وہ رخصت ہوئی اُس گھڑی — گئی جیدھر سے آئی اُدھر کو گئی
پھر اِتنے مین پردیسے نکلی یہہ زن — لگی کرنے شوہر سے اپنے سخن
کی عورت جو یہہ دے گئی ہی دوا — کرون تم سے تعریف مین اِسکی کیا
دوا اِسکو ہر درد کی یاد ہی — یہہ سارے حکیمونکی اُستاد ہی
دین اِک کھاے ساتھہ ایسی دو گولیان — کہ کھاتے ہی میری بحال آئی جان
عجب ہاتھہ مین اِسکے ہی کچھہ شفا — کہ مطلق نہ دکھہ میرا باقی رہا
کرونگی مین بہناپا اب اِسکے ساتھہ — کہ ایسی ملیگی کہان نیک ذات
یہہ باتون کو شوہر نے سنکر کہا — کہ بارے ہوا تجھہ پہ فضل خدا
دوبارہ تری زندگانی ہوئی — نہایت مجھے شادمانی ہوئی
غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم — رہین دونون ہم تم سلامت بہم
پھر اِتنے مین صدقہ منگا ایکبار — دیا اُسکے سر سے فقیرونکو وار

* خلوت چہارم *

گئی چوتھی زن لے برہمن کتئین — بتا کر اُسے سب جتن کے تئین
کسی باغ خرما کا دے کر پتا — شتابی سے اُسکو روانہ کیا
پھر آگھر مین شوہر سے کہنے لگی — کہ مشتاق ہی سیر کا آج جی
فلانی جگہہ اِک سنا باغ ہی — اِرم جسکے ہاتھون سے بھی داغ ہی
وہان نخل خرمے کے ہونگے تمام — مزے چاکھے لین جا کر اُنکے تمام
طبیعت کو مشغول چندے کرین — خدا کب تلک گھر مین بیٹھے رہین

یہہ کہکر لیا اپنے شوہر کو ساتھ — چلے ہمرہ گرد اسکے گردن میں ہاتھ
گئے باغ میں سیر کرنے لگے — ادھر اور اُدھر ہر طرف باغکے
پھر اتنے میں اِک نخل کے پاس آ — لگی کہنے خرمے مجھے اب کھلا
چڑھا نخل پر شوہر اُس کا وہین — لگی یہہ بلانے برہمن کتین
برہمن کہین تھا جو بیٹھا چھپا — وہین آن کر پاس حاضر ہوا
اشارے سے یہہ کرنے لگا وہین کام — کہ مشق اُسکو حاصل ہوئی تھی تمام
نظر اِسمین شوہر کی جو وہین پڑی — اچنبا ہوا اور حیرت ہوئی
لگا کہنے ہمین ہاین یہہ کیا ہی غضب — یہہ کیا خاک سر پر تو کرتی ہی اب
دوانی ہوئی ہی مگر بے حیا — نہین جانون کیا آج تجھکو ہوا
وہ بکتا تھا اور تھا اِدھر ہوتا کام — فراغت ہوئی جب بخوبی تمام
جدا ہو گیا برہمن آن میں — چھپا یک طرف جا گلستان میں
پھر اِسمین جو اُترا خصم برزمین — لگی کہنے جھنجھلا کے اُسکے تئین
کہ دیکھہ اپنی آنکھو نکتین کھولکر — کوئی بھی ہی یہان مرد آتا نظر
مگر تجھکو آسیب ہی کچھ ہوا — جو دیوانون سا ہی تو بکنے لگا
یہہ کہہ آپ پھر نخل پر چڑھ گئی — اور اِک بار شوہر کو کہنے لگی
کہ حیف اِستری مرد ہونے کتین — جو مفعول مردون کا ہو ہر کہین
ارے بے حیا جلد اُسکو اُتار — کیا ہی جسے اپنے اوپر سوار
ذرا شرم داڑھی سے تو اپنی کر — تجھے ایسے سے کیجیے حذر الحذر

روا ہی کہ دے تو مجھے اب طلاق — کہ تو آپ ہی کو نیوں میں ہی طاق
کہا ہنسکے شوہر نے یکبار گی — کہ سچ مچ ہی خاصیت اِس نخل کی
زن و مرد سے جو کہ اِسپر چڑھے — نظر آئیں ایسی ہی شکلیں آسے
یہہ جنات کا سربسر ہی اثر — کہ آتی ہی اشکال اِیسی نظر
بس اب جلد اُتر آزمین پر کہیں — نکر مجھکو بدنام اب ہر کہیں
زبان پر بھی ہرگز نہ لانا یہہ حرف — میں سمجھا کہ ہیں سب ترے حقبظرف
اُتر آئی وہ نخل پر سے شتاب — ہوئے ہمدگر پھر وہی بے حجاب
وہی ربط و اُلفت محبت وہی — تعشق وہی عیش و عشرت وہی
گئی گھر میں شوہر کو وہ ساتھ لے — بدستور خوش دونوں رہنے لگے

* خلوت پانچم *

سنو پانچوین کے چلتر کو اب — کہ پہلے پڑھا کر برہمن کو سب
جتایا بتایا سکھایا تمام — جو کچھ اُسکو منظور تھا کرنا کام
گئی گھر میں پھر بنکے وحشی مثال — دو انی سی کرنے لگی قیل و قال
خصم کو کہا باپ اور ماںکو سوت — کہے عقل کے سارے اوا ب قوت
اچنبہے کی ہر اِک لگی کرنے بات — کہے رات کو دن کہے دنکو رات
کبھی روتی تھی اور گاتی کبھی — کبھی ناچتی خاک اُڑاتی کبھی
تعجب میں سب رہ گئے دیکھکر — لگے کرنے افسوس سے چشم تر
پھر آسیب سب کو تیقن ہوا — نہ سمجھا کوئی اور اِس کے سوا

پھر اسمین لئے برہمن اک کتاب — صدا کرتا در پر سے گذرا شتاب
کہ رنجور و بیمار کا ہون حکیم — پرکھتا ہون از بس صحیح و سقیم
جڑی بوٹی جنگل کی ہی جسقدر — اثر سے ہر اک کے ہی مجھکو خبر
پھر آسیب جن و پری کا کلام — مرے حافظہ علم مین ہی تمام
اُتارا ہر اک عالم غیب کا — ہی معلوم مجھکو بفضل خدا
فلیتے و تعویذ و نقش و عمل — ہزارون ہی مجھہ پاس ہین بے بدل
مرا جس جگہہ پر فلیتہ جلے — نہ جادو رہے اور نہ سایہ رہے
خلل جسکتین ہووے جس چیز کا — کرون دفعۃً اُسکتین مین بھلا
یہہ آواز شوہر نے جو نہین سنی — کہا لو خدا نے یہہ بھیجا گنی
بلا لایا گھر مین اُسے دفعتن — کہا اے گنی کر کچھہ ایسا جتن
کہ جسمین ہو جورو کا میری علاج — نہایت ترا ہونگا ممنون آج
برہمن نے یک چند کر فکر و غور — کہا اُسکو آسیب کا سا ہی طور
پر آسیب بھی ہی مشقت طلب — علاج اسکا اس شرط سے ہووے اب
کہ پہلے کرو گھر کتین صاف و پاک — نہ خس جسمین باقی رہے اور نہ خاک
صفائی طہارت ہر اکطرف ہو — ہر اک سمت مہکاؤ پھولونکی بو
جگہہ لیپ کر کیجے ستھری تمام — کثافت کا باقی نہ ہرگز ہو نام
جلے جسمین لوبان و صندل پڑا — رہے کچھہ نہ خوشبوئیون کے سوا
کرون اُسمین تا بیٹھکے حاضرات — اثر سے ہو دیوتے اُسکو نجات

کیا سننا کے شوہر نے سب کچھ قبول — مہیا کیئے آن مین عطر و پھول
اسیطرح سب ساز و سامان کر — بٹھایا برہمن کو چوکی اوپر
برہمن نے گرد اپنے کھینچ اک حصار — گاونکی ہر یکطرف چن کر قطار
لگا اک شتابی فلیتہ وہین — رنگا زعفران بیچ اسکے تئین
اگرکے دھوین مین پھر اسکو جلا — پکڑ ناک زن کی سنگھانے لگا
اور آہستہ آہستہ کچھ زیر لب — لگا پڑھنے حرف عجیب و عجب
گیا ناک مین زنکی جو وہین دھوان — وہین شور کرنے لگی ناگہان
کہ ای دعوتی خیر ہی کچھ تجھے — نگر اور رون ساہی تو سمجھا مجھے
مین ہون پادشہ سار سے جنا لگا — ترے اس فلیتے سے ہو ویگا کیا
کئی تجھسے ملا اور اعمال خوان — ٹھکانے لگائے ہین مین نے یہان
تجھے مارنا کیا بڑا کام ہی — کہ قرباش آخر مرا نام ہی
اگر خیر تو اپنی ہی چاہتا — تو جیدھر سے آیا ہی اودھر کو جا
برہمن لگا کہنے بس منہہ سنبھال — گیا ہی ترا کسطرف کو خیال
مین ان عاملون مین نہین بے خبر — کہ تیرے ڈرانے سے جاؤنگا ڈر
تجھے خیر کی اپنے گر ہی طلب — تو جلدی اتر اسکے سر پر سے اب
وگرنہ تجھے بھر کے شیشے مین آج — جلاونگا پورا کرونگا علاج
منگایا پھر اک دیگچی کے تئین — کئی برگ نیم اسمین چھوڑے وہین
کبوتر کے پانخے بھی کئی لال کر — رکھے برگون پر کچھ ادھر کچھ ادھر

پھر اوپر سے پانی کچھ اُسمیں دیا   یہہ سب کر کے چولھے کے اوپر رکھا

تہ دیگ روشن کیا آگ کو   لگی آنچ جسوقت اور پھوٹی بو

کیا اپنے منتر کا پڑھنا شروع   بہت سے کئے خرچ اُصول و فروع

گھڑی چار جب اِسمیں یوں ہیں کٹی   پھر یکبار عورت وہ چلا اُٹھی

کہ بس بس اب آگے نہ منتر پڑھو   زیادہ اِس سے مجھکو نہ آزار دو

اُترتا ہو نہیں اِسکے سر سے شتاب   کرو اپنی موقوف پڑھنی کتاب

وہ لے دیجئے میرا اچھا ندا منگا   جو ہی بہر رخصت مقرر ہوا

کہا برہمن نے بیان کر اُسے   کہ اور آگے منظور ہی کیا تجھے

لگا کہنے بجوا و چنگ و رباب   ہر یکطرف چھڑکاو مشک و گلاب

مصافے میں ہم تم چڑھیں ایک جا   پدر اور شوہر لیں اُسکو اُٹھا

پھریں گھر کے چاروں طرف سا تبار   تو خوشدل مرا ہووے بے اختیار

کرو نشرط پھر تجھسے میں بعد ازین   کہ چھیڑوں نہ اور آگے اِسکے تئیں

سنا شوہر زن نے جون یہہ بیان   بلا بھیجا سسرے کو تھا وہ جہان

جتایا یہہ اِظہار اُس کے تئیں   زبس وہ بھی تھا سخت اندوہگیں

یہہ سنتے ہی یکبار راضی ہوا   یہہ شوہر بھی لاچار راضی ہوا

مہیا کیا سب سر انجام کو   ہوئے دونوں موجود اُسی کام کو

چڑھایا مصافے میں زن کے تئیں   برہمن کتئیں بھی بٹھایا وہیں

اُٹھا دوش پر دونوں طرف سے   اُسیطرح سے گھر میں پھرنے لگے

زن و برہمن ایک جا جب ہو نے ۔ بخوبی لگے تب گلے سے گلے
جو منظور تھا سب کیا اپنا کام ۔ تب آسیب سر پر سے اُترا تمام
پھر یکبار پردہ اُٹھا کر وہ زن ۔ لگی ہوشیار و نسی کرنے سخن
تعجب میں آکر لگی پوچھنے ۔ کہ ہی کون بیٹھا یہہ میرے کنے
یہہ کسطرح کا گھر میں سامان ہی ۔ کیون ایسی مری شکل اِس آن ہی
محافے میں کیون قید مجھکو کیا ۔ بیان کچھ تو مجھسے کرو ماجرا
یہہ دو چار باتین جو کین عقل کی ۔ پدر اور شوہر کتین ہوئی خوشی
لگے کہنے ملکے شکر خدا ۔ جو کچھ ماجرا تھا بیان سب کیا
گرے پھر برہمن کے سب پاؤن پر ۔ تواضع کیا اُسکتین مال و زر
ولے برہمن کو اُسی آن مین ۔ یہہ سمجھا دیا زن نے جا کان مین
کہ اب بہانسے گھر کے تئین جایو ۔ دم صبح تالاب پر آئیو
کہ ہم پانچون بہنین وہین آنکے ۔ کرینگے بہم مل کے رخصت تجھے
یہہ سنکے مرخص ہوا برہمن ۔ لگا سب کے ماتھے پر اپنے چرن
کٹی رات جون تون ہوئی جب سحر ۔ گیا گھر سے اُٹھکر وہ تالاب پر
جو دیکھے تو ہین پانچون بہنین وہان ۔ ہوا دیکھہ اُن کے تیئن شادمان
کہا اُن سبھونے کہ ای بیٹھور ۔ بس اب تو سمجھ اپنے تیئن کچھ ضرور
یہی پانچوان بید ہی جسکو تو ۔ پرا ڈھونڈتا پھرتا تھا سو بسو
تری جورو مکار و عیار ہی ۔ نہایت چتر اور خبردار ہی

تجھے اِس بہانے سے گھر سے نکال — گذارے ہی خوش اپنا ہر ماہ و سال
تری سادگی ہمنے دریافت کر — سکھائے چلتر تجھے سر بسر
کہ تا سمجھے تو اُسکے افعال کو — سب افعال کو اور سب اقوال کو
دغا پھر کچھ اُسکی نہ کھاوے کبھی — نہ مکرون پہ پھر اُسکے جاوے کبھی
بس اب گھر کو جا تجھکو رخصت کیا — خبردار پھر کھائیو مت دغا
سدا گھر مین ہشیار رہیو ہمیش — کہ راتون کو بیدار رہیو ہمیش
اُٹھا ہاتھ دی برہمن نے اسیس — جدا ہوئین وہ پانچون انیس و جلیس
چلا برہمن گھر کی جانب شتاب — ولے دلمین کھاتا ہوا پیچ و تاب
یہی جی مین کہتا تھا اب تو مجھے — چلتر زنون کے ہین یکسر کھلے
بھلا زندگی ہی تو سمجھونگا مین — دوبارا کبھی پھر نہ چوکونگا مین
کہان اُڑ سکیگی بس اب مجسے وہ — بتاویگی کیا اب سبب مجھکو وہ
یہی دلمین کرتا ہوا قیل و قال — گیا گھر مین بارنج و حزن و ملال
نہایت مکدر نہایت خفا — نہ ہنستا نہ کچھ بات کرتا ذرا
نہ کھاتا نہ پیتا نہ کچھ بولتا — نہ دل کی گرہ اپنی کچھ کھولتا
اِس احوال کے تئین نظر کرکے زن — سمجھ گئی کہ شاید کھلے اِس پہ فن
ملا اِسکو اُستاد کامل کوئی — حریف اور عیار و عامل کوئی
لگی کھولنے پھر در اختلاط — لگی کرنے مذکور عیش و نشاط
ولیکن برہمن نہ کچھ وا ہوا — رہا وہ وہین خاموش و یکسر خفا

گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ شام　　کیا یار نے پھر یہہ زن کو پیام

کہ ہون منتظر کب سے دیدار کا　　طلب گار اخلاص کا پیار کا

شتابی سے پہنچاو اپنے تئین　　نہین تو مری زندگانی نہین

کہی زن نے پیغامچی سے یہہ بات　　کہ مین آ نہین سکتی ہون آج رات

سفر سے مرا شوہر آیا ہی آج　　نہایت خفا اور مکدر مزاج

اب آنے مین مین سخت لاچار ہون　　نہ جب تک کہ تدبیر اُسکی کرون

کیا یار نے پھر یہہ سنکر پیام　　کہ زنہار ایسا نکیجیگا کام

مری جان باقی رہیگی نہین　　سنو گی نہ جیتا سحر میرے تئین

ہوئی سنکے لاچار اِس بات کو　　کہا خیر چندے توقف کرو

بہر شکل تا نصف شب آونگی　　مین تجسا طلب گار کب پاؤنگی

گیا لیکے پیغامچی یہہ پیام　　اِدھر بیکلی اُسکتین ہوئی تمام

کٹی رات بھی اِسمین پھر یک پہر　　گیا شوہر اُٹھکے پلنگ کے اوپر

نہایت ہی از بسکہ تھا بید ماغ　　رہا سو پلنگ پر بجھاکر چراغ

سفر کی بھی غالب جو تھی ماندگی　　بیکبارگی وونہین نید آ گئی

غنیمت سمجھہ بس اِسیکو وہ زن　　لگی کہنے سدھن کتین یہہ سخن

مین صدقے تری آج اِک کام کر　　ذرا جاکے اُس پاس آرام کر

وہ سوتا ہی تو اپنے دلمین نہ ڈر　　نہین نید مین مطلق اُسکو خبر

مجھے بھی توقف نہوویگا وہان　　چلی آتی ہون کوئی دم مین یہان

لگی کہنے سمدھن کہ شاباش ہوا   نہیں جانتی میں تجھے کیا ہوا
سلا کر مجھے اپنے گہتے کے پاس   چلی آپ ہی اور دھگڑ کے پاس
مجھے کیا پڑی ہی جو ساتھ اسکے سوں   بھلی چنگی عصمت کتیں اپنی کھوں
میں عورت ہوں وہ مرد کی ذات ہی   اندھیریکا عالم ہی پھر رات ہی
ہوئے آتش و پنبہ جب ایک جا   نہ آگ اسمیں بھڑ کیگی کب تک بھلا
خدا جانے کیا نوع دیگر بنے   کہ مشکل کہیں میرے جی پر بنے
کہا زن نے ایسا نہیں ہوگا کام   تو اتنا بھی دل کو نہ کر اپنے خام
ہی کب آجکی نیند میں اسکو ہوش   تو یکطرف یونہیں پڑی رہ خموش
نہ خالی رہے صرف پہلو کی جا   یہی چاہئے اور کیا اس سوا
یہہ کہہ سنکے سمدھن کو راضی کیا   رہ منزل یار کو پھر لیا
گئی منتظر پاس اپنے شتاب   لگی پینے باہم شراب و کباب
سنو بعد ازیں اب یہاں کا بیان   کہ ہوتا ہی تقدیر سے کیا عیان
پلنگ پر جو سمدھن یہہ جا کر پڑی   برہمن نے کروٹ وہاں پھر کے لی
پھرا تنے میں بے ساختہ کیا ہوا   کہ ہاتھ اسکا پنڈلی کو اسکی لگا
اسی میں یکایک قیامت ہوئی   کہ یکبارگی اسکو شہوت ہوئی
کہوں اور کیا آگے قدرت کا کھیل   کہ فی الفور بس ہوگیا میل تھیل
لپٹ کر بخوبی گلے مل گیا   جو کچھ کام ہوتا ہی کرنے لگا
یہہ ناچار کیا بولے اور کیا کہے   خدا دیوے جو کچھ وہ بندہ سہے

پڑتی تھی وہیں دم بخود اور خموش ہوا ختم جب اسمیں جوش وخروش
لگا کرنے پھر پیار سے برہمن محبت کے انواع حرف و سخن
وے تھی یہہ خاموش دبکی ہوئی اُسی طرح چپکے سے لیٹی ہوئی
دیا جب نکوئی بھی اسنے جواب تو یکبار کھا برہمن پیچ و تاب
قصورات اگلے بھی کچھہ یاد کر یکایک ہوا بر سر شور و شر
نکال اک چھری ناک کاٹی وہیں رہا دیر تک تند اور خشمگیں
اسی میں جو پھر نیند سی آگئی ہوئی پھر وہی غفلت و بیخودی
گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات تو آئی وہ زن یار کے سات سات
پہنچ گھر میں اُس کو مرخص کیا پلنگ تک پھر آہستہ آہستہ جا
بہ حکمت تنوّل اپنی سمدھن کتیں اُٹھا لیگئی باہر اُس کو کہیں
لگی پوچھنے سر بسر واردات کہی روکے سمدھن نے سب اپنی بات
کہ تیرے سبب مجھہ پہ یہہ کچھہ ہوا کسے منہہ دکھاؤنگی اب اپنا جا
کرے عیش تو اور کٹے میری ناک رہی اب میں تا مرگ اندوہناک
لگی کہنے سمدھن کو اب جا تو گھر سمجھہ لونگی میں اسکتیں کل سحر
اُسے تو اُدھر گھر کو رخصت کیا ادھر آپ اپنے بتوں پاس آ
لگی رونے اور بابلا نے تمام پرستش میں ہربت کا لیلے کے نام
یہی کہتی تھی تم نرنکار ہو نرنجن ہو پیدا کرنہار ہو
کھلا تم پہ سب کا ہی راز نہان خفی و جلی تم پہ سب ہی عیان

اگر ہون مین بدکار اور بد عمان — تو پاتی سزا اپنی مین بر محل

وگر جانتے ہو مجھے پارسا — تو دو اب مری ناک کو تم ملا

بدستور جیسی کی تیسی ملے — خلل کچھ سر مو نہ باقی رہے

نہ شرمندہ ہون تا مین سبکے حضور — تمھاری کرامت سے کیا ہی یہہ دور

یہہ کہہ کہہ باندا اِس قدر کی صدا — کہ شوہر وہ سوتا ہوا جاگ اُٹھا

اُسے یہ لگی کہنے پھر ای کریم — کہ سچ مچ تو ہی ہر کسی کا علیم

مری بے گناہی پہ کر کر نظر — ملا یا مری ناک کو سر بسر

کہان شکر تیرا ہو مجھسے بیان — مرا یہہ زبان و بیان ہی کہان

یہہ کہہ کرکے سجدہ یسے اُٹھکر شتاب — ہوئی ایک گوشے مین جا محو خواب

برہمن نے دیکھا تماشا یہہ سب — کیا دل مین از بسکہ اپنے عجب

چراغ اُٹھ کے یکبار روشن کیا — اور آہستہ آہستہ اُس تک گیا

جو دیکھے تو سچ مچ مسلم ہی ناک — لہو سے ہی نتھنہ بھی تمام اُسکا پاک

نہ مطلق کہین زخم کا ہی نشان — تحیر سے تکتا رہا یک زمان

سمجھہ پھر بتونکی کرامت کتین — تیقن کیا اُسکی عصمت کتین

جگایا اُسے اور گرا پاؤن پر — کہا بخش میرے گنہ سر بسر

کر اب دلسے تقصیر میری معاف — ہوئے اب سے ہم تم ہم سینہ صاف

بدستور خوش دونون رہنے لگے — اُسی طرح سے رہنے سہنے لگے

بیان کرکے قصہ یہہ ہفتم وزیر — بہ تقریر مطبوع اور دل پذیر

جہاندار شہ سے کہا پھر یہی   کہ خدمت مین ہی عرض یہہ اب مری

زنون کے نہین مکر کو انتہا   نہایت ہی فرقہ یہہ ہی پر دغا

اُٹھا دیجیے دل سے اُن کا خیال   تغیر نہ فرمایئے اپنا حال

کہا شہ نے بکتا ہی کیا ای وزیر   کہان دل ہی میرا نصیحت پذیر

بس اب جلد رخصت ہو جا اپنے گھر   کہ ہوتا ہی کیا دیکھین کل تا سحر

وزیر اُٹھتے ہی دفعتہً صبحگاہ   گیا مضطرب جانب بادشاہ

بجا لا کے آداب و تسلیم کو   لگا کرنے معروض یہہ گفتگو

کہ تھا مرتبہ جو کہ تفہیم کا   کیا شاہزادے سے ہمنے ادا

ولیکن نہ ظاہر ہوا کچھ اثر   زیادہ اس سے کیا دیوین اب دردسر

نصیحت کے درجے ہوئے سب تمام   بگڑنے پہ آتا چلا ہیگا کام

مناسب یہی آ گئے ہی آپ کو   لکھو بہروربانو کے باپ کو

بہ شکل پیغام وصلت کرو   بنے جسطرح اُسّے نسبت کرو

یہہ تدبیر کی پادشہ نے پسند   کہ شاید اِسی سے یہہ کھلجائے بند

بلا ایک منشی بلاغت نشان   کہا اُسّے ای کاتب درفشان

فصیح و بلیغ ایک مکتوب لکھ   محبت کے سب اُسمین اسلوب لکھ

بس از شوق اور آرزوے اتم   یہہ خواہش بھی کر آخر اُسکے رقم

کہ فرزند میرا جہاندار شاہ   جو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

قبول اُسکو فرزندی مین تم کرو   تفاخر مجھے اُسکی نسبت سے دو

اُس ارشاد کو سنکے وہ پیرِ دبیر   ہوا جان اور دل سے فرمان پذیر
کیا نامۂ نامی یوں اِک رقم   بلطفِ بیان و بصنعِ قلم

* سوادِ نامۂ پدرِ جہاندار شاہ بجانب پدرِ بہرور بانو *

لکھوں نامہ اول بنامِ خدا   کہ مقصود جس نام سے ہی سدا
سلاطین کو جنّے دیا تاج و تخت   قوی تر سبھو نسے کئے اُنکے بخت
جہان کو کیا اُنکے زیرِ نگین   کیا ہر طرف اُنکو حامیٔ دین
اُسی کی یہہ قدرت نمودار ہی   اُسی کو یہہ حکمت سزاوار ہی
تاَمل سے ہوتا ہی حاصل یہی   وہی تھا وہی ہی رہیگا وہی
لکھوں بعد ازین صد درود و سلام   محمدؐ کے اوپر ہر اِک صبح و شام
خدا کا جو محبوب و مرغوب ہی   خدا طالب اُسکا وہ مطلوب ہی
ہوئی شرع کی جسّے محکم بنا   کیا کفر و اسلام جسنے جدا
پس از عرضِ آدابِ حمد و درود   مطالب کی یون ہی قلم سے نمود
کہ بعد از سلام اور اظہارِ شوق   یہہ مکشوف ہو ضمنِ گفتارِ شوق
کہ واجب ہی اہلِ جہان پر تمام   خصوصاً سلاطین کے اوپر مدام
کہ احکامِ شرعیہ لاوین بجا   کرین جو ہی امرِ رسولِ خدا
زہے امرِ تقدیم جس امر کی   رکھے ثمرۂ دینی و دنیوی
لہذا ہوا تم سے یہہ التماس   کہ گر ہی تمھین شرعِ نبوی کا پاس
تو میرے ولی عہد و دلبند کو   عنایت سے فرزندی مین اپنی لو

جہاں کی ہی جب سے ہوئی ابتدا یہی رسم و آئین ہی برملا

اِسی سے سدا تخت و تاج و نگین ہی ہوتا مبدل بہر جانشین

نہ یہہ وضع ہوتی تو جاےٴ سریر تہی رہتی وارث سے نت ناگزیر

گر اُس نخل دولت کا پیوند ہو تو یک عالم اُسّے برومند ہو

کہ دو سلطنت کا بہم اتحاد مفید خلایق ہو حد سے زیاد

زیادہ اِسّے کیا طول دون اب کلام سخن مختصر خوب ہی والسلام

رقم جب یہہ منشی نے نامہ کیا مذہب ہوا اور مصمغ ہوا

کی مہر اُسپہ جون دیدۂ منتظر کہ مقبول ہوکر جواب آےٴ پھر

دیا ہاتھہ مین ایلچی کے شتاب کہا جا جواب اِسکا لا باصواب

تحایف بھی انواع و اقسام کے برسم جہان ساتھہ اُسکے کئے

گیا ایلچی ہوکے فرمان پذیر ہوا شہ کے حاضر بزیر سریر

بآداب ہر ایک گذران کر رکھا نامے کو گوشۂ تخت پر

اُٹھا کر پڑھا شاہ نے جس گھڑی طبیعت کو اُسکی کدورت ہوئی

بلا میر منشی کو وو ہین شتاب کہا لکھہ جواب اِسکا پر پیچ و تاب

خشونت کے مضمون کر سب ادا بتوجیہ و برہان سر تا بپا

لکھا نامہ منشی نے فی الفور یون عبارت کو یہہ جسکی موزون کردن

جواب نامہ

سرنامہ نام خدا سے جہان کیا جسنے پیدا زمین و زمان

ہوا منتظم جب سے ارض و سما　　وہی تھا وہی ہی رہے وہ سدا

خرد اُسکو ہرگز نپاوے کبھی　　نہ فکر و تعقل مین آوے کبھی

نرالا ہی وہ سب سے اور لاشریک　　نہین کوئی عالم مین اُسکا شریک

جہان مین محمد کو پیدا کیا　　ہوئی شرع و ملت کی جسسے بنا

جداگانہ جسنے کئے کفر و دین　　دکھائی ہمین راہ دین مبین

اور امر و نواہی سے آگہ کیا　　مذاہب سے سب واقف رہ گیا

لکھون بعد ازین پھر یہہ تمکو پیام　　کہ ای جالس تخت عالی مقام

تمھارا جو مکتوب شوقیہ تھا　　پڑھا ہمنے ادراک کر مدعا

ولے دل کتین سخت حیرت ہوئی　　طبیعت کو خیلے کدورت ہوئی

کہ یون بے تامل بیکبارگی　　ہمین اسطرح بات نازک لکھی

خلاف شریعت نہین گو یہہ بات　　ولے سابقہ بھی ہی شرط اسکے ساتھ

کبھی ہمسے تم سے نہ کچھ بات تھی　　نہ زنہار باہم حکایات تھی

کیا کیا سمجھہ کر یہہ تمنے پیام　　کہ دی جسنے ہمکو کدورت تمام

نہ جب تک کہ ہو عہد گر ارتباط　　نہین زیب دیتے ہین یہہ اختلاط

بس اب دلسے کیجے تمنا یہہ دور　　نہین خط کا آیندہ لکھنا ضرور

کرون اور کیا آگے اس سے کلام　　کہا مختصر حرف بس والسلام

رقم کرچکا جب یہہ منشی جواب　　دیا ایلچی کو بصد پیچ و تاب

تحایف بھی مرسولہ تھے جسقدر　　اُنھین بھی کیا مسترد سربسر

وہ نور اپھر الیکے نامے کے تین | نہایت ہی محزون و اندوہگین
دیا بادشہ کے تئین آن کر | ہوا بادشہ پڑھتے ہی چشم تر
تحیر مین رہ گئے وزیر و امیر | مشوش ہوئے سب صغیر و کبیر

* بر آمدن جہان دار شاہ بتلاش بہرو ربانو *

جہاندار شہ سنتے ہی یے خبر | ہوا دفعۃً حال سے بے خبر
لگا کہنے معشوق غیور ہی | وصال اُسکا پانا بہت دور ہی
یہہ ہی عشق باتونسے کب آئے ہاتھ | نکل جائے جبتک نہ جی اسکے ساتھ
کہان اس مین تدبیر کا کام ہی | یہان عقل عاقل کی بد نام ہی
مجھے زندگانی ہوئی اب حرام | نہ جبتک کہ دلبر کا دیکھون مقام
لگا یک گریبان کیا اپنا چاک | اتیتو نکی صورت ملی منہہ پہ خاک
اُٹھا تخت پر سے اور آنسو بہا | گیا پاس مان باپ کے اور کہا
کہ لومجھکو خدمت سے رخصت کرو | خدا کے تئین آج سے سونپ دو
رہی زندگی میری باقی اگر | تو دیکھو لگا پھر ہمین قدم آن کر
وگر یون ہی تھی خواہش کردگار | تو لاچار ہون کیا مرا اختیار
یہہ کہہ کر بیک بار رخصت ہوا | قفس طوطی کا ہاتھہ مین لے لیا
لگے روتے مان باپ آنسو بہا | ہوا گھر کا گھر دم مین ماتم سرا
وزیر و امیر و رعیت تمام | جہان تک کہ تھے شہر کے خاص وعام
لگا کرنے کوئی گریبان چاک | اُڑاتے لگا سر پہ کوئی غمسے خاک

کوئی سنگ پر سر پٹکنے لگا   کوئی فرط حیرت سے تکنے لگا

کسی نے فقیرانہ پہنا لباس   کوئی ہو گیا زندگی سے نراس

زمین سے فلک تک پہونچا تھا ہائے   جدھر سنتے تھے متصل وائے وائے

پر اُسنے نظر اُسپہ ہرگز نکی   وہیں بس بیابان کی راہ لی

پڑا دشت غربت میں جب آنکر   تو جنگل کے بھی سر بسر جانور

وہ رختوں پہ کہتے تھے باہم یہی   کہ ہی ہی مصیبت جہاندار کی

یہہ وہ ہی کہ پروردہ ناز ہی   اور اب سوز دل سے اسے ساز ہی

یہہ وہ ہی کہ تہا نعمتوں میں پلا   اور اب اس طرح سے ہی جاتا چلا

غرض چل چکا جب مہینوں کی راہ   تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ

چبھے پانو میں کتنے جنگل کے خار   وہ نازک کف پا ہوے سب فگار

کہوں اُسسے دشواری اور آگے کیا   کہ دریا پھر اک آگے حایل پڑا

ہریک موج کو جسکی طغیان سے   بہم سلسلہ موج عمان سے

حباب اُسکا ہر ایک کاہندہ روح   رہے غرق شرم اُسسے طوفان نوح

پھر اُسپر سفینہ نہ کشتی کوئی   عیان ہر طرف شکل درماندگی

جہان تک چپ و راست جاتی نظر   نہیں ہوتی معلوم جنس بشر

کسے پوچھے اور کسّے ہو ہم کلام   جدھر دیکھے پاتا ہی ہو کا مقام

گرا ریت پر تب تو بیہوش ہو   پڑا غم سے اکبار خاموش ہو

اُس احوال کو دیکھ کر اکبار   قفس میں وہ طوطی ہوئی بیقرار

لگی کہنے ای خسرو نامور — ندے پیچ تاب آپ کو اِسقدر
ارادہ یہہ تونے اگر ہی کیا — تو ہرگز نہ تشویش کو دل مین لا
کمر اِستقامت کی مضبوط کر — بس بیکسان پر رکھہ اپنی نظر
وہ ہی کارساز اُسکے الطاف سے — رہینگے نہ عقدے کسی طرح کے
مگر اپنی ہمت کو رکھہ مستقل — مکر اِس قدر آپ کو مضمحل
رہ عشق اِس راہ کا نام ہی — مصیبت یہان ہر سر گام ہی
ہزارون ہوہین اِسمین پڑتی مشکلات — ہوئین جسے طی اُسنے پائی نجات
تجھے بھی خدا اِس بلیات سے — مصیبت سے اور اِسکی آفات سے
بخوبی نکالیگا آخر کبھی — رہیگی نہ زنہار یہہ خستگی
سنبھال اپنے تئین آپہین آ ذرا — نہ رہ بے خبر اِس قدر بھی پڑا
یہہ طوطی نے دو چار باتین جو کین — جہاندار کی اِسمین آنکھین کھلین
ذرہ جان کو اُسکی قوت ہوئی — تک اِک بات کرنیکی طاقت ہوئی
لگا کہنے طوطی سے سن ای رفیق — تو ہی یہان ای میری رفیق و شفیق
جو کچھہ مجھکو تفہیم کرتی ہی تو — سمجھتا ہون مین بھی اِسے مو بمو
ولے کیا کرون سخت لاچار ہون — عبور ایسے دریا سے کیونکر کرون
دیا تب یہہ طوطی نے سنکر جواب — کہ ای شہریار مصیبت مآب
کرون عرض مین گر کرو تم قبول — اور اُسکو نہ سنکر ہو جی مین ملول
مناسب ہی اب تم قفس توڑ دو — اور اِکبار میرے تئین چھوڑ دو

کہ تا میں کہیں جا کے اِدھر اُدھر — پھر آؤں ترے پاس تدبیر کر
کہا شاہزادے نے سن میری جان — تجھی سے مرا تک ہی تاب و توان
ہوا تجھسے ہی جب جھوڑا مجھے — تو بیٹھے گی پھر دیکھئے کیا مجھے
سوا اِسکے تو ہی پکھیروکی ذات — صداقت ہی رکھتی کہاں تیری بات
قفس سے نکل کر تو کب آئیگی — کہاں شکل پھر اپنی دکھلائیگی
لگی کہنے طوطی کہ اے بادشاہ — میں کرتی ہوں اِسمیں خدا کو گواہ
کہ تمسے نہ میں بیوفائی کروں — پھروں بلکہ فکر رہائی کروں
کہا شہ نے یوں ہی تو بہتر ہی جا — مرے تیرے بیچ اب وہی ہی خدا
یہہ کہہ کر قفس کھولا یکبار گی — کیا اُسکو رخصت بلاچار گی
اُڑی اُس طرف طوطئے باوفا — اِدھر رنگ رو اِسکا غمسے اُڑا
جہاں تک نظر میں وہ آتی رہی — تسلی اُسے تک دلاتی رہی
پھر اِسمیں جو غایب ہوئی ایکبار — تو وحشت نے اُسکو کیا بیقرار
تڑپنے لگا پھر اُسی ریت پر — ہوا پھر اُسی طرح تفتہ جگر
ندامت سے کہتا یہہ تھا آپ کو — کہ کیوں میںنے وہ طایر نکتہ گو
کیا بیٹھے بیٹھے جدا آپ سے — جو یوں داغ اُسکا لیا آپ سے
کہاں پھر میں پاؤنگا ویسا رفیق — جو تھا اِس مصیبت میں میرا شفیق
خدا جانے اب بیکسی کیا دکھاے — وہ ہی جانور اُڑکے کیونکر پھر آے
کبھی دیکھہ خالی قفس کے تئیں — یہہ کرتا تھا اُسسے خطاب حزیں

کہ اے قفس تو ہی ہمدرد ہو — تسلی دلا تک مری جان کو

بنی ہی تری شکل یہہ میری طرح — کہ تن ہی مشبک مرا تیری طرح

اُٹھا کر کبھی ہاتھ میں پیالیان — تھا آنکھوں سے اشکوں کو کرتا روان

یہہ کہتا کہ کچھ کام بیٹھا کرون — انہیں آب و دانے سے بھر کر رکھون

کہ طوطی میری آکے اسکو پائے — رہے دانہ پانی یہہ اُسکے لئے

غرض تھا یہی شغل اُسے متصل — اسی میں تھا مشغول کرتا وہ دل

سنو یہاں سے طوطی کی اب واردات — وہ کرتی ہی کیا طایر نیکذات

کہ جب اُسکی نظروں سے غایب ہوئی — تو راہ اُسنے یکطرف جنگل کی لی

یہی کہتی جاتی تھی اُڑتے ہوئی — کہ سجھو نہی جی وسیلہ کوئی

چلی جاتی تھی مارتی بال و پر — کہ اتنے میں آیا نظر ایک گھر

پھر اسمیں وہ کیا اور ہی دیکھتی — کہ صورت ہی اک اُسمیں درویشکی

بچھائے ہوئے قبلہ رو جا نماز — خدا سے ہی مصروف عجز و نیاز

بہاتا ہی اشک عبادت پر آ — جبین پر چمکتا ہی نور خدا

نہ اُسکے سوا اور انسان ہی — اکیلی وہی جائے سنسان ہی

اس احوال کو کرکے طوطی نظر — لگی دیکھنے بیٹھ اک شاخ پر

پھر اسرار وحدت میں کھولی زبان — لگی ذکر توحید کرنے بیان

وہ سنتے ہی یکبار اُسکی نوا — لگا دیکھنے شاخ کو سر اُٹھا

جو دیکھے تو طوطی ہی بیٹھی ہوئی — ملالت بھری اور غربت زدی

تعجب مین آکر وہ درویش پیر   لگا کہنے ای طایر دل پذیر
نہایت مؤثر ہی تیرا مقال   بتا کیا تو رکھتی ہی مجھ سے سوال
کیا عرض طوطی نے ای نیک ذات   مین کیا آپ اپنی کہون دلکی بات
جو کچھہ ہی وہ روشن ہی تمپر تمام   نہین تم سے ہرگز چھپا میرا کام
زبس تھا وہ درویش اسرار دان   ہوا دلپہ اُسکے وہین سب عیان
کہا جا بلا لا جہاندار کو   دل افگار کو اور طلبگار کو
یہہ سنتے ہی طوطی اُڑی بس شتاب   کیا شاہزادے کو آ یہہ خطاب
کہ چل ای جفاکش مرے شہریار   بس اب دلسے موقوف کر اضطرار
فلانی جگہہ ایک درویش ہی   کہ روشن دل و باطن اندیش ہی
بلاتا ہی تجھکو وہ اپنے حضور   چلو پاس اُس کے شتابی ضرور
یقین ہی کرامت سے اُسکی مجھے   وہی پار یہان سے کریگا تجھے
یہہ سنتے ہی شہزادے مین آئی جان   وہین شکر طوطی مین کھولی زبان
نہایت کی تحسین اور آفرین   ستایش کی اُسکی وفا کے تئین
چلا ساتھہ طوطی کے پھر حال حال   گیا وان جہان تھا وہ صاحب کمال
ہزر کر ادب سے کیا پھر سلام   کھڑا ہو رہا سامنے دل کو تھام
وہ درویش پیر اُسکی صورتکو دیکھہ   مصیبت کو اور اُسکی محنت کو دیکھہ
لگا کہنے آ ای جہاندار شاہ   یہہ کیا لی ہی اشکال کی تو نے راہ
خدا تجھکو پہنچاے منزل کے بیچ   بھلا کچھہ نکر فکر اب دل کے بیچ

خدا پر رکھہ اپنی نظر کو مدام — اُسیکو جپا کر سدا صبح و شام
وہی مشکلین ساری کرتاہی حل — وہی کام آتاہی ہر اِک محل
بس آنکھین شتابی سے اب بند کر — کہ آجاے قدرت خدا کی نظر
جہاندار نے سنکے اُسکی یہہ پند — کیا وو ہین آنکھو نکتین اپنی بند
پھر اِتنے مین جو کھولدین ایکبار — وہین اپنے تین دیکھا دریا کے پار
کیا پھر وہین شکر حق کا ادا — رہا دیر تک کرتا حمد و ثنا
لیا ساتھہ طوطی کو پھر بعد ازین — کہ وو ہی تھی اُسکی رفاقت گزین
ہوا کشور یار کو پھر روان — چلا پھر وہی جانب دستان
مہینو نکی رہ جب کہ طی کر چکا — تو اِک بستی مین آن کر گر پڑا
وہان ایک تکیہ تھا درویش کا — کہ تھی ہر مسافر کی اُسمین ہی جا
کیا اُسنے بھی جاکے وو ہین مقام — کہ تا دم لے اُسمین کئی صبح و شام
ذرا ماندگی راہ کی دور ہو — جو پھر آگے چلنے کا مقدور ہو
لگا رہنے بیکس سا محزون ملول — بدن پر ملی راہ کی خاک دھول
نہ چلنے کی طاقت نہ پھرنیکی تاب — وہی خستگی وو ہی حال خراب
اِس احوال کو کر کے طوطی نظر — نہایت محبت سے ہوئی چشم تر
کہا شہ سے پھر مجھکو رخصت کرو — کہ جاؤن مین اُڑتی کسیطرف کو
نہین دیکھہ سکتی مین اِس حال کو — کہین کاٹون اِس غم کے جنجال کو
کچھہ ایسا ہو جیسے کرون کوئی کام — نہین زندگی ہی یہہ مجھہ پر حرام

کہا شہ نے اچھا کیا مین قبول　　کسیطرح سے مدعا ہو حصول
ہوئی طوطی رخصت اُڑی برہوا　　چلی ڈھونڈہتی شاہ کا مدعا

* بیان غمگساری مینا سے فقیر بر حال جہاندار شاہ دلگیر *

جہاندار شہ پھر اکیلا رہا　　ہوا پھر بدستور اُداس اور خفا
کرے کسّے بات اور کہے کسّے درد　　دلی دل مین تھا کھینچتا آہ سرد
نہ غم خوار کوئی نہ ہم دم کوئی　　تسلی جو دے اُسکو تھا کم کوئی
پر اُس تکیہ مین تھا جو رہتا فقیر　　تھی اِک اُسکی مینا بہت بے نظیر
فصیح المقال اور رنگین بیان　　نہایت ہی خوشگو و شیرین زبان
نظر کر یہہ حال جہاندار شاہ　　لگی کرنے اُلفت کی اُسپر نگاہ
پھر یکبارگی وہ مخاطب ہوئی　　بنی غمگسار اور کہنے لگی
ای بادشہ زادہ والا گہر　　بلا عشق کی رہ مین ہی سربسر
ہر اِک کام مین اُسکے ہین درد وغم　　بھرے ہین تمام اِسمین حزن والم
قدم مارتے ہین جو اِس راہ مین　　وہ رہتے ہین نت نالہ و آہ مین
بلا کو سمجھتے ہین راحت مدام　　جفا کے ہین وہ آشنا صبح و شام
پھر اِسمین ہی ہوتے ہین وہ کامیاب　　نہین ہی ضرور اِسمین کچھہ پیچ و تاب
یہہ لی ہی اگر عشق کی تونے راہ　　تو سن بات میری جہاندار شاہ
ذرا دل کتین اپنے مضبوط کر　　نہ دکھا تا بے حال شام و سحر
خدا یار ہے تجھکو دیگا ملا　　کریگا وہی عاقبت کو بھلا

ولیکن تو جسوقت ہو کامیاب تو لازم ہی ای شاہ عالی جناب
کہ دو بات سے کیجیو احتیاط ہو کیسا ہی گو تجھکو عیش و نشاط
ہی پہلا سخن یہہ مرا دل پذیر کہ دشمن کتیں بوجھیو مت حقیر
کہ تا شاہ گیلان کے طور سے نہ آفت پڑے چرخ کے دور سے
شہنشہ نے پوچھا کہ ای جانور بڑی تو تو ہوگی کوئی باخبر
بتا شاہ گیلان کی کیا ہی بات ہوئی تھی اُسے دشمنی کسکے سات
لگی کہنے مینا یہہ تب داستان کہ سن اُسکو ای شہریار زمان

* داستان شاہ گیلان *

سنا ہی کہ صحراے گیلان بیچ شہ موش تھا کوئی میدان بیچ
کہ تھے موش لاکھون ہی اُسکے مطیع قلم رو تھا اُسکے وہ میدان وسیع
ولیکن وزیر اُسکا خرگوش تھا کہ اُسکو ہی اُسکام کا ہوش تھا
زہے قدرت خالق بے نظیر بنین موش و خرگوش شاہ و وزیر
بہر حال اُس سارے میدان بیچ تھے سب جانور اُسکے فرمان بیچ
نسق سب پہ تھا اُسکا یہی مدام نہ بے حکم اُسکے کرے کوئی کام
قضارا کہیں شاہ گیلان کا وہان شتر چھٹکے اِک آگیا ناگہان
ہرا اِک سبزے پر پانو دھرنے لگا فراغت سے ہر چیز چرنے لگا
درختونکے برگونکو کھاتا مدام یہی کام تھا اُسکا ہر صبح و شام
یہہ سنتے ہی خرگوش نے ماجرا شہ موش سے اپنے جاکر کہا

کہ ای تخت آرا ے زیر زمین | ترا حکم تا اسفل السافلین
عنایت سے خالق کی جاری رہے | تری ذات کو پایداری رہے
سنو اپنے میدان کی واردات | ہوئی ہی نہایت تعجب کی بات
کہ آیا ہی چھٹ کر کہین سے شتر | درختون کو ہی کھا رہا سر بسر
چرا سبزہ بادشاہی تمام | رہا گھانس کا مطلق اُسمین نہ نام
اِسی طرح سے گر سبھی جانور | کرینگے سلوک اِس جگہہ آن کر
تو میدان ہو ویگا ویران تمام | رہیگا نہ پھر حکم شاہی کا نام
مناسب اُسکو بلا کر حضور | خشونت کی باتین سناؤ ضرور
ہوا سنکے شاہ اُسکو پر پیچ و تاب | بلایا اُسے پاس اپنے شتاب
اور اِک بارگی تابش کھا کر کہا | کہ سنتا ہی او کج کلاہ بے حیا
تو کسکی اجازت سے آیا ہی یہان | قدم حکم سے کسکے رکھا ہی یہان
قلمرو ہین میرے یہہ میدان ہی | مرا ہی یہان حکم و فرمان ہی
درختون کو تونے کیا پایمال | بتا دلمین کیا تیرے ہیگا خیال
اگر عافیت اپنی ہی چاہتا | تو جیدھر سے آیا ہی اُودھر کو جا
وگرنہ پشیمان ہووے گا تو | نہایت پریشان ہووے گا تو
شترموش کو دیکھ حیران ہوا | نہایت ہی محظوظ و خندان ہوا
لگا دل مین کہنے کہ یہہ بھی نصیب | جو بہر شترموش ہووے مہیب
غرض کچھ شتر نے نکی اعتنا | نکل پھر وہی سبزہ چرنے لگا

سنی جب کہ پھر موش سے یہہ خبر | لگا کہنے خرگوش کو غصہ کر
کہ تھی کیا تری عقل اور کیا شعور | جو لاوا اُسکے یکبار میرے حضور
کیا خیرہ اور ڈھیٹھہ اُسکے تئین | رہی وہشت اُسکے ذرا بھی کہین
ہوا سُنکے خرگوش جی مین خجل | رہا دیر تک سرنگون منفعل
ہوا تب سے مصروف کین شتر | کہ ہر طرح پا کر اُسے بے خبر
اذیت دے اور اُس سے لے انتقام | کرے شہ کا اُسکو کمینہ غلام
اِسی فکر مین تھا وہ رہتا ہمیش | جگر تفتہ دل رفتہ و سینہ ریش
قضارا شتر پر یہہ آفت پڑی | کہ سر اُسکا اٹکا بشاخ قوی
لگا شور کرنے بیابان مین | اُسی شاہ کے خاص میدان مین
خبر پہنچی خرگوش کو ایکبار | کہ ہی آج درماندگی مین وہ زار
یہہ سنتے ہی خرگوش آیا شتاب | شتر کو لگا کہنے کر کر خطاب
کہ ای بے خبر کیا کہون مین تجھے | نہایت ہی افسوس آتا مجھے
اگر شہ کے رہتا تو فرمان مین | خلاصی تری ہوتی اِک آن مین
رہا جب تو اُس کا نہ فرمان پذیر | تو رہ اِس گرفتاری مین ناگزیر
شتر معترف ہو کے کہنے لگا | کہ ہر طرح ہو عفو میری خطا
گر اِس بند سے ہو رہا میری جان | تو بندہ رہون تا قیام جہان
خدا اِس مری بات کا ہی گواہ | کہ اب سے ہوا تابع حکم شاہ
سنی جون یہہ خرگوش نے گفتگو | بلا لر شتابی سے اِک موش کو

کیا حکم جا شاخ پر ایک بار   کتر جلد اُنکی ہوئی وہ مہار
وہین موش احکام لایا بجا   شتر کا سر اُس شاخ سے چھٹ گیا
لے آیا اُسے بادشہ کے حضور   کیا اُسنے مجرا بعجز و نور
کہا آج سے ہون مین شہ کا غلام   اطاعت سوا کچھ کرونگا نہ کام
ہوا سنکے خوشنود شہ یہہ سخن   کیا حکم خرگوش کو و فطن
کرو خاص بند و نہین داخل اسے   ہوا جو اطاعت بھی حاصل اسے
ہوا خاص بند و نہین داخل شتر   تھا مورد عنایت کا شام و سحر
اجازت سے پھر اپنے سلطان کے   لگا چرنے جا سبزے میدان کے
گیا اسطرح سے گذر ایکسال   ہوا طرفہ رو داد پھر کر یہہ حال
کہ تھا بادشہ وہ جو گیلان کا   سنا واقعہ اُسنے میدان کا
شتر کی بھی معلوم ہوئی سب خبر   سنا جسقدر سننا تھا سر بسر
شتربانکو بھیج میدان مین   منگایا شتر آن کی آن مین
شہ موش کو جب یہہ پہنچی خبر   کہ میدان سے شہ نے منگایا شتر
ہوا تیش مین اور بلایا وزیر   کہا شاہ گیلان بہت ہی شریر
شتابی سے بھیجو اُسے یہہ پیام   کہ تمنے کیا نامناسب یہہ کام
بھلا چاہتے ہو تو بھیجو شتر   نہین تو برا ہوئیگا سر بسر
یہہ سنکر وہ خرگوش لایا بجا   دیا بھیج فرمان وہین شاہ کا
گیا ایلچی لیکے جب یہہ پیام   لگا پہنچنے شہ سن یہہ اُسکا کلام

کہا کیا جہان مین بنا ہی ہوئی — کہ موشونکو بھی بادشاہی ہوئی
دیا کچھ نہ زنہار اسکا جواب — پھرا ایلچی دلمین کھا پیچ و تاب
شہ موش سے آن کر سب کہا — جو دیکھا تھا احوال دربار کا
ہوا موش فورا نہایت غضب — بلا و وہین ارکان تھے جتنے سب
کہا فوج تیار ہو بے درنگ — کہ ہی شاہ گیلا لیسے اب مجھکو جنگ
کیا اسنے کیا اپنے دلمین خیال — دکھاتا ہون اسکو جدال و قتال
رکھی فوج خرگوش نے ایکبار — سوار و پیادہ ہزاران ہزار
تھے موشونکے سردار بھی جسقدر — کہا انکو تیار ہو سر بسر
ہوا جبکہ تیار اسباب جنگ — کیا حکم تب شاہ نے بیدرنگ
کہ پہلے یہہ موشون کا لشکر تمام — کرے شاہ گیلا نکے گھر مین یہہ کام
کہ جا کر خزینے مین یک بارگی — زر و سیم کے بدرے کترین سبھی
زر و سیم یکذرہ چھوڑین نہ وہان — جہانتک ہو سب منہہ مین لے آئین یہان
کرین بعد ازین ناقص اسباب جنگ — کہ ہون ٹکڑے ٹکڑے سبھی بیدرنگ
شہ موش نے یہہ دیا حکم جب — وہین موش سب جمع ہو شب بشب
بجا لائے احکام شاہی تمام — رکھا باقی حربے کا مطلق نہ نام
کمانون کے چلون کو ناقص کیا — نہ خیمہ بھی ثابت رکھا اک ذرا
شہ موش جب سن چکا یہہ خبر — تو اکبارگی اٹھکے وقت سحر
کہا فوج انسان تیار ہو — کرے تاخت تاراج گیلان کو

سوار و پیادے تھے جتنے تمام — گئے سوے گیلان کر ازدحام
ہوئی شاہ گیلان کو جب یہہ خبر — تو اکبارگی گم کیا پا و سر
کیا حکم خیمہ نکالو شتاب — توقف میں ہو ویگا خانہ خراب
پہ خیمے جو دیکھے تو ثابت نہیں — قنا تو نہیں پردو نہیں حالت نہیں
سپہ کا بھی ناقص ہی اسباب جنگ — نہ تسمہ ہی ثابت نہ زین اور نہ تنگ
خزینہ کا بھی حال دیکھا یہی — کہ زر کا نہیں نام باقی ذری
فقط توڑے خالی ہیں کترے ہوئے — ہیں صندوق ہر طرف آلٹے ہوئے
نظر کر یہہ صورت سب اسباب کی — ہوئی شاہ گیلا نکی حالت بری
تحیر کے عالم میں تھا مضطر — ہر اسان و مغموم اور مضمحل
کہ اتنے میں سب لشکر موش آ — ہر یکطرف سے گھر کے نرغہ کیا
گئے بھاگ یکسر امیر و وزیر — کیا شاہ گیلان کو دستگیر
لے آئے شہ موش کے روبرو — شہ موش نے تب یہہ کی گفتگو
کہ بارے کہو کیا ہوا وہ غرور — وہ عجب وہ نخوت وہ کبر و فور
بھلا اب بھی کرتا ہون عفو خطا — شتر خیر سے کردے حاضر مرا
غنیمت سمجھہ شاہ نے تب اُسے — ہزارون شتر لا کے حاضر کئے
شہ موش لیکر وہ اپنا شتر — گیا اپنے میدان کو کوچ کر
کہا جب یہہ مینا نے قصہ تمام — جہاندار سے پھر کیا یہہ کلام
کہ ای شہ عدو کو سمجھنا حقیر — نتیجہ ہی رکھتا یہی ناگزیر

کسیکو حقارت سے مت دیکھئے　اہانت سے خفّت سے مت دیکھئے
دیا سن جہاندار نے یہہ جواب　کہ مینا تو سچ مچ ہی دانش مآب
سخن ہیں ترے ہی نصیحت تمام　کہ انسان کے آوے ہر طرح کام
و لے دوسری بات بھی اب سنا　کہ اُسکا بھی معلوم ہو فائدا
کیا سنکے مینا نے پھر یہہ بیان　کہ ہے دوسری آگے یون داستان

* داستان ہر چہار پری *

سنا ہی کہیں کوئی جوان تھا حسین　نہایت طرح دار اور نازنین
گل تر کے مانند مہکا ہوا　سون پر کا سبزہ وہ لہکا ہوا
ادا دار مطبوع و نازک بدن　خجل جسکو ہو دیکھ سرو و سمن
قضارا یہہ روداد اِک دن ہوئی　کہ ماباپ سے اُسکے ہوئی ناخوشی
نکل گھر سے لی اُسنے جنگل کی راہ　بصد درد و سوز و بصد اشک و آہ
چلا چل چلا چل کئی دن کے بعد　اُٹھا زحمت باد و باران و رعد
کہیں ایک صحرا میں وارد ہوا　دکھائی دیا جسمین تالاب سا
زبس راہ کی تھی بہت خستگی　گرا وہان کہ تا دفع ہو ماندگی
قضارا کبوتر وہان آکے چار　بنے چار پریون کی شکل ایکبار
اُتار اپنی پوشاک کو سر بسر　گئے حوض میں رکھ کنارے اُپر
نہانے لگیں ملکے تالاب مین　لگاین پھرنے ہراِکطرف آب مین
جو اُسنے جو دیکھا اُنھونکا یہہ حال　کنارے پہ جاکر وہین حال حال

اُٹھا لایا پوشاک اُنکی چرا | درختوں میں اِک سو چھپا کر رکھا
نہا دھو کے پریاں اُٹھیں ایکبار | اور آئیں جو تالاب کے پھر کنار
تو پوشاک اُنکو نہ آئی نظر | تعجب میں حیرت میں ہوئیں سر بسر
لگی ڈھونڈھنے ہر طرف ہر کوئی | پھر اِس میں جوان پر نظر جو پڑی
ہوا سبکے دلمیں یہی تب یقین | کہ ہی لے گیا ہی کپڑوں کتین
لگایں کہنے سنتا ہی ای نوجوان | ہی کیوں تجھکو دو بھر ہوئی اپنی جان
دوہائی ہی ہمکو سلیمان کی | کہ دشمن نہیں ہم تری جان کی
مگر ہمکو پوشاک لادے شتاب | و گرنہ ترا ہوگا خانہ خراب
جلا کر تجھے دم میں کر دینگے خاک | ابھی ایک پل میں تو ہوگا ہلاک
جوان نے کہا بات میری سنو | عبث غصہ و تپش تم مت کرو
اگر تمکو خواہش ہی پوشاک کی | تمنا ہی پھر سیر افلاک کی
تو بہتر ہی تم چار و نمیں سے کوئی | گوارا کرے اب سے وصلت مری
رفاقت زن و شو میں ہوتی ہی جو | قبول اُسکتیں مجھسے اب تم کرو
لگایں کہنے سنکر وہ اِکبارگی | کہ ہم ہیں پری اور تو ہی آدمی
کہاں خاکی و آتشی کا ہو ساتھ | پری سے کہاں آدمی کا ہو ساتھ
یہہ باتو تمکو دے لیے اپنے بھلا | شتابی سے بس رخت و پوشاک لا
جوان نے کہا دوں نہ میں زینہار | نہ جب تک کرو مجھکو تم اختیار
نہ تشویش کچھ مجھکو ہی جانکی | نہ دہشت تمھارے سلیمان کی

کرو تم مجھے تم سے جو ہو سکے　　یہان اِبسی دھمکی کاہی تو رکھے
ہوئی تب تو پریون کو لاچارگی　　دکھائی دی آپس کی آوارگی
لگین کرنے پھر عمد گر یہہ سخن　　کہ سنتی ہو آپسمین ای ہر بہن
ہوا آدمی ساتھ رہنا ضرور　　کیا یونہین تقدیر نے اب ظہور
نہین اُسمین زنہار کچھ اختیار　　ازل سے تھی یون مرضی کردگار
اِسیمین پھر اُنہین سے اِک نے کہا　　کہ اچھا قبول اُس کو مین نے کیا
لکھا تھا یہی میری تقدیر مین　　پھنسون کل سری کی مین زنجیر مین
یہہ سنکر لگین تینون اُسکے گلے　　یہہ روئین یہہ روئین کہ نالے چلے
جب آپسمین ہر ایک رخصت ہوئی　　تو چوتھی جوان کو یہہ کہنے لگی
کہ آ ای جوان لے مجھے اپنے ساتھ　　کہ جاتی ہون مین اُنہین سے تیرے ساتھ
جوانے وہین تینو نکا تب لباس　　رکھا رو برو لا کے ہر ایک پاس
پہن کر وہ تینون وہین اُڑ گئین　　جدھر سے تھی آئین اُدھر مڑ گئین
جوان نے پکڑ ہاتھ چوتھی کا تب　　پنہا رخت اپنا وہین اُسکو سب
پھرا گھر کو خوشنود و خرم کمال　　گیا دل سے سب اُسکا فکر و ملال
لباس پری کو وسلے وہ جوان　　ہمیشہ پری سے تھا رکھتا نہان
قضارا ہوا پھر پس از چند سال　　معیشت کی تکلیف سے خستہ حال
سفر اُسکو کرنا ہوا ناگزیر　　ہوا ہر طرح سے وہ فرقت پذیر
کہا ایک گھر کی زن پیر کو　　کہ مین تو چلا فکر و تدبیر کو

وے تجھسے کہتا ہون اِک اپنی بات — نہ تو دل سے یہہ بھولیو میری بات
کہ صندوق جو اُسطرف ہی وہان — لباس پری اُس مین ہیگا نہان
نہین اُسکو زنہار اُس کی خبر — نہین مین نے ابتک اُسے کی خبر
پس اُس سے خبردار رہنا ضرور — کہ اُسکو نہو اُسکا علم وشعور
زن پیر سنکر یہہ کہنے لگی — کہ اچھا ہو جسطرح مرضی تری
رہونگی خبردار اور ہوشیار — نہ تشویش رکھہ دل مین تو زینہار
جوان نے زن پیر کا سن جواب — کیا گھر سے عزم سفر پھر شتاب
جدھر کو تھا منظور اُدھر کو گیا — زن پیر پر چھوڑ گھر کو گیا
قضا نے سنو کیا کیا آگے کام — کہ اِکدن پری رشک ماہ تمام
نہا دھو کے پوشاک ستھری پہن — بنی شکل مہتاب سیمین بدن
زن پیر دیکھہ اُسکے عالم کتین — ستایش سے بولی کہ ای مہ جبین
مین قربان صورت کی تیری ہوئی — قیامت ہی کچھہ جامہ زیبی تری
خدا نے بنایا ہی تجھکو بھی کیا — کہ دنیا مین ایسا نہین دوسرا
پری اِسکو سنکر یہہ کہنے لگی — پھر اِک دلسے آہ اپنے حسرت زدی
کہ ماما تو کرتی ہی تعریف کیا — کہان میرا اگلا سا عالم رہا
جو اصلی ہی زینت کا میری لباس — خدا نے نہ اُسکو رکھا میرے پاس
گر اُسطرح سے دیکھتی تو مجھے — تو معلوم تب حال ہوتا تجھے
کہ تر مین کہتے ہین اِسکے تئین — جو ہرگز کسی کو نہین بر زمین

زن پیر سن یہہ پری کا کلام   ہوئی دلہن مشتاق اپنے تمام

گئی دلسے بھول اُس جوانکا سخن   ہوئی زایل اکبار عقل کہن

لے آئی وہ پوشاک اُسکی شتاب   پنہادی پری کو بصد آب و تاب

پری پہنتے ہی اُسے یکبیک   زمین سے اُڑی دم مین سوے فلک

لگی پیٹنے سر کتین پیر زن   پر آیاد تب اُس جوان کا سخن

تڑپھنے لگی بلبلانے لگی   ہوئی نادم اور تلملانے لگی

وے تلملانے سے حاصل ہو کیا   مقدر کا ہونا تھا جو کچھ ہوا

گیا شصت سے تیر کب آسے ہاتھ   پڑی کاٹنی عمر حسرت کے ساتھ

سخن مختصر بعد چندے جوان   ہوا داخل آکر وہین جب ناگہان

ہوئی سرگذشت پری کی خبر   ٹھٹھک رہ گیا اک دم سرد بھر

گریبان طاقت کیا تار تار   بہانے لگا اشک خون زار زار

لٹا خانمان کو ہوا پھر فقیر   رہا عمر بھر درد و غم کا اسیر

حکایت یہہ سب کر کے مینا تمام   لگی شاہ سے کرنے پھر یہہ کلام

کہ اے شاہ فرخندہ والا گہر   اسی کے تئین دلمین تک غور کر

کہ راز اپنا کہتا نہ گر وہ جوان   تو پڑتی مصیبت یہہ اُسپر کہان

اسیکو بس اب دلمین سمجھو ذرا   کہ کہنا نہین راز اپنا بھلا

* داستان یافتن چہار چیز *

اب آگے ہی یون داستان کا بیان   قلم یون ہی کاغذ پر ہوتا روان

کہ رخصت ہو طوطی جو تھی وہ گئی　　پس از عرصۂ چند پھر وہ پھری

جہاندار کے تئین کیا آ سلام　　لگی کہنے ای شاہ والا مقام

خدا نے ترا کام آسان کیا　　ترے درد اور غم کا درمان کیا

کہ نزدیک اِس جا سے ہی یک مکان　　پدر مردہ دو بھائی ہینگے وہان

ملی اُنکے ورثے مین ہی چار چیز　　کہ دونو کتئین ہیبن وہ چارون عزیز

برابر نہین ہوتی اُنکی رسد　　اُسی کا ہی دونونکو باہم حسد

اگر تو کسی طرح اُسجا چلے　　اور اُنہین حکم ہو کچھ ایسا کرے

کہ چارونکو اپنے تصرف مین لاے　　تو ہر ایک اُس سے مفید اپنی پاے

یہہ تفصیل رکھتی ہی وہ چار چیز　　تصور مین میرے ہوئین جو عزیز

کہ پہلے ہی اِک کشتی اُنہین عجب　　کہ جس سے جواہر نکلتا ہی سب

ہی پھر چیز یہہ دوسری اُسمین اور　　کہ ہی ایک ملبوس وہ جامہ طور

جسے جتنا مطلوب ہو وسے لباس　　میسر ہو اُس سے اُسے بے قیاس

سیوم دیگچہ اُسمین وہ خوب ہی　　کہ جو کھانا عالم مین مرغوب ہی

نکلتا ہی اُس دیگچے سے تمام　　بھر یکا بھرا پھر ہی رہتا مدام

چہارم ہی نعلین ایسی عجب　　کہ کیجے تہ پا اُسے اپنے جب

تو پھر قصد جسطرف کا کیجئے　　وہین آ نہین اُسطرف پہنچیے

جہاندار سنکر وہین خوش ہوا　　اُٹھا اور طوطی کو ہمرہ لیا

کئی دن کے بعد آن پہنچا وہان　　تھے ورثے پہ لڑتے وہ دونون جہان

کیا گھر مین انکے یکایک ورود ‏ بامید مقصود و بہبود و سود

کہا اُنسے کیون تم مین ہی ناخوشی ‏ حقیقت ہر اک نے بیان اپنی کی

مفصل جب اُسکو بیان کر چکے ‏ تو ساتھ اُنکے پھر یہہ بھی کہنے لگے

کہ گر لطف و اشفاق سے شاہ کے ‏ رسد ہمکو ہر یک برابر ملے

تو ممنون و مشکور ہون ہم کمال ‏ اور آپس کا بھی دور ہو سب ملال

کہا سنکے اُسکو جہاندار نے ‏ خردمند نے اور عیار نے

کہ لے آؤ بازار ایک تیر و کمان ‏ کرون حل مشکل تمھاری عیان

کیا جب کہ حاضر کمان اور تیر ‏ تو بولا جہاندار حکمت پذیر

کہ جو تیر کو سب سے پہلے لے آئے ‏ وہی دونون دلخواہ چیز اپنی پائے

کیا سنکے دونون نے وہ ہین قبول ‏ سمجھ اسمین مقصد کا اپنے حصول

جہاندار نے کھینچ کر پھر کمان ‏ چلایا خدنگ اسطرح ناگہان

کہ پہنچا کہین کا کہین دور تک ‏ وہ دوڑے اُدھر یہہ ادھر یکبیک

چڑھا لیکے طوطی کو نعلین پر ‏ اُٹھا باقی چیزونکو بھی سر بسر

ہوا آسمان پر یکایک بلند ‏ اُڑے جیسے اوج ہوا مین پرند

پس اک آنکی آنمین مثل باد ‏ ہوا داخل شہر مینو سواد

ہوا اگرچہ خوشنود و خرم کمال ‏ ولے دل پہ تھا اُسکے یہی ملال

کہ کبھی خیانت یہہ مجھسے ہوئی ‏ جو اب تک کسی نے نہین ایسی کی

و لیکن خدا سے یہہ کرتا ہون عہد ‏ کہ جب اپنے مقصد کو پہنچون بجہد

پھر ون لیکے جب اپنے مطلوب کو — وہ محبوب کو اور مرغوب کو

تو پھر حق بحقدار واصل کرون — تمنائین دونونکی حاصل کرون

یہہ کہکر دل اپنے کو تسکین دی — ہوئی برطرف جس سے افسردگی

لگا بعد ازین پھرنے ادھر ادھر — کرے سیر تا شہر کی سربسر

کہین اپنے مقصد کا پاوے سراغ — کہ ہو خاطر مضطرب کو فراغ

قضارا یہہ تھا رسم اُس شہر کا — کہ تھے جسکو بیگانہ پاتے ذرا

لیجاتے اُسے بادشہ کے حضور — کہ تھا حکم وہانکا یہی بالضرور

جہاندار کو دیکھہ کر اجنبی — پکڑ تے لے گئے پاس شہ کے سبھی

لگا پوچھنے بادشہ اُس سے حال — کہ کہہ اپنی حالت تمام و کمال

تو ہی کون اور کیون ہی آیا یہان — مطالب کر اپنے سراسر بیان

جہاندار شہ بسکہ نادان تھا — قباحت کا سمجھا نہ عنوان تھا

کیا سارا مرکوز خاطر بیان — وہ حرف نہان کردیا سب عیان

خفا ہو گیا سنتے ہی بادشاہ — نسق چی پہ یکبار کر کر نگاہ

کہا بے ادب کو لگا لو شتاب — یہہ واہی ہی اور سخت خانہ خراب

کرو شہر سے باہر اسکے تئین — یہان رہنا اسکا مناسب نہین

نسق چی یہہ احکام لائے بجا — جہاندار کو جلد باہر کیا

لگا پھرنے تب بے نوا کی طرح — ہر اک سمت و جانب گدا کی طرح

نہ کوئی یار ہی کوئی غمخوار تھا — مصیبت مین اپنی گرفتار تھا

فقط طوطی ہی اُسکی غمخوار تھی وہی ایک یار وفادار تھی
کبھی غم کی باتین جو کرتا تھا شاہ وہی سنتی تھی اور کرتی تھی آہ

* وارد شدن جہاندار شاہ در باغ بہرور بانو *

یہان سے کہانی کا یون ہی بیان کہ جب وہ جہاندار شہ خستہ جان
ہوا شہر سے باہر اور سوی دشت لگا کرنے مجنون کے مانند گشت
وزیر پدر کا پسر ایک بار جسے کہتے تھے ہرمز اہل دیار
نظر پڑ گیا اُسکو یکبارگی بہ تکلیف و تصدیع و آوارگی
جہاندار دیکھہ اُسکتین خوش ہوا لگا پوچھنے حال سر تا بپا
کہ ای ہرمز آیا ادھر کسطرح بیان وجہ کر اسکی ہی جسطرح
کہا تب یہہ ہرمز نے بھر کر اک آہ کہ کیا پوچھتا ہی جہاندار شاہ
مجھے عشق نے بہرہ ور بانو کے نکالا ہی یکبارگی شہر سے
ہوئے مجھکو بارہ برس اب تلک پہ اب تک نہین دیکھی اُسکی جھلک
کہ شیدا ہی وہ تیرے ہی نام کی نہین کچھ خبر اُسکو آرام کی
ترے ہی تئین دیکھکر خواب مین ہمیشہ ہی رہتی تپ و تاب مین
کہو آئے تم کسلئے ہو ادھر وہ تاج و نگین اپنا سب چھوڑ کر
مگر ہی اُسیکی تمھین بھی تلاش تمھارے بھی دلپر ہی وہ ہی خراش
جہاندار کو تب وہ مینا کی بات پڑی یاد اور دلہن کی اپنی گھات
کہ بھید اپنا ہرگز نہ کیجے بیان نہان کو نہ زنہار کیجے عیان

پس اک اور تمہید دل سے بنا ۔ با فسوس ہرمز سے کہنے لگا
کہ ہرمز میں کیا اپنی حالت کہوں ۔ جو گذری ہی مجھ پر ملالت کہوں
مرا تخت اور تاج لوٹا گیا ۔ وہ سب سلطنت راج لوٹا گیا
مین پھرتا ہون بے خانماں نو نسا اب ۔ جگر تفتون اور خستہ جانو نسا اب
مجھے عشق بازی سے کیا کام ہی ۔ خیال ایسا مجھ جیسے کو خام ہی
مجھے عشق ہی تو ریاست سے ہی ۔ اُسی سلطنت اور امارت سے ہی
خدا پھر وہی دیوے تاج و سریر ۔ کہ ہون گھر مین جا پھر سکونت پذیر
تھا ہرمز جو آگے سے نکلا ہوا ۔ یہہ باور ہوا اُسکو سرتا بپا
بہر حال سن گن کے یہہ ماجرا ۔ جہاندار شہ سے مرخص ہوا
گیا ہرمز یکطرف کو جس گھڑی ۔ جہاندار نے دشت کی راہ لی
لگا دلمین باتین وہ سب کرنے یاد ۔ سنی تھی جو ہرمز سے حسب مراد
لگا کہنے بارے ہی شکر خدا ۔ کہ مطلوب بھی کچھ ہی طالب مرا
قضا را اسی مین کہیں روبرو ۔ نظر باغ آیا جہاندار کو
ہوا دیکھنے ہی خوش اُسکو کمال ۔ اُسیطرف کی راہ لی حال حال
کرے جسمین تا وقفہ اک آدھ روز ۔ ذرا ہوے تخفیف اندوہ و سوز

* شگفتہ خاطر شدن جہاندار شاہ بتاثیر ہواے باغ معشوق *

جب اُس صبا غمین جاکے داخل ہوا ۔ شعف سا زرا دلکو حاصل ہوا
ہر اک گل سے آئی محبت کی بو ۔ محبت کی بو اور الفت کی بو

چمن کے چمن آ مہکے دلکش تمام　کرین بلبلاین آرزو کے کلام
شگوفو نماین ہرسو مہک عشق کی　جو سبزے اُٹھو نمین لہک عشق کی
نسیم و صبا دل کی راحت فزا　موافق طبیعت کے موج ہوا
درختو نکی ہر بُھاون آرام دل　ہم آرام دل اور ہم دام دل
جہا ندار یک بارگی دیکھہ کر　شگفتہ ہوا شکل گل برگ تر
وہ غمگین طبیعت کچھہ آئی بحال　مصیبت کے فی البجمانہ بھولے خیال
مخاطب ہو پھر دلکو بے اختیار　غزل یہہ سنانے لگا ایکبار

* غزل *

دلا اسقدر بے قراری نکر　نکر دمبدم آہ و زاری نکر
ہوا تنا بے تاب اور بیحواس　فغان درد سے باری باری نکر
شکیب و تحمل نہ سے ہاتھہ سے　بس اتنی بھی بے اختیاری نکر
کریگا کبھی تو خدا کامیاب　عبث ترک امیدواری نکر
نہ وحشتکی ترغیب دے بس مجھے　میرے حق مین یون دوستداری نکر
نہین مجھہ مین تاب تالم رہی　مژہ سے لہو اور جاری نکر

* طپش تو ہی آگے ہی ماتم زدہ *
* مصیبت نئی اس پہ طاری نکر *

یہہ ابیات دلکو سنا کر تمام　لگا کرنے طوطی سے یون پھر کلام
کہ آ ای مرے درد غم کی رفیق　رفیق و شفیق و محبت طریق

تو ہی بیکسی بیچ مری یار ہی ۔ تو ہی ایک یار وفادار ہی
ذرا دل کتیئں میرے مشغول کر ۔ جو بیٹھون کہیں غمکو تک بھولکر
کسیطرح سے جی بہلتا نہیں ۔ کچھ اس جی سے بس میرا چلتا نہیں
نظر کر یہہ حالت جہاندار کی ۔ وہ طوطی محبت سے کہنے لگی
کہ سن ای جہاندار آشفتہ حال ۔ نلا یاس کے دلمین ہرگز خیال
نہ زنہار لا کچھ سراسیمگی ۔ نہ آنے دے بے تابی و بیخودی
سنبھال اپنے تیئن جی کو مضبوط کر ۔ خدا پر رکھ اپنی ہمیشہ نظر
وہ ہی کارساز اور بندہ نواز ۔ اُسی سے بر آوے اُمید دراز
سبکو وہ محروم رکھتا نہیں ۔ سدا یو نہین مغموم رکھتا نہیں
بر آتی ہی عالم کی اُس سے اُمید ۔ وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید
کئی داستان اسطرح کی مجھے ۔ ہی یاد اُنکو گر بین سناؤن تجھے
تو فی البحملہ ہو تجکو صبر و قرار ۔ تصور کرے اپنا پایان کار
جہاندار نے تب یہہ سنکر کہا ۔ کہ ای طائر زیرک باوفا
بلا سے سنا کوئی مجھے داستان ۔ کہ ہو شغل خاطر مرا اِک زمان
فراموش ہون دلسے اندوہ و غم ۔ ذرا بیٹھین مشغول خاطر بہم
لگی کہنے طوطی یہہ تب داستان ۔ کہ سن ای جہاندار آشفتہ جان

* داستان ملک زادۂ شہر فتن *

سنا ہی کہیں کوئی شہر فتن ۔ زمان سلف بیچ تھا رشک چمن

ملک زادہ اُس شہر کا تھا حسین | نہایت ہی مطبوع اور مہ جبین
ہمیشہ کیا کرتا ماہی شکار | رہا کرتا دریا میں لیل و نہار
ہوا اتفاق اسطرح ایکروز | کہ دریا میں وہ ماہ عالم فروز
اُسی سیر میں اپنے مشغول تھا | کہ ایکبار ہی اس میں کیا دیکھتا
کہ اک کشتی مطبوع آئی نظر | زری بادلے میں مڑھی سر بسر
درخشندہ یکسر جواہر کا کام | مرصع مذہب مکلف تمام
و لے کوئی نہ ملاح اُس میں عیان | یوہیں خود بخود آپہین ہی روان
ملک زادہ حیران ہوا دیکھکر | کہ یہہ کیا طلسمات ہی جلوہ گر
اسے یہبن ہوا اور گیا آشکار | کہ پردہ ہوا سے اُٹھا ایکبار
نظر اُسمین محبوب اک پڑ گئی | نگہہ اسکی اُسکی بہم لڑ گئی
وہ پردہ بدستور پھر گر پڑا | چھلاوا سا یکدم میں جاتا رہا
نہ کشتی رہی اور نہ وہ نازنین | چلی گئی یکایک کہیں کی کہیں
ہوا شاہزادہ نہایت ملول | لگا مارنے سر منہہ پہ لے خاک دھول
ہمیشہ جو کرتا تھا ماہی شکار | شکار آپ ہی ہو گیا ایکبار
گرا ہو کے بیہوش یکبارگی | طبیعت پر آئی اک آوارگی
تڑپھنے لگا جان دینے لگا | ہوا درد و اندوہ کا مبتلا
ہوئی اسمین یاروں کو اُسکے خبر | چلے آئے وحشت زدہ سر بسر
اُٹھالے گئے گھر میں اُسکے تئین | ہر اک اس الم سے تھا اندوہ گین

لگے پوچھنے اُس سے کُچھ دل کی بات | کہ یکبار کیا تجھ پہ ہوئی واردات
وہ زنہار کچھ منہہ سے کہتا نہ تھا | یونہیں صاحب سکتہ سا تھا پڑا
وزیر پدر کا تھا اُسکے پسر | جو طفلی سے تھا اُسکا جان و جگر
کہیں کانوں اُسکے پہنچی یہہ بات | کہ ہی شاہزادیکی یوں واردات
وہ سنتے ہی بے تاب آیا چلا | سرشک محبت بہاتا ہوا
لگا کہنے بالیں پر آن کر | کہ ای شاہ جم جاہ والا گہر
بتا کچھ تو اپنے مجھے دل کی بات | میں آخر ہوں کھیلا ہوا تیرے ساتھ
لڑکپن سے باہم جدائی نہیں | جدائی کی کوئی بات آئی نہیں
زیادہ جلا مت مری جان و دل | نکر درد و غم سے مجھے مضمحل
سنا شاہزادے نے جب یہہ کلام | کہی اُس سے روداد اپنی تمام
ارادے کی اپنے اُسے دی خبر | کہ یوں تجھکو مرکوز ہی سربسر
کہا اُسنے بہتر ہی میں ساتھ ہوں | تجھے ساتھ سے کسطرح اپنے دوں
بہم دونوں ہو یکدل و یکزبان | وہانسے ہوئے سوے دریا رواں
نکل کر گئے شہر سے دور جب | بسوز دروں و بدرد و تعب
ہوا پھر یہہ سنجوگ آکر عیاں | کہ دیکھیں ہیں اِک شخص آیا دواں
کیا آن کر پاس شہ کو سلام | کہا شہ نے بتلا ترا کیا ہی نام
کہا اُسنے کیا نام اپنا کہوں | قدیمی میں ملاح سرکار ہوں
ہوں آگاہ میں اپنے فن کا تمام | مجھے یاد ہیں سارے دریا کے کام

خصوصاً ہو جدھر کو کشتی گئی ‏‏ نشان و سراغ اُسکے پاؤں سبھی

بپاس نمک اب ترا ہوں رفیق ‏‏ بجالاؤں تا بندگی کا طریق

ملک زادہ سنکر اِسے خوش ہوا ‏‏ عنایت سے ہمراہ اُسکو لیا

چلا جب وہاں سے گئی اِک قدم ‏‏ تو دیکھا پھر اِک پیر فرخندہ دم

بدستور اُسنے بھی مجرا کیا ‏‏ ادا کی بہت حمد و شکر و ثنا

کہاں میں ہوں نجار سرکار کا ‏‏ ہوں آگہہ سب اِس فن کے اطوار کا

بناؤں وہ کرسی کہ اِک آنمیں ‏‏ اُڑے لیکے ہرسو بیابان میں

جدھر کا ارادہ کرو اور خیال ‏‏ وہ لیجاسے دم میں ہوا کے مثال

رفاقت پہ میں بھی ہوں ثابت قدم ‏‏ رہوں اِس غم و درد میں تا بہم

ہوا شہ رفاقت سے اُسکی بھی خوش ‏‏ ارادت سے اُسکی نہایت ہی خوش

غرض چاروں ہمدرد آپسمیں ہو ‏‏ لگے کرنے طی راہ مقصود کو

یکایک ہوا اِسمیں پھر کیا عیاں ‏‏ کہ آیا نظر راہ میں ناگہاں

کہ بیٹھا ہی یکطرف کو پیر مرد ‏‏ بدن پر تمامی ملے خاک و گرد

کئی استخوان روبرو گاۓ کے ‏‏ ہی بیٹھا ہوا پاس اپنے لئے

ہوا دیکھکر شاہزادہ کھڑا ‏‏ کہ دیکھیں یہہ اور آگے کرتا ہی کیا

نکال اِسمیں ابریق سے اُسنے آب ‏‏ پھر اُن استخوانوں پہ چھڑکا شتاب

وہیں جی اُٹھی گاۓ اِک آنمیں ‏‏ لگی چرنے چگنے بیابان میں

نہایت تعجب ہوا شاہ کو ‏‏ گیا بھول سب منزل و راہ کو

لگا دل مین کہنے وہ فرخندہ پی ۔ کہ بیشک وبے ریب یہہ خضر ہی
جو مردے کتین یون ہی دیتا جلاے ۔ وگرنہ کسی سے یہہ کسطرح آسکے
اثر ہی یہہ سب آب حیوان کا ۔ اعادہ اُسی سے یہہ ہو جان کا
کہا پھر اُسے شہ نے ای پیر مرد ۔ عجب تو تو ہی کوئی عالم مین فرد
بتا خضر ہی یا تو الیاس ہی ۔ جو ایسی کرامت ترے پاس ہی
کہا پیر نے مین ہون مرد غریب ۔ خضر ہو سکون مین کہان یہہ نصیب
کئی قطرے پانی کے ہین میرے پاس ۔ وہی رکھتے ہین زندگی کے اساس
کرامت مری بس وہی ہی تمام ۔ کہان مجھہ مین ورنہ کرامت کا نام
ہی آبادی اک اِس جگہہ سے قریب ۔ زن پیر ہی عابدہ وہان عجیب
پھر یکدخت بھی اُسکی ہی نیکذات ۔ نہایت ہی سنجیدہ اُسکی صفات
وہ دونون اِسی گانوے کے شیر سے ۔ بسر کرتے ہین سال و مہ زیستکے
کیا شیر نے ضایع اُسکے تئین ۔ وہ غم سے ہوئین دونون اندوہگین
کیا مینے راہ خدا پر یہہ کام ۔ رہے قوت تا اُنکو حاصل مدام
وہ پانی جو چاہو تو حاضر کرون ۔ جو ہمراہ بھی لو تو ہمرہ چلون
کہا شہ نے ای پیر نیکو نہاد ۔ یہہ جو تو ہی کہتا ہی میری مراد
مصیبت مین تو گر مرا ہو رفیق ۔ تو بہتر ہی اور اس سے کیا ای شفیق
ہوا شاہ کے ساتھہ وہ نیکذات ۔ چلے پانچون ملکر بہم ایک سات

* رسیدن ملکزادہ در صحراے دیو ہامان نام وکشتن او را *

کئی منزلیں جب کہ طی ہو چکین بحال خراب و بجان حزین
تو میدان اک آیا نظر لق و دق جسے دیکھ ہو سینہ یکبار شق
نہ کوئی آدمی ہی نہ حیوان ہی عجب طرح کی جاے سنسان ہی
پڑتی ریت اُڑتی ہی چار و نطرف جسے دیکھکر ہوون دل و جان تلف
زمین گرم موج ہوا اُسکی گرم مس و آہن اُسمین ہون اکبار نرم
کھلا موت کا گویا بازار ہی عزازیل جسمین خریدار ہی
رفیقونسے شہزادے نے تب کہا کہ یہہ کیسا آیا مکان بلا
کہا ہیرے نے ای شہ نیک بخت یہان ہو یو ہی ایک بدذات سخت
کہ یک عالم اُسنے کیا ہی خراب بھلا ہی قدم یہانسے اُٹھے شتاب
ہوین ویران سب اطرافکی بستیان نہین آدمی زاد کا یہان نشان
نظر کیجیئے جتنے کو سون تلک نہین ہین پرندون چرندون تلک
بچا اُسکے چنگل سے کوئی نہین وہ ہی کر گیا لقمہ سب کے تئین
مہابت صلابت کہون اُسکی کیا بیان سے کے بھی انداز سے ہی سوا
قوی شکل ہی اور ہلاہل ہی نام اذیت ہی عالم کی ہی اُسکا کام
سر اُسکا ہی جون گنبد آسمان پھر آگے کرون شکل کیا مین بیان
کہ ہی خرس اور خوک کو جسّے ننگ ہین خط اُسکے چہرے پہ ہفتاد رنگ
دہن جیسے آتش بھرا ہو تنور ہی آواز ہو جیسی آواز صور
غضب سے وہ جب شور کرنے پہ آے زمین لرزے اور آسمان کانپ جاے

کہا شاہ زادے نے اُس پیر کو ۔ کہ کچھ تو کرو ایسی تدبیر کو
کہ جس مین یہہ موذی سے عالم بچے ۔ ہر یک جانور اور آدم بچے
کہا پیر نے ای شہ کام جو ۔ سنی اسطرح مینے اُسکی ہی خو
کہ چالیس دن تک وہ خانہ خراب ۔ رہا کرتا ہی متصل مست خواب
اُس ایام مین گر کوئی اُسکے پاس ۔ کسیطرح سے جاے اور بے ہراس
سو لگا دے شتاب ایک زنبور کو ۔ نفس مین جیسے کھینچے وہ زشت خو
تو وو نہین ہلا جاے وہ ناک مین ۔ وہ مل جاے بس دم کے دم خاک مین
وہین دم مین اُسکی نکل جاے جان ۔ ہی تدبیر بس ایک یہہ ہی ندان
یہہ سنکر کہا شاہ نے ای وزیر ۔ ہو عقل و درایت مین تم بے نظیر
بجالاؤ جاکر تمھین اب یہہ کام ۔ بھلا ہی رہے اک تمھارا بھی نام
بجالا کے آداب اُسدم وزیر ۔ چلا ستعد ہو کے مانند تیر
گیا اور اُسی طرح لا یا بجا ۔ وہ موذی کو بھیجا بہ تحت السرا
کیا پھر سلام آن کر شاہ کو ۔ بیاں کی سب اُس مرنے کی گفتگو
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا ۔ کہا شکر سفاک عالم موا
چلا پھر رفیقون کو لے پیشتر ۔ کرے سیر تا وہ مکان سر بسر
جو پہنچا تو قصر ایک دیکھا بلند ۔ لگے وہم کی بھی نہ جسپر کمند
نہایت ہی شاہانہ تعمیر ہی ۔ طلا کی کھچی سب کی تحریر ہی
عقیق اور یاقوت کا سب ہی کام ۔ مرصع ہی جو دیکھا سنگ رخام

درون مین تکلف کے پردے بندھے ‏ ‏ پہ مدت کے بوسیدہ ہین ہو رہے
نشان سب ہین دولت سرا کے عیان ‏ ‏ نہین آدمی کا مگر اک نشان
تحیر سے ہر یک طرف بادشاہ ‏ ‏ با فسوس کرتا لگا اتھا نگاہ
کہ اتنے مین اکبار اک نازنین ‏ ‏ ہو خجالت زدہ جس سے تصویر چین
کسی در سے فی الفور آئی نکل ‏ ‏ لگی کہنے حسرت سے ہاتھو نکو مل
کہ ای نوجوان کون ہی تو بتا ‏ ‏ ترا کس طرح یہان گذارا ہوا
جو یون بیدھڑک آن پہنچا یہان ‏ ‏ نہین دلمین کیا تیرے کچھ خوف جان
یہہ مسکن ہی اک دیو بد ذات کا ‏ ‏ محل ہی تمامی بلیات کا
خدا یہان کسیکو نلاوے کبھی ‏ ‏ کسیکو نہ یہہ جا دکھاوے کبھی
ہوا مجھکو فکر اب تری جان کا ‏ ‏ کہ کیونکر نکالے گا جیتا خدا
کہا شہ نے تو اپنی کہہ واردات ‏ ‏ تری اصل مین کیا ہی ذات و صفات
تو انسان ہی یا پری جان ہی ‏ ‏ تری ہوتی یہان کیونکہ گذران ہی
لگی رو کے تب کہنے وہ نازنین ‏ ‏ کہ مین کیا کہون اپنا حال غمین
مرے باپ کا تھا یہان تخت و تاج ‏ ‏ ریاست اُسی کی اُسیکا تھا راج
اِسی دیو نے سب یہہ ویران کیا ‏ ‏ قلمرو کو یکسر بیابان کیا
فقط ایک باقی رکھا ہی مجھے ‏ ‏ سو اِس بند مین لا کیا ہی مجھے
کہا شہ نے لے خوش ہو پائی مراد ‏ ‏ کہ ہون مار آیا مین وہ دیوزاد
چل اب ساتھ میرے یہان سے نکل ‏ ‏ کہ باقی رہا اب نہ مطلق خلل

وہ سنتے ہی خوش ہو یہہ فی الفور بات　　نکل کر چلی شاہ کے ساتھہ سات

ہوئین جبکہ طی کتنی شام و سحر　　تو یک شہر مطبوع آیا نظر

صفائی عمارات کی سو بسو　　دوکانین جھلکتین ہوئین کو بکو

لبالب بھرین مال و اموال سے　　جواہر سے کم خواب سے شال سے

ولے کوئی اُس مین نہ انسان ہی　　نہ انسان ہی اور نہ حیوان ہی

ملک زادے کو بس تعجب ہوا　　پھر اور اُسمین آگے ہی کیا دیکھتا

کہ ناگہ حویلی اِک آئی نظر　　لگی کرنے ماتم وہ رشک قمر

کہا شہ نے ماتم کا یہان کیا سبب　　جو دیکھہ اِسکو شیون تو کرتی ہی اب

کہا اُسنے رو کر کہ ای بادشاہ　　یہان تھا پدر میرا با عز و جاہ

محل تھا اُسیکا یہہ عشرت سرا　　جو ہوکا مقام اِس طرح ہو گیا

کسی وقت مین تھا یہہ باغ بہار　　مجھے یاد آئی وہ لیل و نہار

پھر اور اِک مکان مین ہوا جو گذر　　تو اعجوبہ اور اُس سے آیا نظر

کہ مردہ سا اِکطرف دالان مین　　ہی کوئی لباس شہیدان مین

وہ گلرو نے پھر اُسپہ ماتم کیا　　گریبان کیا چاک اور غم کیا

کہا شاہ نے کر اِسے بھی بیان　　کہ ہی کون مردہ پڑا یہہ جوان

کہا نازنین نے کہ ای شہریار　　یہی میرا شوہر ہی رنگین عذار

اِسیکی ازل سے مین ناموس ہون　　جواب اِسکے جینے سے مایوس ہون

منوچہر ہی نام اِس شاہ کا　　کہ مظلوم ہی ظلم ناگاہ کا

قیاسا ہی معلوم ہوتا مجھے ۔۔۔ کہ ہی آج کل ہی یہیں مارا اِسے
نہ تھا پاس ازبسکہ اِسکے کوئی ۔۔۔ اکیلی رہی لاش اِسکی پڑی
نہ گور و کفن بھی کسی نے دیا ۔۔۔ ہی جیسے کا تیسا یہہ وونہیں پڑا
یہہ احوال معلوم کر بادشاہ ۔۔۔ لگا کرنے افسوس سے آہ آہ
پھر اُس پیر سے شاہ نے تب کہا ۔۔۔ کہ اب کچھ کرو کام راہ خدا
اُسی آبِ حیوانکے قطرے کئی ۔۔۔ چھڑک اُسپہ وو پاے تازندگی
بجا لایا سنکر وہ پیر زمان ۔۔۔ منوچہر کھول آنکھ اُٹھا نا گہان
لگا کہنے کیون نازنین کس لئے ۔۔۔ جگا یا مجھے یک بیک نیند سے
کہا نازنین نے کہ بس ای حبیب ۔۔۔ ہو دشمن کو نیند اِسطرحکی نصیب
حقیقت جو تھی پھر وہ سب کی بیان ۔۔۔ منوچہر تب سنکے ہو شادمان
گرا پاؤن پر شاہ کے ایکبار ۔۔۔ لگا عجز سے کہنے رو زار زار
کہ ہون آج سے شاہ کا مین غلام ۔۔۔ رہا میری گردن پہ احسان مدام
کہا پھر پری رو نے بھی شہریار ۔۔۔ یہہ بندی تری یون ہی امیدوار
کہ یک چند مجھہ پر عنایت کرو ۔۔۔ مرے غم کدہ مین اِقامت کرو
کہ تا خدمتین کچھہ لا بجاؤن مین ۔۔۔ کنیزی کے آداب دکھلاؤن مین
اور اپنی بھی روداد کیجے بیان ۔۔۔ کہ آنکلے تم کسطرح سے یہان
ہی کس چیز کی آپکو جستجو ۔۔۔ بھلا مین بھی ڈھونڈھون اُسے سوبسو
کہا شاہ نے تب کہ ای نازنین ۔۔۔ جو کچھہ مدعا ہی مرے دل نشین

مراغ اُسکا کس طرح تو پا سکے کہان لا کے تو مجھکو دکھلا سکے
نہو مطلقا جسکا نام و نشان بھلا اب اُسے کیا کرو مین بیان
غرض جبکہ تکرار پیہم ہوا تو لا چار شہ نے کہا ماجرا
دیا تب پریرو نے سنکر جواب کہ اِتنا بھی تم مت کرو اضطراب
خدا پر رکھو دھیان صبح و مسا کہ ہی وہی ہر یک کا حاجت روا
یہہ کہکر بلا لی پھر یک پیر زن کہ ہر طور کا جسکو تھا یاد فن
لے آوے فلک پر سے تارونکو توڑ ہزارون کرے آہنین تو ڑ جوڑ
کہی اُسکو تنہا بتّھا سب یہہ بات ہوئی تھی جو کچھ شاہ پر واردات
پتے جسقدر تھے سنے شاہ سے مفصل وہ سمجھا کے اُسکو کہے
سنی پیر زن نے حکایت تمام کہا خوب ہی مین کرونگی یہہ کام
یہہ کہکر پریرو سے رخصت ہوئی نگر در نگر کھوج لیتی چلی
پس از چند مدت ہوا ایکبار کسی شہر مین جا کے اُسکا گذار
ہوا اُسکو معلوم وہان اِسقدر کہ شہزادی یک یہان ہی رشک قمر
ہی نت سیر دریا پہ اُسکا مزاج کسی کا نہو گرم ایسا مزاج
ہی کشتی کی کرتی سواری سدا ہی پانی مین پھرتی صباح و مسا
زبس مہر سے ہی لبالب تمام ہوا اِسلیئے مہربانو ہی نام
یہہ معلوم کر پیر زن نے صفات کہا دلمین اپنے کہ ہی وہی بات
ہزارون کیئے شکر پروردگار کہ بارے ہوئی کچھ تو امیدوار

کی پھولونکی اُس شہر مین پھر دوکان | بنانے لگی ہار گجرے وہان
ملی مہربانو کی مالن سے جا | محبت کا ربط اُس سے پیدا کیا
کہا بعد چندے اُسے ای بہن | مجھے بھی ہی کچھ یاد مالن کا فن
کہے تو تو ہمراہ مین بھی چلون | کئی نذر مین ہار دیکر ملون
کیا بار سے ہرطرح اُسنے قبول | گئی ساتھ لیے اُسکے اقسام پھول
جو ہیبن مہربانو کا دیکھا جمال | لگی دلمین کہنے کہ یاذوالجلال
ہی دنیا مین بھی ایسی صنعت تری | یہہ صنعت تری اور یہہ قدرت تری
غرض جو کہ لیگئی تھی گذران کر | ہوئی رخصت اور گھر مین پھر آنکر
دوکان کے تئین وہ ہین تختہ کیا | شتابی سے ایدھر کا رستہ لیا
پس از چند مدت کے آکر ملی | پریرو سے روداد ساری کہی
ملک زادے کےتئین بھی دی تہنیت | کہ خوشہو بس اب جیہین غم کلفت
خدا نے ٹھکانا ملایا مجھے | پھر اُسکو بھی آنکھون دکھایا مجھے
کہون کیا نہ او سان میرے رہے | کہے جو تو ہی حق بجانب ترے
سنا شاہ نے جبکہ یہہ ماجرا | کیا سجدۂ شکر اور خوش ہوا
کہ بارے ملا یار کا کچھ نشان | تن مردہ مین آئی فی الفور جان
پھر آگے ہوا کیا پس از چند روز | کہ یکروز وہ شاہ عالم فروز
گیا صید ماہی کتئین صبح گاہ | لب آب بادرد واندوہ وآہ
کہ بیٹھا طرف پھینکا جو پانی مین شست | تو مچھلی نے کی اُسمین یکبار جست

شہنشاہ نے خوش ہوکر اُسے   پھرا گھر گئیں وو بہنیں یکبار سے

کہا آکے باورچیوں کو شتاب   کہ کر لاو جلد اُسکے کباب

شکم جبکہ مچھلی کا چیرا گیا   تو پازیب اُسمین سے یک بے بہا

مرصع جواہر کی نکلی تمام   کہ تھا لعل و یاقوت کا اُسپہ کام

شہنشاہ کو لا دکھایا اُسے   تحیر مین سب دیکھ کر رہ گئے

تڑپنے لگا شاہ مچھلی نمط   نہوتا تھا غم دل سے ہرگز غلط

کہ اتنے مین اُس پیرزن کو بلا   دکھائی وہ پازیب اور یہہ کہا

کہ ماما بتا کیا یہہ اسرار ہی   مرا جان و دل اِسّے افگار ہی

کہا پیرزن نے کہ ای شہریار   یہہ جا سے خوشی ہی نکر اضطرار

خدا نے تیرے دل کا مقصد دیا   یقین ہی کہ سب کام میرا کیا

یہہ پازیب ہی مدعا کی دلیل   چل اب کوچ کر یہاں سے مت کر تو ڈھیل

کہ شاید ملے اُسکا پایان کہین   میسر ہو دیدار جانان کہین

* کوچ کردن ملک زادہ فتن از شہر بود باش *

* و رسیدن بدیار مہر بانو ہمراہ پیرزن *

کیا کوچ اُس شہر سے شاہ نے   کہ بخشا سراغ ایسا اللہ نے

ہوئی پھر وہی پیرزن شہ کے ساتھہ   پھر آگے سنو کیا ہوئی واردات

کہ لائی اُسی شہر مین شاہ کو   جہان دیکھکر گئی تھی اُس ماہ کو

کسی باغ مین جا اُتارا اُسے   تسلی کا دیکر سہارا اُسے

گئی شہر میں اپنی دوکان پر جہان آگے رہتی تھی شام و سحر

بنی وہی مالن پھر اگلی طرح لگی بیچنے پھول وہی طرح

ملاقات پھر اپنی مالن سے کی نئے سر سے پھر گرم کی دوستی

بنا ایکدن کتنے پھولوں کے ہار مقیش و زری کے لگا اُسمین تار

کہا اُس نے سے ای مادر حق شناس مجھے پھر لیجا مہر بانو کے پاس

کہ پھر تیری دولت سے دیکھوں اُسے کئی ہار پھر نذر میں دوں اُسے

کہا اُسنے سنتی ہی میری بہن کہوں تجھسے کیا میں وہانکا سخن

کئی دن سے ہی شاہزادی غمین گئی تھی وہ دریا نہانے کتین

عجب طرح کی بات کچھ ہو گئی کہ پازیب اُسکی وہان گر پڑی

وہ اُسکے لئے کب سے مغموم ہی مجھے اُسکی تشویش معلوم ہی

اگر کتنے دن تو توقف کرے تو لیجاؤں میں ساتھ اپنے تجھے

یہہ سنتے ہی بس پیرزن ایکبار ہوئی خورم و شاد جون نوبہار

چلی آئی فی الفور پھر شاہ پاس کہا اے شہنشہ ملی تیری آس

یہہ پازیب ہی تیرے ہی یار کی اُسی نازنین و طرحدار کی

وے اب سنو آگے تم مجھسے بات کہ لیکر بس اپنے رفیقوںکو سات

یہان سے رہو جاکے تک دور تر جہان غیر کا ہو نہ ہرگز گذر

پھر اپنے اُسی پیر سے یہہ کہو کہ لیکر اُسی آب حیوان کو

ملے جا پدر سے وہ دلدار کے کہے پھر یہہ حرف اُسے اسرار کے

کہ بھیجا خضر نے ہی مجھکو یہان   ترے پاس ای شہریار زمان

بفرط عنایات و لطف دلی   کیا ہی یہہ ساتھہ اُسکے پیغام بھی

کہ از بس خدا کا ہی تجھہ پر کرم   عطا اُسکی تجھہ پر جو ہی دم بدم

سو عقد اب تری دخت دلخواہ کا   ہی اِک نوجوان ساتھہ باندھا گیا

وہ پازیب اُسکو عنایت ہوئی   جو دریا میں تھی پاؤں سے گر پڑی

اگر تیرے پاس آئے وہ نوجوان   تو دیکھہ اُسکو تو دل میں ہو شادمان

پھر اپنی وہ دختر اُسے بیاہ دے   جو سب تیرے مقصود اللہ دے

نشانی بھی دی ہی یہہ آب حیات   کہ تا دکھو تیرے یقین سب ہو بات

شہنشہ یہہ سن پیر زنکا بیان   اُٹھا دفعۃً خورم و شادمان

رفیقون کو اپنے لئے ساتھ سات   اور اُس پیر کو بھی جو تھا نیکذات

گیا دور اُس باغ سے جا مقام   پھر اُس پیر سے سب کہا وہ کلام

وہ پیر خردمند روشن قیاس   گیا والد مہربانو کے پاس

جو سنا تھا اُسکو سنایا تمام   ادا کر چکا جب کہ یکسر پیام

کہا باپ نے مہربانو کے تب   کہ قسمت پر اپنی ہی مجھکو عجب

کہان ایسے بخت اور طالع مرے   جو خضر ایسا پیغام مجھسے کرے

تب اُس پیر نے آبجوان نکال   رکھا روبرو شاہ کے حال حال

کہا ہو نہ باور ای شاہ زمان   تو حاضر ہی کر لیجئے امتحان

شہنشہ نے مچھلی منگائی کوئی   جو تھی کب کی سوکھی ہوئی مر رہی

وہیں پیر نے اُسپہ یک قطرہ آب — چوایا وہیں جی اُٹھی وہ شتاب
ہوئی اہل مجلس کو حیرت تمام — ہوا خوش شہنشاہ عالی مقام
قدم پر گرا پیر کے دفعتن — عقیدہ سے کرنے لگا یہہ سخن
تو بیشک ہی بھیجا ہوا خضر کا — بس اب کچھ نہ شک مجھکو باقی رہا
کہا پیر نے بس میں رخصت ہوا — زیادہ نہیں مجھکو رہنا بھلا
فقیروں کو دنیا سے کیا کام ہی — کہ دنیا کا دار فنا نام ہی
یہہ کہہ کر مرخص ہوا بس شتاب — یہاں آن پہنچا بصد اضطراب
کہا آکے یہہ ماجرا شاہ کو — کہ پاتے ہو تم اپنی اب ماہ کو
کئی دن کے پیچھے شہنشاہ تب — گیا شہر میں پھر بعیش و طرب
اُسی باغ میں پھر کیا جا مقام — جہاں رہ چکا تھا کئی صبح و شام
کیا شہر سے پیغام پھر ایک بار — کہ آیا فقن کا ہوں میں شہریار
مجھے خوابمیں ہی بشارت ہوئی — بشارت ہوئی یہہ اشارت ہوئی
کہ جا سیر کو صبح دریا کنار — تو مچھلی اِک ہو گی تیری شکار
تو اُسکے شکم کے تئیں چیر کر — نکال ایک پازیب لعل و گہر
فلانا جو ہی شاہ عالی جناب — دے لیجا کر اُسکے تئیں بس شتاب
سو لیکر وہ پازیب آیا ہوں یہاں — کہ تا سونپ دوں یہہ امانت گراں
کہو جسکو اُسکے حوالے کروں — شتاب اپنے پھر شہر کی راہ لوں
یہہ پیغام سنکر کہا شاہ نے — شم واقف رمز آگاہ نے

کہ آگئے ہی مجھکو ہی اُسکی خبر ہوں کب کا مین یہہ مین چکا سر بسر
یہان آکے پہنچا تھا اِک مرد پیر جو شان کرامت مین تھا بے نظیر
چلاتا تھا مردے کو عیسی نمط تھا اعجاز اُسکا مسیحا نمط
سکندر نہ پایا جو آب حیات سو رکھتا تھا وہ پیر مرد اپنے سات
خضر نے وہ بھیجا تھا اپنا نشان یہہ پیغام ہی کر گیا وہ بیان
اُسی روز سے مجھکو منظور رہی اُسی روز سے میرے محفوظ رہی
کہ فرزندی اپنی مین تمکو لون یہہ تاج ونگاین سب تمھین سونپ دون
شتابی نہ کیجیے بس اب اِسکندر اقامت ہی چند سے تمھین خوبتر
ملک زادہ سن شہ کے پیغام کو کہا دلکو خوش ہو دل کام جو
تو ملتا ہی اب اپنے مطلوب سے وہ مطلوب سے اور محبوب سے
پدر مہر بانو کا پھر ایک بار محل مین گیا اپنے خوش بے شمار
لگا چرچے شادی کے کرنے بیان سب اہل محل ہو گیے شادمان
پھر اُسکی خبر سنکے مالن کے پاس گئی پیر زن بھی وہ روشن قیاس
کہا اُس سے مالن نے کیدھر تھی تو کہ تیری مجھے کب سے تھی جستجو
چل اب شاہزادی کتین ہی خوشی ملں اُس سے جو تو اُسکی مشتاق تھی
گئی ساتھ مالن کے ہو پیر زن پھر آنکھون سے دیکھی وہ رشک چمن
رکھے سامنے نذر پھولونکے ہار تصدق ہوئی جی سے بے اختیار
ہو خوش مہر بانو یہہ کہنے لگی کہ ماما تو اب تک تھی کیدھر رہی

بھلی صورت اپنی دکھاتی ہی تو　　کہ سو سو برس بعد آتی ہی تو
کہا پیر زن نے میں صدقے گئی　　ہی سیرانی میرا یہہ کم بخت جی
کبھی یان کبھی وان ہون پھرتی پرتی　　کہ کٹ جائے دو روز کی زندگی
ہی آیا ترے باغ میں اِک جوان　　سجیلا چھبیلا پر از عز و شان
وجاہت میں یوسف کے مانند ہی　　صباحت میں مہ سے بھی وہ چند ہی
جہان ایک آمد اہی دیدار کو　　کہ دیکھیں تک اُس ماہ رخسار کو
سو مین بھی اُسے دیکھنے تھی گئی　　اِسی واسطے دیر مجھکو ہوئی
یہہ سن شاہزادی گئی مسکرا　　کئے نیچے آنکھیں بشرم و حیا
سمجھہ گئی کہ وہ ہی خریدار ہی　　وہی جان و دل و وہی دلدار ہی
غرض پیر زن اُٹھ رخصت ہوئی　　پھر آ شاہ سے سب حقیقت کہی
کہ لے آج بھی تیری دلہن کتین　　سمن کے تئیں نسترن کے تئیں
بخوبی ملی جا کے ہوئی ہم کلام　　سنائی تری بھی وجاہت تمام
تبسم جو اُسنے کچھ اُسپر کیا　　مزا اُس تبسم کا مینے لیا
بس اب خوش ہو کر شکر پروردگار　　کہ فصل خزان گئی اب آئی بہار
ملک زادہ سنکر ہوا شاد شاد　　کہ دی حق تعالی نے بارے مراد

* مجلس عروسی و دامادی ملک زادہ فتن و مہربانو *

سنو آگے تم اب اُدھر کا بیان　　پدر مہربانو کا ہو شادمان
اہالی موالی سے اپنے کہا　　کہ نقارخانے میں دو حکم جا

کہ نوبت دھرین آج سے بیاہ کی　　کہ شادی ہی اُس غیرت ماہ کی

محل مین بھی ہین گاینین جو تمام　　مچاوین بدھاونکی اب دھوم دھام

کرو شہر کو یکسر آئینہ بند　　کہ دے روشنی لطف جیسے دوچند

امیرونکو تورے بانٹین رنگ رنگ　　شتابی کرو بس نہووے درنگ

زری بادلے کے بچھین فرش سب　　تکلف کے خلعت ہون تیار اب

جواہر کے صندوقچے وا کرو　　جو مطلوب ہی سب مہیا کرو

جب ارکان دولت یہہ لائے بجا　　اور اسباب سب کچھ مہیا ہوا

تو پہنچا ملک زادے کو پھر پیام　　کہ ای شاہ فرخندہ والا مقام

معین ہی اب ساعت سعد کل　　بس اب کل کرو روشن آکر محل

جلوس و تزک کا جو سامان تھا　　وہ سب کچھ ادھر سے روانہ کیا

ملک زادہ بس وقت موعود پر　　رفیقون کتین اپنے سب جمع کر

براتی ہر اک کو بخوبی بنا　　بنا آپ دولھا بنا زو ادا

گیا دھوم سے اور بڑے اوج سے　　اُسی لاؤ لشکر اُسی فوج سے

اُٹھے بہر تعظیم امیر و وزیر　　گئے آگے لینے صغیر و کبیر

لگی تھی جہان مسند زرنگار　　بٹھایا وہان لاکے با اقتدار

لگین ناچنے اُٹھ کے انداز سے　　طوایف جو تھین سحر ہین ناز سے

گھڑی چار باقی رہی جبکہ رات　　تو صیغہ کو پڑھ مہربانو کے سات

گئے خوجے لیکر محل مین شتاب　　وہانکی کہون آگے کیا آب و تاب

بہ صد عظم مسند پہ رکھا قدم ہوا ہر طرف دل سے اندوہ و غم

چھپی ہوئی بلائین کہین لیتی سانس کہین سمدھنین پھر رہین آس پاس

کسیطرف کو گائنون کا ہجوم کسیطرف تو نے ساونیکی دھوم

دلہن کو بٹھایا جو پھر لا کے پاس عجب طرح کی مہکی اُسوقت باس

کہ صدقے ہوا سر سے سو بوئے گل کہان گل نے پائی یہہ بو باس کل

پھر اس مین جو شربت کا چرچا ہوا مزا اور ہی کچھ دوبالا ہوا

پڑے پھر گلو مین جو پھولونکے ہار مبارک سلامت مچی ایکبار

گھڑی ایک دو جب رہی باقی رات تو رخصت لی پھر آن کر ٹھہری بات

اُٹھا گود مین اپنی دلہن کتئین ملک زادہ نکلا محل سے وہین

بجاتا ہوا نوبتین شان سے رہا پھر اُسی باغ مین آن کے

جہیزون کے سامان کو کیا کہون کہان تک کہانی کتین طول دون

ہر یک لعل تھا مملکت کا خراج جو لایا وہ زیبندۂ تخت و تاج

غرض بعد چوتھی کے پھر چند روز لگا کہنے وہ شاہ عالم فروز

کہ بہتر ہی اپنے پھرون شہر کو لئے ایسی زیبندۂ دہر کو

پدر مہربانو کا راضی ہوا بناچار جون تون مرخص کیا

* برجستن ہوشنگ از کمین گاہ *

* تدبیر و بدست آوردن مہربانو را *

اب آگے ہی اس نقل کا یون بیان بیان اسطرح ہی رکھے داستان

کہ شہزادہ تھا کوئی ہوشنگ نام — جو تھا مہربانو کا عاشق تمام

تھا وصلت کا اُسکی وہ امیدوار — اِس امید میں تھا وہ لیل و نہار

خبر سنتے ہی اُسنے اِس بیاہ کی — بصد حسرت و درد یک آہ کی

بلا پیرزن ایک فطرت بھری — کہ تھی یاد جسکو صد افسون گری

کہا اُسکو گر تیری تدبیر سے — اگر مہربانو مجھے اب ملے

تو بندوں کا بندہ رہوں گا ترا — سدا زر خریدہ رہوں گا ترا

کرونگا نہایت ہی تجھسے سلوک — کر اب کچھ تو تدبیر ہرگز نہ چوک

کہا اُسنے واری نہ کر فکر تو — ملا دونگی تجھسے میں وہ ماہ رو

یہ کہتے ہی بس اُسطرف کو گئی — جدھر مہربانو سے تھی راہ لی

جدھر خیمہ تھا اور وہ اُتری برات — وہاں جا یہ پہنچی رذیل الصفات

در خیمہ پر جاکے رونے لگی — نہ رونے لگی جان کھونے لگی

کہا میں دوا مہربانو کی ہوں — چلی وہ اکیلی میں کیونکر رہوں

مری گود میں تھی وہ برسوں پلی — لڑکپن سے مجھسے ہلی اور ملی

جدائی نہیں اُسکی مجھکو قبول — فراق اُسکا مجھکو رکھیگا ملول

خبر سب نے کی مہربانو کو جا — کہ در پر کھڑی ہی تمھاری دوا

یہ کچھ حال اپنا وہ ہی کر رہی — کہ حالت پر اُسکے ہیں روتے سبھی

ہوئی مہربانو کو حیرت تمام — کہا جاکے پوچھو ہی کیا اُسکا نام

پھر تب بھی کہا آکے دو رو برو — میں کر لونگی سب آپ ہی گفتگو

وہیں روبرو اُسکے سب آئے جب | تو فوراً یہہ کی رقت اُسنے غضب

کہ سب بھول گئے پوچھنا نام کا | نہ ہرگز خیال اُسکا مطلق رہا

کہا مہر بانو نے دل میں یہی | کہ بچپن کی ہوگی دداکوئی مری

بجز پالنے کے یہہ اُلفت ہو کب | کہاں غیر کو ہو یہہ تاب و تعب

غرض اہل خدمت میں شامل ہوئی | ہر یکطور سے رہنے سہنے لگی

سنو کیا قضا آگے کرتی ہی کام | کہ منزل میں یکدو ہوئے وہاں مقام

ملک زادہ نکلا برائے شکار | وہیں ہو یہہ بد بخت آگاہ کار

خبر بھیجی ہوشنگ کو دفعتًا | کہ بس آ شتابی ای شاہ زمن

وگر تو ڈھیل کچھ اس میں لاویگا تو | تو مقصود اپنا نپاوے گا تو

وہ آگے ہی جو تھا لگا گھات میں | بدل مستعد تھا اسی بات میں

وہیں ایک کشتی پہ ہوکر سوار | شتابی سے حاضر ہوا ایکبار

یہہ سنتے ہی عیار فطرت بھری | خوزادی سے جا اپنی کہنے لگی

کہ واری ملک زادہ نے راہ سے | بہت پیار سے اور بہت چاہ سے

بلایا ہی تمکو بسیر شکار | کہ تاتم بھی صحرا کی دیکھو بہار

ہی خیمہ لب آب وکشتی لگی | سواری کی خاطر جو ہی بھیج دی

ہوا مہر بانو کے دل میں یقین | کہ شاید بلایا ہو سچ میرے تئیں

یہہ سنکر جو در پر گئی ایکبار | کیا وہیں ہوشنگ نے پھر سوار

اُڑی دفعۃً کشتی پھر اسطرح | کہ تخت سلیمان اُڑے جسطرح

ہوئے سد ہزارون کوس طی جس گھڑی　　تو ہوشنگ نے پھر حقیقت کہی

کہ یون تیرا بچپن سے شیدا تھا مین　　ترا نام لے لے کے جیتا تھا مین

طلب گار وصلت تھا تیرا سدا　　اسی امید پر ہی تھا جیتا سدا

کہ تو ایکدن مجھکو ہو گی نصیب　　پر اب جو لگا رہنے مین بے نصیب

سو اسواسطے مین یہہ تدبیر کی　　پہ صد شکر الفت نے تاثیر کی

کہ دی حق تعالی نے میری مراد　　ملے اسطرح کب کسی کی مراد

ہوئی مہر بانو کو حیرت تمام　　کہ یہہ کیا قضا نے کیا اپنا کام

ولیکن تھی ازبس نپٹ ذی شعور　　صلاحا کہا اس سے یون بالضرور

کہ مجھکو بھی تھی تیری ہی جستجو　　ترے وصال ہی کی تھی بس آرزو

ترا نام سن سن کے بیتاب تھی　　شب و روز مانند سیماب تھی

ولے مارے شرم و حیا کے ذرا　　نکہہ سکتی تھی آپ مین برملا

بحمد اللہ بارے خدا نے تجھے　　بہر طور اب تو دکھایا مجھے

پس اسدن کی مین نے جو مانی تھی نیاز　　کہ دن ایسا پہنچاوے جب کارساز

تو چالیس دن تک عبادت کرون　　عبادت کرون اور طاعت کرون

نہ حجرے سے باہر نکالون قدم　　نہ بیٹھون ترے پاس ہو کر بہم

یہہ سب کچھ ادا کر چکون جسگھڑی　　تو پھر آگے جو ہووے مرضی تری

کہا شاہ ہوشنگ نے خوب ہی　　مجھے تیری خوشنودی مطلوب ہی

یہہ چالیس دن بھی گذر جائینگے　　مزا پھر تو ہر طرح ہم پائینگے

یہہ کہہ کر کیا ایک صحرا جدا ۔ لگی رہنے وہان مہر بانو سدا

آگاہ شدن ملک زادہ از ین بلای ناگہانی

و رسانیدن خود را بعبادت گاہ مہر بانو

سنو اب ملک زادیکی واردات ۔ کہ آکر سنی جب یہہ خیمے مین بات
ہوا دفعۃً سے قرار و ملول ۔ لگا مارنے منہہ کے اوپر خاک دھول
کیا ناصبوری سے اپنا یہہ حال ۔ کہ مرنے کا گذرا سبھونکو خیال
رفیقون نے تب بیٹھہ کر عرض کی ۔ کہ اتنی بھی لازم نہین بیخودی
ذرا کیجئے ضبط اپنے تئین ۔ مصیبت پڑی ہی نہ کہئے تئین
وے عقل و تدبیر سے سارے کام ۔ پھر آخر کتین پاتے ہین انصرام
پھر آخر یہی مشورت سب نے کی ۔ کہ جلد اسکے کرئے تعاقب سبھی
ہو جس طور سے لاوین اس ماہ کو ۔ تری ویسے ہی مطلوب دلخواہ کو
غرض ایک کشتی پہ سب ہو سوار ۔ ہوئے عازم ملک آن نابکار
مگر اس گھڑی سبکو حیرت یہہ تھی ۔ کہ کسطرفکو ہی وہ کشتی گئی
تو اسدم بلا اپنے ملاح کو ۔ ملک زادہ بولا کہ ای نیک خو
یہی آج دن ہی ترے کام کا ۔ کرے فکر تا تو اس انجام کا
کہا اسنے بس حکم کی دیر تھی ۔ بھلا مجھسے کب دیر ہوا ب ذری
یہہ کہہ اور وہ ہین جالب آب پر ۔ ہر اک موج کی شکل کر کر نظر
بتایا کہ ایدھر ہی کشتی گئی ۔ اور اسکو گئے اتنی مدت ہوئی

ملکزادہ نے لی تب اودھر کی راہ　　بہ جان غمی و بحال تباہ
پھر آخر کتین جا کے پہنچا وہان　　عبادت مین تھی مہربانو جہان
لگا پوچھنے سبکی ہینگی یہہ جا　　یہہ کسکا محل کسکی دولت سرا
نگہبان کرنے لگے تب بیان　　کہ یہہ مہربانو کا ہیگا مکان
ملی ہی جو کچھ دلکی اوسکے مراد　　سو کرتی ہی وہ یاد رب العباد
ہی چلے مین بیٹھی کئی روز سے　　نہین نکلی باہر اوسی روز سے
سنا جب یہہ کچھ شاہ نے ایکبار　　تو دل مین کیا شکر پروردگار
کہ بارے یہان تک تو لایا خدا　　وہی دیگا باقی ہی جو مدعا
ہوئی مہربانو کے تئین بھی خبر　　کہ آئے ہین کتنے مسافر ادھر
جہان گرد و سیاح سے ہین تمام　　فقیرانہ ہین کاٹتے صبح و شام
سمجھ گئی کہ عیار ہی یہہ وہی　　جگہہ مین نے جسکے لئے ہی یہہ لی
بلا پھر شہنشاہ بحار کو　　رفاقت مین تھا جو کہ دیتے وو
کہا تو دکھا آج اپنا ہنر　　کہا اوسنے حاضر ہون مین حکم پر
کیا اوسنے تیار تخت روان　　اوسی اپنی صنعت کا باعظم شان
کہا شاہ نے پھر رفیقو نسے تب　　کہ گر خیر سے آج کی گذرے شب
تو کل مہربانو کو لیکر چلون　　شتابی سے اپنے وطن کو پھرون
قضارا وہی خاتم کی تھی رات　　کہ منہہ پر تھی ہوشنگ کے یہی بات
کہ کل مہربانو سے پاؤنگا وصال　　بس اب جا چکا سب مرا ہجر و فصال

غرض جب ہوئی شب بادشہزادہ تب رفیقوں کتئین جمع کر اپنے سب
ہوا تخت پر آکے اپنے سوار یکایک کیا جا محل مین گذار
بٹھا مہر بانو کتئین اپنے ساتھہ اور اُس پیرزنکو بھی لے ہاتھون ہاتھہ
چھلاوا سا اوج ہوا پر اُڑا ہر اہل زمین کو دکھائی دیا
ہوئی جب کہ ہوشنگ کو یہہ خبر گئے ہوش اور گم کئے پاؤ سر
کہا جو کیداروں کو مارین تفنگ شتابی کرین مت کرین بس درنگ
ہزارون لگاین گولیان چلنے جب سر پیرزن کا بکر شبہ نے تب
زمین پر دیا پھینک یکبارگی نگاہ اُسپہ ہوشنگ کی جو پڑی
یقین تب ہوا دلمین اُسکے تمام کہ تھا سب ملکزادہ ہی کا یہہ کام
غرض جب یہہ مقصود اور مدعا ملک زادہ کے تین خدا نے دیا
وطن کی شتابی سے پھر راہ لی کہین راہ مین ڈھیل مطلق نکی
ہوا جا قدمبوس ماباپ کے مصایب جو گذرے تھے یکسر کہے
ملی روشنی اُنکی آنکھونکے تاین غم و درد بھولے کہین وہین
نئے سرسے عشرت ہوئی شہر مین ہر اک سو بشاشت ہوئی شہر مین
رفیقون کتئین بخشے لعل و گہر غریبون فقیرون کتئین مال و زر
وہی لاؤ لشکر وہی سلطنت وہی عظم شان اور وہی تمکنت
ملی جسطرح سے اُنھونکی مراد کرے حق یونہین سبکو مسرور و شاد

* داستان شاہ زادۂ بہرام و زہرۂ دختر وزیر *

سنو اور دلچسپ اک داستان   عجیب و غریب و ملیح البیان

کہ بنگالہ مین کوئی تھا پادشاہ   نہایت ہی باثروت و عز و جاہ

خدا نے جو فرزند اسکو دیا   تو نام اسکا بہرام اسنے رکھا

نہایت حسین اور صاحب جمال   وجاہت کے عالم مین تھا بے مثال

پھر اس سلطنت کا جو تھا اک وزیر   ہوئی اسکے بھی دختر بے نظیر

رکھا زہرہ اسنے بھی دختر کا نام   کہ تھی برج خوبی کی ماہ تمام

جب ایام دونونکے مکتب کے آے   تو بس ایکجا گھر ہی پڑھنے بٹھاے

لگے قاعدے لیکے پڑھنے بہم   جدائی نہ دونون مین تھی کوئی دم

محبت لگی بڑھتی جاتی سدا   تعشق کا ہوتا چلا مرتبا

پھر اس صبین جب آپہنچے لڑکے دن   کہ بارہ برس کے ہوے اُن کے سن

تو باہم ہوئین اور ہی خواہشین   دلونکی ہوئین اور فرمایشین

لگین چشمکین چلنے انداز کی   لگے بولیان بولنے ناز کی

بچھوڑا نہ اک آن باہم رہے   جدائی نہ مطلق کسی دم رہے

ہوا سب کو معلوم آخر یہی   کہ باہم ہی معشوقی و عاشقی

ہوئی جب کہ ماباپ کو یہہ خبر   تو قدغن کی رو سے کہا شور کر

کہ زہرہ نہ مکتب مین آیا کرے   محل مین ہی آ تو پڑھا یا کرے

ہوا ناگہانی جو ترک وصال   تو دونو نطرف زندگی ہوئی محال

ہر اک جان کو اپنی کھویا کرے   سبق کے بہانے سے رویا کرے

بڑا اچھا نکہنے تا کہنے سے جو کام ‏ لگا اسکا چرچا بھی ہونے تمام

ہر اک وقت بہرام کے باپ سے ‏ یہی ذکر سب لوگ کرنے لگے

کہ شہزادہ مجنون ہی ہوتا چلا ‏ نہیں ہوش مین مطلق اپنے رہا

خلایق ملامت ہی کرتی اُسے ‏ رعیت شماتت ہی کرتی اُسے

پدر سنکے بہرام کا ہو خفا ‏ لگا کہنے اب اُسکا رہنا بھی کیا

نہیں چاہتا ہون مین ایسا خلف ‏ جو یون ننگ اپنا کرے ہر طرف

لگا تو بس اب شہر باہر کرو ‏ جدھر جی ہو اُسکا چلا جاے وو

ہوئی جب کہ بہرام کو یہہ خبر ‏ کہ اب یون مصیبت پڑی آنکر

تو دائی سے اپنی یہہ رو رو کہا ‏ کہ ہر طرح اب پاس زہرہ کے جا

مرا آخری دے یہہ اُسکو پیام ‏ کہ یہہ کچھ قضا نے کیا میرا کام

اگر میری یار موافق ہی تو ‏ مری دوستی بیچ صادق ہی تو

تو آ ہر طرح میری ساتھی ہو اب ‏ مصیبت کے دنکی سنگھاتی ہو اب

نہیں تو بس اب تجھسے رخصت ہوا ‏ سدا تیرا حافظ ہو جانان خدا

خدا جانئے زندگی کیا دکھاے ‏ کدھر اب یہہ تقدیر مجھکو لیجاے

دیا جب یہہ دائی نے جا کر پیام ‏ تو زہرہ کو ہوئی اضطرابی تمام

لگی کہنے بہرام سے جا کہو ‏ کہ ای میرے شیدائی پاکیزہ رو

رفاقت نہ تیری ہی گر دونگی مین ‏ تو پھر ہو رہونگی یہان کسکی مین

مجھے آپ منظور تھا یہہ تمام ‏ ہوا خوب جو تو نے بھیجا پیام

بس اب ایک گھوڑا مرے واسطے ۔ چھپا کر سر شام سے بھیج دے
کہ تا اُس پہ ہر طرح سے ہو سوار ۔ کسی طرح تجھ سے ملوں ایک بار
سنا جب یہہ بہرام شہ نے جواب ۔ تو دل کا مٹا اُسکے کچھ اضطراب
اُسی وقت موعد کو دیکھ کے ۔ دیا بھیج گھوڑا ہرا کطور سے
ہوئی دو پہر رات جب منقضی ۔ تو زہرہ پلنگ پر سے اپنے اُٹھی
سنگار اپنا یک لخت نوچا تمام ۔ کیا بھیس مردانہ اپنا تمام
جواہر کے دس بیس لیکر رقم ۔ چلی گھر کے باہر اُٹھاتی قدم
ہوئی آکے گھوڑے پہ جلدی سوار ۔ ملی جا کے بہرام سے ایک بار
لگے رونے دونوں لپٹ کر گلے ۔ یہہ روئے یہہ روئے کہ نالے چلے
تھما جب کہ ہر ایک کا اشک تر ۔ تو وہ دیکھنے لگے پوچھنے ہم دگر
لگا کہنے بہرام زہرہ کے تئین ۔ کہ زہرہ تو کیا ہو گئی منحنین
کہا اُسنے تو مجھسے بھی ہی نحیف ۔ نہیں میں ہی کچھ ناتوان و ضعیف
مرے غم نے جیسا کیا تیرا حال ۔ ترے غم نے ویسا کیا میرا حال
غرض کر کے باتیں یہہ اُلفت بھری ۔ پھر اکطرف کی دونوں نے راہ لی
چلے تین دن تک شب و روز جب ۔ تو غالب ہوئی خستگی اور تعب
پھر آکر ہوئے وارد اک ایسی جا ۔ کہ راحت بھری تھی جہاں کی فضا
ہوا سرد و آب روان اکطرف ۔ گیاہ اکطرف گلستان اکطرف
کہا تب یہہ زہرہ نے بہرام سے ۔ کہ گر دم کے دم تو مجھے حکم دے

تو سو کر کرون دور تک خستگی — نہایت ہی اب نیند آتی چلی
یہہ کہکر بس اتری زمین پر شتاب — وہیں اکطرف ہو گئی مست خواب
لگا پھر نے بہرام چارون طرف — سپر اور تیر و کمان لے بکف
کہ ایسا نہو کوئی آجاے یہان — عیان جسپہ ہووے یہہ راز نہان
ولے اب قضا کا سنو آگے کام — کہ سنتے ہی جسکو ہو حیرت تمام
وہ بہرام شہ جو ادھر اور ادھر — حفاظت پہ آکر تا تھا سر بسر
سو اوجھل ہوا اُس جگہہ سے کہین — کھلی آنکھہ زہرہ کی فور او ہین
جو دیکھے تو بہرام شہ کا نشان — نہین اُس جگہہ وہ پڑتی ہی جہان
ہراسان ہوئی دل مین یکبار گی — کہ آئی یہہ کیا سر پہ لاچار گی
پھر ہی دفعتہ اُٹھہ کے گھوڑے اوپر — لگی ڈھونڈھنے اُسکو ادھر اُدھر
کسیطرف بھی جب نپایا اُسے — تو بولی کہ ہی ہی گنوایا اُسے
یونہین روتے روتے گئی کوس تک — بھٹکتی تھی جاتی کہ پھر یکبیک
ہوئی آفت تازہ اور اک عجیب — غریب و عجیب و عجیب و غریب
کہ دیکھے تو گھوڑے پہ ہی یکسوار — کسی طرف جاتا ہی بے اختیار
سمجھہ کر اُسے اپنا بہرام تب — چلی اُسکے پیچھے بصد تاب و تب
قریب اُسکے اکبار گی جون گئی — تو شکل اُسکی اُسکے نظر سب پڑی
محقق ہوا ہی کوئی اور شخص — کہ نا محرمون ساہی بیطور شخص
لیا ہاتھہ مین پھر تو تیر و کمان — نشانہ کیا دم مین اُسکو وہان

ہوا تیر جب اُسکے سینے سے پار — گرا وہ جوان زین سے ایک بار

کیا سجدۂ شکر اُسنے ادا — کہ بارے بچی مین بفضل خدا

ولیکن پریشان پھری سات دن — کہ زحمت رہی کھینچتی رات دن

ملا روز ہشتم پھر اِک شہر اُسے — ہوئی خوش پھر اُس شہر پاس آنکے

لگی پھرنے اِیدھر اُدھر سو بسو — لگی کرنے گم گشتہ کی جستجو

کہ شاید کہین سے نکل آئے وہ — مین پاؤن اُسے اور مجھے پائے وہ

ولیکن نہ حاصل ہوئی وہان بھی آس — ہوئی زندگانی سے اپنی اُداس

کہ تقدیر نے اور اِک ماجرا — جگر سوز اُسکے مقابل کیا

کہ اُس شہر کا شاہزادہ کوئی — جو تھا سیر کرتا بیابان کی

پڑا ڈھونڈھتا ہر طرف تھا شکار — نظر پڑ گئی اُسکو یہہ ایکبار

دوانا ہوا دیکھتے ہی اُسے — لگا کہنے فی الفور پاس آن کے

کہ آئے کہان سے کہان جاؤگے — کرم اپنا مجھہ پر بھی فرماؤگے

کہو نام اپنا بتاؤ وطن — کرو کچھہ محبت کے مجھسے سخن

یہہ سمجھی کہ آفت پڑی تازہ اور — ہاین کچھہ اور ہی اِسکی آنکھونکے طور

لگی کہنے اپنا کہون حال کیا — غریب الوطن ہون کسی ملک کا

ہون مدت سے کرتا تجارت کا کام — خرد مند مشہور ہی میرا نام

مین نکلا تھا گھر سے برائے شکار — سو بھٹکا ہوا آپڑا اِسدیار

کہا شاہزادے نے ای نوجوان — ذرا چلکے میرا بھی دیکھو مکان

کئی دن گرد دور وہان ماندگی کہ ہو دور تا راہ کی خستگی
رکھو میری آنکھون پر اپنے قدم کہ بیٹھین ذرا ملکے خوش ہو بہم
تصور کیا دل مین زہرہ نے تب کہ تکرار اِس سے نہین خوب اب
یہہ مالک ہی اِس ملک کا مین غریب مبادا دکھاوے مجھے کچھ نصیب
کہا چاہئے حاضر ہون جیدھر چلو خوشی جسمین مرضی مبارک کی ہو
مکان بیچ شہزادہ لایا اُسے تکلف سب اپنا دکھایا اُسے
وے تھا دوانا زبس ہو رہا پہنچتے ہی دائی سے اپنی کہا
کہ دائی مین کیا اپنی حالت کہون نہین صبر بھی تا کہ چپکا رہون
جوان اِس طرح کا ملا ہی مجھے کہ مفتون جسنے کیا ہی مجھے
بظاہر تو عالم ہی سب مرد کا پہ باطن مین شاید کہ ہووے نسا
عجب کیا چھپے ہووین پگڑی مین بال سو آتا ہی میرے یہہ جی مین خیال
کہ شبکے تئین ساتھ اپنے سلاؤن جو قسمت مین ہووے تو لذت اُٹھاؤن
کہا سنکے دائی نے ای شہریار ارادہ نکرنا یہہ تم زینہار
نہین ہونگے بدنام تم سربسر بڑے گی یہہ شہرت نگر در نگر
گر ایسا ہی دل ہی دوانا ہوا تو پہلے اُسے آزمانا ہوا
کرو کچھ تو بعد امتحان کے کرو نہ بے امتحان اُسکے ہمخواب ہو
بہت نوجوان ایسے ہین سادہ رو کہ ظاہر زنانے ہین وہ مو بمو
پہ باطن مین دیکھو تو ہین شیر مرد کہ مردی و مردانگی مین ہین فرد

بس اسواسطے امتحان ہی ضرور　جو تجویز کر گئے ہیں اہل شعور

کہا شاہزادے نے تب سن یہی　بھلا آزمایش ہی پہلے سہی

خردمند سے پھر کئے ارتباط　بڑھانے لگا جوشش و اختلاط

کہا آؤ پھر پیا کریں عیش کا　لوازم مہیا کریں عیش کا

خوشی میں گذاریں ہم آج رات　تماشے میں کاٹیں ہم آج رات

خواصیں پری بن رہیں بہت نازنین　کہ ہی ایک سے ایک اعلی حسین

کسی ساتھ ہم عیش و عشرت کریں　کسیکے تئیں آپ خدمت میں لیں

غنیمت ہی جو زندگی کا ہی دم　وگرنہ کہاں تم کہاں پھر رہیں ہم

خردمند سنکر یہہ فی الفور بات　وہیں دلمیں سمجھا کہ یون ہی یہہ گھات

لگا کہنے ای شاہ عالی مقام　ابھی مجھسے ہرگز نہو گا یہہ کام

کہ مدت سے نیت میں اک بات کی　جہان کی ہی بن ترک لذات کی

نہ جبتک وہ پاؤں نہ لذت اٹھاؤں　کسی عیش کے پاس ہرگز نہ جاؤں

سنا شاہزادے نے جب یہہ سخن　تو پھر اور تمہید کی دفعتن

کہ یون ہی تو دریا میں چاہئے بھلا　تکلف اٹھاویں وہان غسل کا

کریں اچھلیں پانی میں ایدھر ادھر　بہم چھینٹے کر کر کے ہون تربتر

کوئی پیرے اور کوئی غوطہ لگائے　کوئی آب بازی کرے کوئی نہائے

دیا تب خردمند نے پھر جواب　کہ ای شاہ شاہان عالی جناب

تعب راہ کا ہی مجھے اسقدر　کہ ہون گا سراپا پسینے میں تر

مجھے غسل کرنا ہی حکمت سے دور — لرون تو خلل ہووے کچھ بالضرور
خدا جانے کیا سردی گرمی کرے — کہ برسوں تلک نقص جسکا رہے
یہہ کہکر کہا یوں میں رخصت ہوا — کہ ہی عزم مجھکو بہت دور کا
کہا سنکے شہزادے نے پھر یہی — کہ ایسی بھی تعجیل ہی کیا پڑی
ابھی تو کئی دن کرم کیجئے — نہ واغ جدائی مجھے دیجئے
ہی یہہ بھی تمھاری ہی دولت سرا — پڑی تمکو ایسی بھی جلدی ہی کیا
خرد مند تب دلمیں سمجھا یہہ بات — کہ مشکل ہی اب اِس سے پانی نجات
رہا چار ناچار مجبور ہو — کہ جیسے رہے کوئی محصور ہو
گیا دن گذر اور جب آئی رات — تو پھر شاہزادے نے چھیڑی یہہ بات
کہ ہی یکطرف کو کوئی مرغزار — ہی انواع و اقسام کا واں شکار
کئی شیر سنتا ہوں اُسطرف مست — کہ ہر یکطرف کرتے پھرتے ہیں جست
سو کل اُٹھتے ہی صبحدم ایکبار — اِرادہ ہی اُنکو کروں جا شکار
اگر تم بھی بہر تماشا چلو — تو دل کو نہایت مرے خوش کرو
یہہ کہکر محل میں گیا بہر خواب — خرد مند کو یہاں ہوا اضطراب
و لیکن زبس عقل میں تھا تمام — کیا دفعۃً ہوشیاری کا کام
کہ دو چار مفلس سپاہی کہ تھیں — بصد جستجو کرکے پیدا وہیں
طمع مال اور اشرفی کی دکھا — مقید ہو ہر ایک سے یہہ کہا
کہ جنگل جو ہی وہ فلانی طرف — کئی شیر ہیں خلق کرتے تلف

شاباش اُنھیں جاکے مار آؤ تم — دم و گوش کو کاٹ کر لاؤ تم

نشانی کو تا دیکھ انعام دوں — نہیں تو عوض اُسکے الزام دوں

وہ گئے اور اُسیطرح لائے بجا — دم و گوش دیکر زر اپنا لیا

ہوئی جب سحر گھر سے تب شہریار — نکل کر لگا کہنے ہو اب سوار

خردمند نے تب دیا یہہ جواب — کہ خوب آپ نکلے ہیں گھر سے شتاب

میں فارغ بھی کبکا ہوا اُنکو مار — بس اب تم ہی جاکر کرو وہ شکار

نشانی بھی چاہو تو تم دیکھ لو — کسیطرح کا کچھ اگر شبہہ ہو

ہوا سنکے شہزادہ حیرت زدہ — نہ حیرت زدہ بلکہ خجلت زدہ

گیا پھر خردمند کو لیکے ساتھ — وہیں تھی ہوئی یہہ جہاں واردات

جو دیکھے تو سچ مچ پڑے سب ہیں شیر — نظر جاوے جیدھر ہیں ڈھیر و نکے ڈھیر

خردمند سے تب خجل ہو کہا — کہ اللہ رے آپ کا حوصلا

کیا تمنے سچ مچ یہہ رستم کا کام — رہا آج سے یہاں تمھارا ابھی نام

ہوا لازم اب جشن اسکا کروں — کہ بزم شراب اُسمیں ترتیب دوں

ہراک اہل مجلس کو ہو سرخوشی — رہے کیفیت سے نہ خالی کوئی

تب ایسی خوشی کا ملے لطف خاص — جو ہر ایک پیدا کرے لطف خاص

یہہ کہہ کر بہ تعجیل گھر کو پھرا — تجرع کا سامان مہیا کیا

خردمند سمجھا اسے بھی وہیں — جو مقصد تھا اس بزم سے اُسکا تئیں

لگا کہنے تب اُس سے ای شہریار — یہہ میری بھی تھی آرزو بیشمار

کہ مدت ہوئی ہی نہیں پی شراب   کسیطرح سے ہو جئے بے حجاب

ولے بے حجابی کو ہی رات خوب   ہی اُن چرچونکو وہی اوقات خوب

ہوا سنکے شہزادہ خوش اور اُسسے   لگا کہنے اچھا شب ہی پر رہے

ہوئی رات جون تب ہزاران ہزار   چنی ساغر و شیشہ کی لا قطار

گزک چاہئے جتنی اقسام کی   نکالے سبھی وہ بھی ہر اک سو رکھی

پرا آن کر دورۂ جام مے   لگی بجنے قانون و مردنگ و نے

ہوئے اہل مجلس بہم بے حجاب   بہکنے لگے سب بحال خراب

یہہ ساماں جسوقت آ کر بندھا   خردمند نے شہ کو ساغر دیا

ہوا شاہ خوش اور اس باتسے   کہ بارے پھنسایا ہیں اس گھاتسے

وہیں لے کے ساغر کتئیں پی گیا   پھر یک جام اُسکے تئیں بھی دیا

خردمند نے کر خردمندی تب   لڑھایا گریبان ہیں اپنے سب

اور آپ اِتنی اُسکو پلائی شراب   کہ فوراً کیا اُسکو بے آب و تاب

نہ ہوش اُسکو نہ عقل باقی رہی   نہ تمیز صہبا و ساقی رہی

گرا ہو کے بے ہوش مسند اپر   رہی کچھ نہ ہرگز کسی کی خبر

بنا جبکہ مجلس کا یون آ کے رنگ   تو اُٹھ کر خردمند پھر بیدرنگ

لیا تاج سر شہ کا پہلے اُتار   چھری کا بھی خط منہ پہ کھینچ ایکبار

رفیقونکے بھی کاٹ کر ناک کان   سر و سینہ کر سب کا لوہو لہان

ہوا جلد گھوڑے پہ آ کر سوار   لی فی الفور جنگل کی راہ ایکبار

ہوا حد سے باہر جب اُس ملک کے — تو مالن کا گھر اِک ملا پھر اُسے

کیا پھر آرام اُسنے وہین مقام — لگا رہنے خوش باش وہان صبح و شام

یہان جو اُٹھا وہ شہ بے خبر — تو ہشیار ہو چہرہ پر کی نظر

جو دیکھے تو کھڑا ہی لوہو لہان — نہین سر پہ پھرتا چکا بھی نشان

جوانان مجلس بھی تکتے ہین سب — اور احوال پر اپنے روتے ہین سب

لگا کہنے سچ مچ تھا پورا حریف — نہین اب تلک دیکھا ایسا حریف

عبث مین کچھ اُسنے ارادے کیے — کہ آخر کو لینے کے دینے پڑے

ہوا شہر مین بھی یہہ سب اشتہار — کہ یہہ کچھ ہوا ماجرا اور بکار

شہنشاہ کو سب نے نفرین کیا — اور اُسنکی حریفی کو تحسین کیا

سنو اب خردمند کی واردات — کہ رہنے لگا جب وہ مالن کے سات

تو مالن نے ایکروز پوچھا اُسے — کہ آئے کدھر سے کدھر جاؤگے

عجب تم تو ہو گوہر بے بہا — کہ ہوگا نہ تم سا کوئی دوسرا

دیا کیا خدا نے ہی حسن و جمال — کہ دیکھے پری بھی تو ہووے نڈھال

کیا تب خردمند نے یون بیان — کہ پوچھے ہی کیا مادر مہربان

مرا باپ کرتا تھا سوداگری — نصیبون نے میرے یہہ کی ابتری

کہ یکسر تباہ ہوگیا میرا حال — یہہ کچھ آن کر اب ہوا میرا حال

کہ پھرتا ہون ہر سو بھٹکتا پڑا — ابھی دیکھون قسمت مین کیا ہی لکھا

دیا تب یہہ مالن نے اُسکو جواب — کہ واری نہ کھا دل مین کچھ پیچ و تاب

مصیبت ہی مردوں پہ پڑتی ہمیش　　نکر دلکو تیں چاک و سینے کو ریش
خدا پھر بھی تجھ پر کریگا کرم　　نہیں ہی ضرور اسقدر رکھنا غم
تو فرزند سے بھی ہی اعلی مجھے　　یہہ گھر میں نے اپنا دیا ہی تجھے
خوشی تیری جبتک ہو کر بود و باش　　نہ لا دل پہ ہرگز کچھ اپنے خراش
خردمند رہنے لگا پھر وہاں　　بسیرو ہو اُسکا وہی مکان
کہیں سے کیا جمع کچھ مال جب　　تو رستے پہ کر اپنی دوکان تب
لگا بیٹھ کر بیچنے اپنا مال　　وے تھا یہی دل میں اُسکے خیال
کہ بہرام شاید کہیں آملے　　جو اس مال کا نفع سو وا ملے
زبس تھا طرحدار اور نیکذات　　ہوئی اُسکی صورتکی مشہور بات
وہاں کی جو تھی دختر شہریار　　حسین و طرحدار و عالی وقار
پری پیکر اُسکا تھا مشہور نام　　وجاہت کی تھی اُسکے شہرت تمام
ہوئی حسن کی اُسکے اُسکو خبر　　لگی رہنے بے تاب شام و سحر
نکھاوے نہ پیوے نہ سووے کبھی　　نہ یک آن خوشنود ہووے کبھی
بہایا کرے آنکھ سے نت لہو　　دوانی سی دیکھا کرے سو بسو
غرض ایکدن اپنی دائی سے جا　　یہہ درد نہانی سب اُسنے کہا
کہ سوداگر آیا ہی کوئی ادھر　　ہی خوبی کے عالم میں رشک قمر
ہوئی مجھکو بن دیکھے اُسکی طلب　　تعلق ہوا اُس سے بس دلکو اب
بھلا جاسکے تو بھی تو تک دیکھ آ　　اور احوال کو اُسکے آکر سنا

گئی سنکے دائی خردمند پاس　　پھر یکبارگی دیکھ ہوئی بدحواس

لگی دل میں کہنے کہ بس واقعی　　جو کچھ لوگ کہتے ہیں سب ہی وہی

پھر آکر خوزادی سے اپنی کہا　　کہ واری میں جلوہ کہوں اسکا کیا

نہ گل میں نزاکت ہی اسطرحکی　　نہ ہی شمع ہی میں وہ رخشندگی

خدا جانئے کیا طلسمات ہی　　نہیں عقل میں آتی کچھ بات ہی

نہیں شکل جادو کی تصویر ہی　　کہ یون اسکی آنکھوں میں تاثیر ہی

پری پیکر اور اسکا سنکر بیان　　لگی رہنے بیخواب و خور ہر زمان

ہوئے کتنے یادن جو یون منقضی　　خبر باپ کو جاکے دائی نے دی

ہوا باپ سنکر وہیں بیقرار　　بلایا وزیرون کتیں ایکبار

کیا انسے اظہار راز نہان　　نہان تھا جو کچھ کر دیا وہ بیان

خردمند کی بسکہ سب چال ڈھال　　خلایق میں پکرتی تھی شہرت کمال

کہ یون شخص اہل اور سنجیدہ ہی　　ادب مہذب ہی فہمیدہ ہی

وزیرون نے سنکر دیا یہہ جواب　　کہ ای شاہ فرخندہ مالک رقاب

نہایت ہی وہ شخص آداب دان　　عجب کیا کہ ہو صاحب خاندان

اگر اسسے نسبت ہو شہزادیکی　　تو ہم خیرخواہونکی تھی ہی خوشی

قباحت نہیں اسمیں مطلق ذرا　　ہر اکطرح یہہ کام ہی خوشنما

سنا شاہ نے جب یہہ انکا جواب　　تو خوش ہوکے یکبارگی بس شتاب

خردمند کے تئیں یہہ بھیجا پیام　　کہا جاکے پیغامبر نے تمام

خردمند سنکر اُس ابلاغ کو — رہا دل مین سخت اپنے حیران ہو
کہا اب کیا مین تدبیر اسکی کرون — دلہن ہو کے کسطرح دولہا بنون
دیا پھر یہہ پیغام بر کو جواب — بصد عجز و آداب و صد آب و تاب
کہ حضرت سے جاکر کرو التماس — مین بندہ ہون فدوی ہون احسانشناس
زہے میری عزت زہے مرتبت — جو بخشی یہہ توقیر اور منزلت
غلاموں کا ہون آپ کے مین غلام — دعا و ثنا مین رہونگا مدام
ولیکن جو نیت ہی میرے تئین — مین لائق اسکے قابل نہین
نہ جبتک یہہ ہوویگا مقصد حصول — نہین خانہ داری مجھے کچھ قبول
دیا شہ نے پھر اُسکا سنکر جواب — کہ جبتک ہو مقصد سے تم بہرہ یاب
زبانی ہی الفت مین رہنا مدام — نہین فرض کچھ خانہ داری تمام
تمھین چھ مہینے کی مہلت مین دی — ولیکن بہر طرح نسبت یہہ کی
ہوا تب تو لاچار سن یہہ بیان — کہا اب خلاصی مجھے ہی کہان
شہنشاہ سنکر بہت خوش ہوا — سر انجام شادی مہیا کیا
کیا منعقد دونون کو ہم دگر — جدا رہتے تھے لیک شام و سحر

* وفات یافتن بادشاہ شہر و نشستن زہرہ *
* بر تخت و وارد شدن بہرام در آنجا *

سنو آگے اور اب بیان قضا — کہ جب گذرے کتنے صباح و مسا
کیا انتقال اُس شہنشاہ نے — تلاطم دیا فوت ناگاہ نے

پڑا شہر و لشکر میں ماتم تمام　　خلائق کو تئیں غم ہوا صبح و شام
جہاں تک کہ ارکان دولت تھے سب　　ہر اک کے تئیں تھا الم اور تعب
رہے یوں ہیں چہلم تلک سب بے خبر　　پھر آخر کو بعد اسکے سب بیٹھکر
لگے کرنے گھر کا بہم انتظام　　کہ تا سلطنت کا ہو جس سے قیام
وہ تھا نہ فرزند کوئی شاہ کا　　کہ جس کے تئیں تخت پر دیں بٹھا
پس آخر کو سب نے یہی فکر کی　　کہ ہی مثل فرزند داماد بھی
یہی ہی سزاوار تاج و نگین　　اسی کے تئیں کیجئے جانشین
بٹھایا اُسے لا کے بالائے تخت　　ہوئے آپ آکر کھڑے پائے تخت
ہوئی دلہن زہرہ کے حسرت تمام　　دعائیں تھی کرتی یہی صبح و شام
کہ یارب تو سب کچھ ہی آگاہ کار　　ہی مجھ پر کرم تو ترا بیشمار
وہ کچھ کر اب اس طرح کا سبب　　کہ آوے وہ بہرام عالی نسب
جو وارث ہو اس تاج اور تخت کا　　یہ مخصوص اسکے ہی قابل ہی جا
یہی رات دن تھی اُسے آرزو　　یہی صبح و شام اُسکو تھی جستجو
سدا عدل و انصاف میں غرق تھی　　مرادیں تھی بر لاتی نت خلق کی
یہی تخت پر دن کو تھا اُسکا کام　　جو شب ہوتی تو روتی حق سے مدام
ہوا کتنے دن بعد کیا اتفاق　　کہ بیٹھی یہ روتی تھی اشک فراق
کوئی خانہ باغ اسکے تھا متصل　　وہاں جاکے بہلایا کرتی تھی دل
درخت اُسمیں چنبیلی کے خوش قطع تھے　　قفس اُسمیں رہتے تھے ہر طرح کے

کسی مین کوئی بلبلِ خوش نوا | کسی مین کوئی طوطی نغمہ سرا
کسی مین تھی مینا فصاحت بھری | کسی مین کوئی قمری خاکستری
ہر اک اپنی اپنی صدا و نوا | تھے رکھتے نہایت ہی وہان دلکشا
گئی مشغلے کے لئے اُنکے پاس | ولیکن کھڑی تھی نہایت اُداس
پھر اکبارگی اسمین ہوتا ہی کیا | کہ زاغ ایک جانب سے پیدا ہوا
لگا بولنے بیٹھ اِک شاخ پر | بدستور اپنی طرح شور کر
اثر دل مین اسکے جو کچھ ہو گیا | لگی کہنے ای طایر خوش نوا
کرون تجھ پہ سو بلبلون کو نثار | ہوئین طوطیان تجھ پہ صدقے ہزار
اگر خوشخبر کچھ مین تجھسے سنون | تو اطلس مین تیرے پرونکو مڑھون
مرصع کرون پاون کو بھی ترے | پلایا کرون دودھ ہر دم تجھے
یہہ باتین ہی تھی زاغ سے کر رہی | دوانی سی تھی یون بکتی کھڑی
کہ جوگی سا کوئی دیکھا اِک روبرو | جو تکتا ہی حیرت زدہ سو بسو
گلے بیچ کنٹھا بڑھے سر کے بال | پڑی کاندھے پر یکطرف مرگ چھال
رنگے گیروے کپڑے وہ بھی پھٹے | سر و سینہ پر راکھ یکسر ملے
نظر اسکی صورت پہ جون اُسنے کی | تو یکبار چھاتی دھڑکنے لگی
اُچھلنے لگا خانۂ تن سے دل | عجب بیکلی سی ہوئی متصل
پھر اسمین نظر سے نظر جون ملی | تو حالت ہوئی اور دل کی بری
کہا اسنے کچھ شبہہ سا دلمین لا | کہ ہی اسکی صورت تو کچھ آشنا

اِسیماین جو اُسنے بھی پھر کی نگاہ — تو اِکبارگی ویسے کھینچی اِک آہ
ہوئی اُسکی حالت بھی اِسکے مثال — کہ کچھ کچھ یو نہین دلمین لایا خیال
ہوئی زہرہ پھر مضطر و بے قرار — لگی پوچھنے اُس سے یون آشکار
کہ جوگی جی کیدھر سے تم آئے ہو — ذرا حال تو اپنا ہم سے کہو
کیا عرض تب اُسنے ای پادشاہ — بتھا میری کیا پوچھتے ہو گے آہ
اگر اپنی بیتی مین تمکو سناؤن — تو شاید زمین آسمانکو رولاؤن
مرے پاس لعل ایک تھا بے بہا — لڑکپن سے تھا میرے بازو بندھا
نہین لعل تھا بلکہ لالن تھی وہ — میری قوّت جان اور تن تھی وہ
رکھا اُسکا ماباپ نے زہرہ نام — اُسیکے تئین ڈھونڈھتا ہون مدام
سنی جب یہہ زہرہ نے نام و نشان — کئے آنکھہ سے وو نہین آنسو روان
اُٹھی تخت پر سے یکبارگی — لپٹ کر شتابی گلے مل گئی
لگی پھر تو دونون کو ہچکی بہم — کہ رقت وہ تھمتی نتھی کوئی دم
پھر آخر بٹھایا اُسے تخت پر — مصیبت سنانے لگی سر بسر
کہی جو کہ بیتی تھی اُسپر تمام — ہوئی بعد ازین خوشدل و شادکام
کیا جا محل مین سب اپنا سنگار — اُتارا وہ مردانہ بھیس ایکبار
پری پیکر اُسوقت حیران ہوئی — کہ یہہ کیسی قدرت نمایان ہوئی
لگی کہنے زہرہ پھر اُسکے تئین — کہ سنتی ہی ای گوہر نازنین
دعا تجھہ دلہن کی ہوئی مستجاب — کہ دولھہ ترا آیا بارے شتاب

گر نہ ہین وو لطف کہان ہوسکون — کہ ہین بھی دلہن تجھسے ہی آپ ہون
محل بابیچ پھر لائی بہرام کو — دکھایا کہ لے اِسس دلارام کو
یہہ تیرے لئے تھی امانت رکھی — سو شاکر خدا تیرے قسمت ہوئی
خوشی ہوئی نہایت ہی بہرام کو — کہ پایا اِک اور ایسی گلفام کو
پری پیار اِسس چاہ کو دیکھ کر — ہوئی دل ہین محظوظ پھر سر بسر
لگی کہنے بہرام سے بے حجاب — کہ زہرہ بھی دلہن بنے اب شتاب
توحق اُسکا ہی کچھ نہین اِسہین حرف — حقیقت ہین سب اُسکے ہاہین حق بطرف
ہوئی پھر توزہرہ کی شادیکی دھوم — عمل ہین سب آیا وہ رسم ورسوم
لگے رہنے تینون خوشی نالکے ساتھ — کہ دن عید اور رات تھی شب برات
محبت تھی دو دلہنون ہین بہم — جدائی نرہتی کبھی ایک دم
سدا عیش و عشرت تھا بہرام کو — مزے لے لے ہر صبح وہر شام کو
ادا کرتا شکر خدا دم بدم — کہ یون دور جسنے کیا فکر و غم
ہوا خاتمہ اُن کا جیسا بھلا — ہمارا تمھارا ہو ویسا بھلا

* داستان حسن سوداگرو گوہر نام دختر پارسا *

حسن نام سوداگرون ہین کوئی — کرے تھا کہین ہند ہین تاجری
ولیکن تھا رنگین اور یار باش — تماشون کی ہر صبح رکھتا تلاش
خصوصا پئے جستجوئے شکار — پھرا کرتا صحرا ہین لیل و نہار
کسی دن گیا جو بیابان ہین — ملا آہو اِک اُسکو میدان ہین

چلا اُسکے پیچھے بجہد تمام — کہ جون تون کرے تا کہین اُسکا کام

وہ آہو ہوا غایب اِکبارگی — اِدھر اُسنے بھی راہ جنگل کی لی

کیا اُسنے جنگل کتین جبکہ طی — تو کیا دیکھتا ہی کہ اِک باغ ہی

نہایت ہی شاداب اور دلکشا — چمن سے چمن اُسکے راحت فزا

گل و غنچہ ہین کھل رہے رنگ رنگ — تماشائی ہو دیکھکر جسکو دنگ

جدھر دیکھو رنگین عمارات ہی — کہے تو کہ باغ طلسمات ہی

پھر اِکطرف کو کیا ہی آتا نظر — کہ ہی بنگلہ اِک خس کا بس جلوہ گر

ہی بیٹھی ہوئی اُسمین کوئی ماہرو — حسین و طرحدار و ژولیدہ مو

وہ آہو جو اُسکے تئین تھا ملا — سو ہی روبرو اُسکے پاسو بندھا

اور اِک پیرزن سی کوئی منحنین — ہی اُس ماہرو پاس بیٹھی وہین

حسن کے تئین دیکھ وہ ماہرو — چھپی اُٹھکے پردے مین جا ایکسو

یہہ بیہوش ہو کر گرا ایکبار — رہا یکسر مو نہ صبر و قرار

لگی پیرزن کہنے اِسکے تئین — کہ کیون کسلئے ہو گیا تو غمین

ابھی تو کھڑا تھا ابھی گر پڑا — ابھی تھا بخود پھر یہہ بیخود ہوا

سو کہو امطے کیا جہت کیا سبب — بیان کچھ تو وجہ اِسکی کر مجسے اب

حسن نے کہا کیا کہون اپنا حال — ہوئی زندگانی مجھے اب وبال

اِس آہو نین کے تئین دیکھکر — ہوا میرا احوال یون سر بسر

کسطرح اِس سے ملا دے مجھے — دعا دونگا دونون جہان مین تجھے

وگرنہ بچیگی نہین میری جان — مرونگا اِسی باغ مین مین ندان

کہا پیرزن نے کہ وحشی ہی تو — پھر ایسا زبان پر نہ لانا کبھو

اُٹھا دے یہہ اُسکی طرفسے خیال — یہہ دشوار ہی اور امر محال

پدر اُسکا زاہد ہی مان پارسا — عبادتمین خود بھی ہی رہتی سدا

معرا ہی ایسے خیالات سے — مبرا ہی دنیا کی سب بات سے

زبان پر نہین اُسکے جز یاد حق — سدا نام حق کا ہی پڑھتی سبق

تو جیدھر سے آیا چلا جا اُدھر — عبث غم ندے آپکو اِسقدر

حسن سنکے یہہ پیرزن کا بیان — لگا پھر اُسے کہنے حسن میری جان

اگر تیری دولت سے مقصد مین پاؤن — تو تا زندگی حق نہ تیرا بھلاؤن

غلامون کا تیرا رہون مین غلام — دعا تجھکو کرتا رہون صبح و شام

جب اِصرار یہان تک حسن نے کیا — تو اُس پیرزن نے پھر اِتنا کہا

کہ تدبیر ہون اِک بتاتی تجھے — براہ خدا مین سکھاتی تجھے

کہ اِس باغ مین تو بچھا جانماز — عبادت کیا کر بسوز و گداز

وظیفے دعائین پڑھا کر ہمیش — تلاوت مین بیٹھا رہا کر ہمیش

اِسیطرح سے جب کئی صبح و شام — ترا طاعت و زہد مین نکلے نام

پھر آگے اگر اُسکے تو باپ سے — بعجز و مساجت یہہ خواہش کرے

تو شاید وہ کر بیٹھے نسبت قبول — نہین اِس سوا اور مشکل حصول

حسن سنکے یہہ پیرزن کا بیان — عبادت کرنے لگا ہر زمان

نہ تھی غیر اوراد و صوم و صلات — شب و روز میں اور کچھ اُسکو بات

جبین پر بھی سجدوں کے گھٹے پڑے — وظیفوں میں نت ہونٹھ ہلنے لگے

تغیر کیا کچھ کا کچھ یک بیک — بنا زاہد و متقی یہان تلک

کہ مسواک و تسبیح و شانہ سوا — کچھ اور اُسکا اسباب زینت نہ تھا

مقدس بنا جبکہ اِس طرح سے — تو اُس ماہرو کا پدر دیکھ کے

لگا کرنے تعریف اُسکی تمام — ہر اِک لحظہ ہر آن ہر صبح و شام

پھر اِک دن کیا پیرزن سے سوال — کہ یہہ کون ہی مرد صاحب کمال

کہا اُسنے کیا اُسکی حالت کہوں — بیان اُسکی کیا حسن طینت کروں

کہ ہوگا نہ ایسا کوئی نیک ذات — نجیب و شریف اور مقدس صفات

بجز ذکر حق کچھ نہیں اُسکا کام — تلاوت میں ہی غرق ہر صبح و شام

اگر اُس سے لڑکی یہہ منسوب ہو — تو نسبت نہایت ہی یہہ خوب ہو

کہ جیسا یہہ لڑکی کا گوہر ہی نام — حسن بھی درِ بے بہا ہی تمام

بھلا ہی جو گوہر سے گوہر ملے — کہ دولھہ دلہن دونوں ہوں ایکسے

پدر نے یہہ سن پیرزن کا جواب — کہا واقعی ہی براہ صواب

مجھے بھی یہی اِس سے منظور تھا — یہی میری خاطر میں محصور تھا

کہا پیرزن نے کہ کہئے تو جاؤں — اب اُسکو بھی یہہ بات جا کر سناؤں

پدر نے کہا جا کیا میں قبول — کسیطرح طی ہووے شرع رسول

پس آئی حسن پاس وہ پیرزن — لگی کہنے لے ہو مبارک حسن

مبارک ہو تیرے تئیں وصل یار ۔ بس اب تیرے دکو ہی ملنا قرار
سرانجام کر آج سے بیاہ کا ۔ ہوا میدوار اپنی اُس ماہ کا
حسن سنکے یہہ بات جون تو بہار ۔ ہوا تازہ و خندہ رو ایکبار
تردد مین مصروف اپنے ہوا ۔ لوازم مہیا کیا بیاہ کا
پدر نے بھی مہروکے کئی دنکے بعد ۔ مقرر کر اِک ساعت روز سعد
بجا لایا امر شریعت کتین ۔ کیا اُس سے گوہر کی وصلت کتین
حسن بیاہ سے جب ہوا شادمان ۔ تعیش مین رہنے لگا ہر زمان
گذر ایک مدت گئی جب یونہین ۔ تو کہنے لگا پھر یہہ گوہر کتین
کہ لو اب مرخص ہو ماباپ سے ۔ چلو دیکھو لوگ اپنی سسرال کے
کہا اُسنے جیسی ہو مرضی تری ۔ غرض اپنے میکے سے رخصت ہوئی
حسن اور گوہر وہان سے چلے ۔ سفر کی غریبی مین آکر پڑے
ہوا آذوقہ راہ مین جب تمام ۔ پڑا آن کر فقر فاقے سے کام
نظر کرکے گوہر اِس احوال کو ۔ مصیبت کو اور غم کے جنجال کو
جو اسباب ظاہر سے ہوئی نا اُمید ۔ نکال ایک بقچے سے تھان سفید
لگی کاڑنے اُسکے اوپر چاکن ۔ کرے آپ وواسطے کا تا کچھ جتن
بنا کر کیا پھر وہ تیار جب ۔ حسن کے دیا ہاتھ مین اُسکو تب
کہا جاکے بازار مین بیچ لا ۔ بہر طور سامان ہو قوت کا
حسن پھر کسی گھر مین اُسکو اُتار ۔ چلا تھان لیکر فروشندہ وار

دکھانے لگا جا کے بازار جب ہوئے جمع آکر خریدار سب
چکن تھا زبس تھان پر بے نظیر لگا کرنے خواہش صغیر و کبیر
کوئی دس اشرفی لگانے لگا دوچند اس سے کوئی سنانے لگا
غرض جو کوئی تھا اسے دیکھتا بڑھاتا ہی تھا مول اسکا پڑا
قضارا اسی مین کہین کو توال ہوا وارد اور دیکھ یہہ قیل و قال
لگا کہنے چوری کا ہیگا یہہ تھان کہ ہی اور ہی اسکی کچھ عظم و شان
پھر اتنے مین اور اک کوئی بیچیا علاوہ یہہ شحنہ سے کہنے لگا
کہ یکما ہر وسی بھی ہی اسکے ساتھ لگی ہی خدا جانے کیدھر سے ہاتھ
لے آیا ہی شاید کہین سے نکال وہ اور تھان دونون ہین چوریکا مال
غرض شحنۂ بے حیا نے وہین حسن کو اور اسکی وہ گوہر کتین
کیا دفعۃً ایک جا دستگیر اور اکبار لا کر حضور وزیر
جو کچھ نقل تھی کی سب اسنے بیان وزیر لعین سنکے یہہ داستان
لگا کہنے عورت بھی بد ذات ہی جو گھر چھوڑ کر یار کے ساتھ ہی
اسے لیکے اب قلعہ کے برج پر رکھو قید شدت مین جا زود تر
اور اس مرد کو بھیجو زندان مین نہایت ہی حال پریشان مین
یہہ احکام سنتے ہی بس کو توال بجا لایا اکبار گی حال حال
قضارا وہ گوہر کو جب کو توال لے آیا تھا گھر مین سے جا کر نکال
تو اسوقت مین نوکر اسکا کوئی وہ گوہر تھی جس ہاتھ پکڑی گئی

سو شیدائی اُس مہ کا ہو کر کہیں | تھا اُلفت میں اُسکی حزین و غمین
وہی شام کو با دل دردمند | تہ برج آیا لئے اِک کمند
لگائی کمند اُسنے اُس بام پر | نظر کر کے گوہر اُسے زود تر
پکڑ کر کمند اُتری اِکبارگی | اعانت سے اُسکی زمین پر ہوئی
وہ پاتے ہی گوہر کو بس ایکبار | پھرا گھر میں اپنے بصد اضطرار
سفیدہ ہوا صبح کا جب نمود | سوار ایک اُسدم ہوا تب نمود
سمجھ کر اُسے نوکر کوتوال | گیا بھاگ گوہر کو جنگل میں ڈال
سوار آکے گوہر کتیں دیکھ کر | بٹھا جلد جلد اپنے مرکب اُپر
شتابی چلا اپنے گھر کے تئیں | کہ لیجاوے رشک قمر کے تئیں
قضارا کوئی شاہزادہ وہاں | ملا دشت میں آ نکار ناگہاں
وہ نکلا تھا گھر سے براے شکار | بس اِسکے تئیں دیکھکر اِیکبار
لیا ہاتھ سے اُسکے اُسکو چھڑا | اور اِکبارگی لے کے گھر کو چلا
گئی جب محل میں یہہ شہزادیکے | تو سب ماجرے اِسنے اپنے کہے
وہ شہزادہ سن اِسکی حالت تمام | لگا کرنے بیچارہ رقت تمام
پھر آخر شتابی حسن کے تئیں | بلا بھیجا زندان میں سے وہیں
عنایت سے دونوں کو باہم ملا | بخوبی وطن کو مرخص کیا

در قید افتادن حسن بہ تہمت دزدی

وہاں سے چلے جب وہ دونوں غریب | پھر آفت ہوئی اور اُنکو نصیب

کہ جب شام صحرا میں اونپر پڑتی   تو دونوں کی ہوئی حالت بیکسی
بسیرے کی کرنے لگے پھر تلاش   جہاں رات کی رات ہو بود و باش
کیا پھر کسی جا میں آخر قیام   کہ ہو جاوے شب بیکسی کی تمام
ہوئے پر اندھیری سے جسدم خفا   تو دونوں کا جی مضطرب ہو چلا
مقدم پڑا آکے فکر چراغ   کہ تا روشنی سے ہو دلکو فراغ
حسن نے کہا تب یہہ گوہر کتیں   کہ ظلمت سے اب تاب جیکو نہیں
ہی نزدیک آبادی یہاں سے کوئی   کہ بکتی ہی وہاں جنس ہر طرح کی
کہے تو تو جا کر ذرا تیل لاؤں   چراغ اِس مصیبت کے گھر میں جلاؤں
کہا سن کے گوہر نے بہتر ہی جا   و لیکن شتابی سے مجھہ تک پھر آ
کہ تنہائی جی کا نہووے زوال   نہو زندگانی یہہ مجھکو وبال
حسن اُٹھکے آبادی کے تئین چلا   مصیبت اُپر اپنی روتا ہو
پھر اِتنے میں بازار میں آن کر   کہیں ٹھہرا دوکان بقال پر
کہ تا وے کچھہ اُسکے تئین تیل لے   اور اِکبار جلدی سے گھر کو پھرے
قضارا وہ تیل اُسکی دوکان کا   کوئی چور دو دن سے لیجاتا تھا
وہ تھا اِس تجسس میں پکڑے اُسے   بس اِکبار اُسکے تئین دیکھہ کے
لگا کہنے ہی چور شاید یہی   کہ صورت بھی اِسکی ہی کوئی اجنبی
بس اِکبار اُسکو کیا دستگیر   ہوئے جمع سارے صغیر و کبیر
گذربان کو وو نہیں لائے ملا   حسن کو پھر اُسکے حوالے کیا

گذر میں پڑا قید اِیدھر حسن — اُدھر سنئے گوہر کا رنج و محن

کہ جب کر چکی خوب سا انتظار — تو خاطر میں لائی یہی ایکبار

کہ شاید حسن پر کچھ آفت پڑی — جو اِس مرتبہ دیر پھرنے میں کی

ہوئے تین دن اور نہ اتنک پھرا — خدا جانئے اُس پہ گذرا ہی کیا

اُٹھی پھر وہان سے بلاچار گی — چلی وہ وہی آبادی جسطرف تھی

لگی کرنے آشہر میں جستجو — بھٹکنے لگی سو بسو کو بکو

یونہیں ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سب کہیں — پھر آخر کو دیکھا حسن کے تئین

کہ ہی اِک گذر میں مقید پڑا — غریبانہ روتا ہی بیٹھا ہوا

نظر کرکے گوہر کتیں ایکبار — بہانے لگا اشک خون زار زار

کہی جو کہ بیتی تھی گوہر سے سب — کہ یون مجکو آیا ہی یان پیش اب

کہا سنکے گوہر نے اُسکے تئین — کہ ہرگز نہ دل میں اندوہ گین

خدا پر بہرحال رکھہ تو نظر — کرے گا وہ اِس شام کو بھی سحر

میں جاتی ہون اب فکرو تدبیر کو — بھلا آزماتی ہون تقدیر کو

یہہ کہہ کر گئی تھا جہان کوتوال — کہی اُس سے حالت تمام و کمال

وہ اِکبار دیکھہ اِسکو شیدا ہوا — تعشق میں اِسکے دوانا ہوا

اکیلا ہو کہنے لگا اُسکے تئین — کہ اے مہ جبین اے مری نازنین

حسن کو چھڑاتا ہون اِس شرط سے — جو تو رات کی رات مجھسے ملے

میں مانون تری بات اور تو مری — ابھی ساری خواہش ہی ملی تری

لگی کہنے تب دل مین گوہر یہہ لا　　کہ اِنکار اِس سے نہین ہی بھلا

بہر طور یون گانٹھنی خوب ہی　　کہ اِک امر دشوار مطلوب ہی

کسی طرح دھوکھے مین رکھئے اِسے　　کہ جس مین وہ مقصود اپنا ملے

لگی کہنے سنتا ہی ای کوتوال　　نہین بر ملا خوب یہہ قیل و قال

یہی ہی جو منظور خاطر ترے　　تو شب بندہ خانے مین آنا مرے

کیا تو نے مطلب کو میرے قبول　　بھلا تیری خواہش بھی ہوگی حصول

وہ سنتے ہی خوش ہو کے اِکبار تب　　لگا کہنے اچھا مین آؤنگا شب

یہہ گوہر وہان سے پھر آگے چلی　　تھے تشریف رکھتے جہان قاضی جی

کیا جا کے اُنسے بھی یونہین بیان　　اُنھوننے بھی سنتے ہی یہہ داستان

وہی آرزو اپنی در پیش کی　　اور اُنسے بھی اُسنے کہا سب وہی

ہوا وعدہ اُنسے بھی اُس بات کا　　اُسی بات کا اور اُسی رات کا

یہہ کہہ سنکے بس اُنسے رخصت ہولی　　اور آ کر جگہہ بھی کسیطرف لی

پڑی جبکہ دار القضا بیچ رات　　تو حضرت نے پھر زیب و زینتکے سات

اکیلے رکھا گھر سے باہر قدم　　پئے جستجوئے مکان صنم

بھٹکتے تھے گلیونمین پھرتے ہوے　　ہر اِک گام لاحول پڑھتے ہوئے

بہر طور بارے نکالا سراغ　　گئے گھر کے اندر خوش و باغ باغ

کیا اُٹھکے گوہر نے جھک کر سلام　　بٹھایا بہ تعظیم اور احترام

ہوا اختلاط مقدس شروع　　لگی کرنے گوہر خضوع و خشوع

کہ لونڈی کی کتنی سعادت ہوئی　　جو اسگھر میں حضرت نے تصدیع کی

لگے کہنے کیا معذرت ہی ضرور　　بس آغاز ہوا امر عیش و سرور

تہجد کا بھی وقت نزدیک ہی　　اور اسپر ہوئی شب بھی تاریک ہی

شتابی سے طی ہوا گر مدعا　　تو جا کر وظایف کروں سب ادا

یہہ سنتے ہی گوہر نے بس پھر وہاں　　دیا جام مے بھر کے حضرت کتئیں

لگاتے ہی منہہ سے بس اکبار جام　　جب آنکھوں میں کیفیت آگئی تمام

لگے ہاتھہ خواہش کے ہونے دراز　　اُدھر سے تھا ناز اور اِدھر سے نیاز

کہ اتنے میں دروازے پر کوتوال　　بہ تعجیل آیا چلا حال حال

سنانے لگا اپنی آواز کو　　کہ تا سمجھے گوہر اُس انداز کو

صدا وو ہیں گوہر وہ پہچان گئی　　جو کچھہ جاننا تھا اُسے جان گئی

لگی کہنے قاضی سے بس ایکبار　　کہ حضرت ذرا ہو جیئے ہوشیار

ہی دروازے اوپر کھڑا کوتوال　　اور آنیکا رکھتا ہی اندر خیال

گئے چوکڑی بھول حضرت وہیں　　لگے بھیجنے لعن شیطان کتئیں

کہا کوئی چھپنے کی جا گھہ بتا　　مبادا یہہ ملعون کہیں دیکھے آ

لگی کہنے گوہر بتاؤں کہاں　　نہیں کوئی جا گھہ چھپاؤں کہاں

وہ اور اسکو سن تھرتھرانے لگے　　بلکنے لگے بلبلانے لگے

کہا تب یہہ گوہر نے معذور ہوں　　نہ ہونے سے جا گھہ کے مجبور ہوں

مگر سامنے ہی دھری یہہ جو خم　　کسیطرح گر ہو سکو اسمیں گم

تو حاضر ہی بس اُسمیں جاؤ سما ‏ ‏ نہیں اِس سوا اور چارہ مرا
وہ فوراً غنیمت سمجھ اِسکا تئیں ‏ ‏ گئے خم میں شکل فلاطون وہیں
پھر اِتنے میں داخل ہوا کوتوال ‏ ‏ کئے لذت و عیش دل میں خیال
بٹھایا اُسے بھی بالطف تمام ‏ ‏ رکھا روبرو لا کے مینا و جام
گلابی لگی چاہنے اِکبارگی ‏ ‏ رچاوٹ کی ہر بات ہونے لگی
ہوا رفتہ رفتہ اُسے بھی نشا ‏ ‏ ارادہ وہ کچھ اور کرنے لگا
کہ اِسمیں ہی اِکبارگی حال حال ‏ ‏ لگی کہنے گوہر سن اے کوتوال
گئی ہی تری عقل سر سے کدھر ‏ ‏ وہ پہنچا وزیر آکے دروازے پر
کیا تونے رسوا مرے تئیں بھی آج ‏ ‏ کہ ایسی فضیحت بنی لاعلاج
لگے آگ اِس تیری چاہت کتئیں ‏ ‏ اور اِس دوستی و محبت کتئیں
ڈبویا مجھے ایسے پردیس میں ‏ ‏ نکل جاؤں اب یہاں سے کس بھیس میں
وہ سنتے ہی یک بار نام وزیر ‏ ‏ کہا اب کدھر جا کے ہوں گوشہ گیر
کسطرح سے میری تدبیر کر ‏ ‏ شتابی کر اِس میں نہ تاخیر کر
وگرنہ بچے گی نہیں میری جان ‏ ‏ یہ کیا سر پہ آئی بلا ناگہان
میں کیا جانتا تھا یہ کچھ ہووے گا ‏ ‏ کہ یوں عشق یہ جی مرا کھوئیگا
لگی کہنے گوہر کہ میں کیا کروں ‏ ‏ مرا کیا ہی بس جو مداوا کروں
ترے عشق نے کھوئی میری بھی جان ‏ ‏ میں مرنے پہ ہوں آپ ہی اب ندان
نہیں دوسری اور جاگہ کوئی ‏ ‏ چھپاؤں جہاں تجھکو میں غمزدی

یہی ایک توتا سا گھر ہی بساط — سو اس میں کہاں ہو سکے احتیاط
یہہ تقریر سنتے ہی بس کوتوال — ہوا اور خایف تمام و کمال
لگا کہنے ہی سخت یہہ تو غضب — کہ بیٹھے کا بیٹھا رہوں یون ہین اب
کہیں تو بتا مجھکو چھپنے کی جا — کہ جس مین رہوں کچھہ بھی تو آؤ چھل ذرا
لگی کہنے گوہر اگر ایسا ہی تو — چھپا چاہتا ہی بصد جستجو
تو تھیلا یہہ ہی سامھنے اک دھرا — اگر جا سکے تو بس اس مین ہی جا
غنیمت اسیکو سمجھہ کوتوال — سمایا وہین تھیلے مین حال حال
بس اکبار گوہر نے کر فند چھند — کیا منھہ کو تھیلے کے اک بار بند
اور اس خم کے منھہ کو بھی باندھا شتاب — تھے جس مین کہ حضرت شریعت مآب
یہہ تدبیر دلخواہ جب کر چکی — بخوبی فراغت سے پھر سو رہی
ہوا صبح دم جب تو بازار سے — بلا اک دو مزدور تیار سے
کہا لو خم اور تھیلا سر پر اٹھا — وہ دونون کو پھر ساتھہ اپنے لیا
گئی لے وہان کے در شاہ پر — مصیبت کی اپنی بیان سر بسر
تحیر ہوا اسنکے کتنون کے تئین — اچنبھے مین آ رہ گئے بس یونہین
وہین شاہ عادل نے سن یہہ کلام — کیا رحم حالت پہ اسکی تمام
سر خم کو اور تھیلے کو کر کے وا — نکال انہین سے دونون وہ بیحیا
ہر اک کے تئین دیکے حکم قصاص — حسن کو کیا قید سے پھر خلاص
[illegible] دونون کو خلعت افتخار — مرخص کیا اپنے شہر و دیار

اُسن اور گوہر بچھا جا نماز ہوئے شاکر خالق بے نیاز
دعایں بہت دیکے اُس شاہ کو چلے اپنے مقصود کی راہ کو
پھر آخر کو آکر بخوبی تمام ہوئے داخل اپنے دیار و مقام
لگے رہنے باہم بعیش و سرور ہوئے غم مصیبت کے سب دلسے دور
ہوا جسطرح سے دن اُنکا بھلا یونہیں حملہ عالم کے ہون مدعا

* داستان سہ جوان غریب *

سفر مین کہین تین شخص ایکجا ہوئے راہ پیما سے رنج و عنا
پڑی آکے جنگل مین جب اُنکو شام نہ منزل کو طی کرنے پائے تمام
تھکے اور اِکبار گی گر پڑے درختونمین اِک جا کئے بسترے
ہوئی رات غربتکی از بس دراز لگے کہنے باہم بسوز و گداز
کہ نوبت بنوبت ذرا ہر کوئی کہانی کہے اپنی بیتی ہوئی
اور اِسمین نہ کوئی اگر کہہ سکے تو پھر وہ گنہگاری اِسکی یہہ دے
کہ ہم دونونکو اپنے کاندھے پہ وہ چڑھا کر کے پہنچاے اِس شہر کو
قبول اِسکو تینون نے باہم کیا ہر اِک سر گذشت اپنی کہنے لگا

* داستان جوان اول *

سنو داستان کو مری دوستان جو بیتی ہی مجھپر ہون کرتا بیان
کہ ہم کتنے اِک آشنا تھے بہم طریق رفاقت مین ثابت قدم
تجارت کا شایق ہوا ہر کوئی خریدی پھر اجناس ہر طرحکی

جہاز ایک دن کر کرائے کیا　　لیا رستہ ملک سراندیپ کا

کٹے کتنے اِکدن تو آرام سے　　تھے محفوظ گردش سے ایام کے

ولے آخر اِک جا پہ ٹوٹا جہاز　　بچھڑ گئے وہ سب دوست اور دلنواز

بہا مین بھی اِک تختہ پر اِکطرف　　خطر تھا نہو جان شیرین تلف

رہا پانی مین سات دن سات رات　　ولے بعد ازین پائی آخر نجات

یکایک وہ تختہ کنارے لگا　　کیا سجدۂ شکر مین نے ادا

کنارے سے خشکی پہ پھر آن کر　　لگا دیکھنے بارے اِدھر اُدھر

جو دیکھون تو ہی ایک شہر عظیم　　چلا اُسطرف کو بحال سقیم

گیا شہر مین جا کے جسدم گذار　　تو دیکھا عجب کچھ وہ شہر و دیار

کہ ہر آدمی کے ہین بازو مین پر　　خطوط شعاعی سے ہین جلوہ گر

نرالا ہی پھر کچھ زبان و بیان　　کہ ہرگز نہین فہم کا کام وہان

اُس اشکال کو دیکھ حیرت ہوئی　　نہایت ہی اِک دلکو دہشت ہوئی

اِسی خوف مین تھا کہ پھر اِک عجیب　　فلک پر سے غول اُترا آ کر قریب

پری زادین اُسمین نمایان ہوئین　　زمین پر ہر اِک سو خرامان ہوئین

کوئی توڑتی کھاتی جنگل کے پھل　　کوئی کھیلتی پھرتی ہر اِک محل

نہاتی کوئی جا کے تالاب مین　　کوئی پھیرتی خوش ہو گرداب مین

پھر اُنمین سے اِکبارگی اِک پری　　فلک پر مجھے دفعتن لے اُڑی

اُتارا کسی باغ مین جا شتاب　　لگی لہنے پھر مجھسے ہو بے حجاب

کہ ای آدمی زاد ای بے وفا | بس اب خوش ہو آیا ترا دن بھلا

کہ مین گرچہ جنس پریزاد ہون | ہر اک نوع لذت سے آزاد ہون

ولے تجھسے مجھکو تعلق ہوا | کہ لائی مین اس طرح تجھکو اٹھا

بس اب مجھسے ہنس بول ہو بے حجاب | اٹھا منہہ سے شرم و حیا کا نقاب

ہوئی بے تکلف پھر اکبارگی | گلے اسطرح سے مرے لگ گئی

کہ ہرگز نہ باقی رہی مجھہ مین تاب | بخوبی ہوا دفعتہ بے حجاب

کرون آگے اور اسکے تفصیل کیا | جو عالم مین ہوتا ہی سب کچھ ہوا

خوشی سے لگی کٹنے پھر ہم دگر | گذرتی تھی عشرت مین شام و سحر

ہوئے منقضی اسمین کتنے برس | ہوئی بعد ازین پھر یہہ دلکو ہوس

کہ اب آشناؤن سے جا کر ملون | کہون حال اپنا اور انکا سنون

کہا مین نے پھر اسکے تئین ایکروز | کہ ای یار دلسوز و عالم فروز

خوش آتا نہین اب مجھے یہہ مکان | وطن دیکھنے کو ترستی ہی جان

اگر گھر کو رخصت کرے تو مجھے | تو گویا کہ اک سلطنت ہو مجھے

لگی کہنے سنکر کہ ای دلربا | اگرچہ ترا گھر کو ہی چاہتا

تو مجھکو بھی تیری خوشی ہی قبول | نرہ اپنے دل مین تو ہرگز ملول

بھلا صبح رخصت کرونگی تجھے | اور اک کل کا گھوڑا بھی دونگی تجھے

کہ یکدم مین پہنچے کہین کا کہین | بھلا تو نہ ہرگز ہو اندوہگین

ہوئی جب سحر تب وہ گھوڑا بنا | سوار اسپہ اکبار مجھکو کیا

قد اُسکا سراپا مثال شتر — ایال اُسکی جون ریچھ گردن اُپر

دہن شیر سا دانت مانند فیل — تن اُسکا سیہ مثل دریاے نیل

ہر شکل یکبارگی وہ اُڑا — کہون کیا مرا حال پھر کیا ہوا

سمجھتا نتھا مین کہ کسطرف ہون — کہون کسّے حال اور کسّے سنون

گھڑی چار کے بعد وہ دیوزاد — ہوا نازل اِک کوہ پر شکل باد

لگا دوڑنے پھر اِدھر اور اُدھر — گرجنے لگا صورت شیر نر

نکال اِسمین پھر کوہ سے اژدہا — وہ گھوڑے کے آکر مقابل ہوا

اُسے دیکھ گھوڑا اُٹھا ہنہنا — بدن جھاڑنے اپنا پیہم لگا

گرا پیٹھ سے اُسکی مین اِیکبار — بدن ہو گیا چور بے اختیار

پھر اِکبار ہون اور کیا دیکھتا — وہ گھوڑا بنا صورت اژدہا

پھر اُسوقت دونون مین کشتی ہوئی — ولیکن عجب کچھ طرح کی ہوئی

کہ اُڑنے لگا ایک گرد و غبار — قیامت سی گویا ہوئی آشکار

اِس احوال کو دیکھ اِکبارگی — پھر اِکطرف مین راہ جنگل کی لی

چلا پیادہ پا جب مین دونکی راہ — تو حالت ہوئی خستگی سے تباہ

پھر اِس مین نظر آیا اِک پیر مرد — کہ منہہ پر جمی ہوئی ہی سب اُسکے گرد

کیا اُسکو مینے جھکا کر سلام — لگا پوچھنے ڈر کے پھر اُسکا نام

کہا مجھکو اِکبارگی شور کر — کہ جیدہر سے آیا چلا جا اُدھر

یہان دیو کے سب مکانات ہین — ہر اِک گام سو سو بلیات ہین

پھر کچھ تو بیزار ہی جان سے | کہ جاتا نہیں اس بیابان سے
پھر سنار گرا اسکے مین پاؤن پر | کہ بھٹکا ہوا ہون مین جاؤن کدھر
اگر تم ہی کچھ ہو مرے رہنما | تو بچتا ہی ہر طرح سے جی مرا
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو | جدھر جاؤن اک مجھپہ جنجال ہو
کہا اسنے تب چل مرے ساتھ آ | دون مقصود کی راہ تجھکو دکھا
پھر کہہ کر لیا ساتھ اپنے شتاب | اور آکر دکھائی وہ جائے خراب
کہ بس سر سے جاتا رہا میرا ہوش | ہوا وو نہین حیرت کے مارے خموش
جو دیکھون تو ہی کچھ بشکل سرنگ | کہ منہہ پر ہی بھاری یسا اک جسکے سنگ
وہ پتھر کو اک بار سرکا دیا | اور اس مین مجھے بند جا کر کیا
جو دیکھون تو کئی آدمی ہین وہان | اور اکطرف کو ڈھیر ہین استخوان
کہا دیکھ انہین سے اک نے مجھے | کہ قسمت تری لائی کیون یہان تجھے
وہ آیا جو تھا پیر تجھکو نظر | سو وہ دیو ہی کچھ نہین ہی بشر
یہی کام رکھتا ہی وہ بے حیا | کہ روز ایک دو کے تئین ساتھ لا
ہی کرتا یہان لاکے ہم سب مین بند | ہمیشہ یہی اسکے ہین چھند و فند
ہی پھر طعمہ کرتا ہر اک کے تئین | یہی کام رکھتا ہی نت وہ لعین
سوا اسکے کتنے بز و گوسپند | کنارے ہین وہ بھی کسیطرف بند
اسیطرح انکے تئین بھی سدا | کرے ہی سدا مصرف ناشتا
کہا مین نے بارے وہ ہینگے کدھر | رکھا ہی کدھر انکے تئین بند کر

کہا اُسکا شاگرد ہی اِک لعین　　چرا تا ہی جنگل مین اُنکے تئین
گیا ہی چرانے کو لے صبح سے　　کہ تا شام پھر اُنکو گھر لے پھرے
غرض دن گذر کر ہوئی رات جب　　وہ شاگرد داخل ہوا آکے تب
بز و گوسپند اِکطرف باندھ کر　　لگا پھرنے وحشی سا اِیدھر اُدھر
پھر اِتنے مین کئی آدمیکو شتاب　　کیا سینخ پر رکھ کے اُسنے کباب
بخوبی مزا لیکے کھانے لگا　　ہر اِک اُستخوان کو چبانے لگا
ہوا سیر جب کھا کے سبکو تمام　　پیا اِیک اُوپر سے پانی کا جام
پھر اِکطرف کو جا ہوا مست خواب　　یہہ سب دیکھہ مجکو ہوا اِضطراب
قضارا پھر اُس رات کو دیوزاد　　کہا تا تھا اُسکا جو وہ اُوستاد
پھرا اتفاقا نہ گھر کے تئین　　یہہ احوال معلوم کر مین وہین
جہان اُسکا شاگرد تھا مست خواب　　گیا دیکھنے اُسکو با اِضطراب
جو دیکھا تو ہی نیند مین بے خبر　　نہایت ہی بے ہوش و بے پا و سر
اُسی کے تئین مین غنیمت سمجھہ　　غنیمت سمجھہ عین فرصت سمجھہ
اُٹھا اُسکی وہ دونون سینخ کباب　　دیا آگ پر خوب سا اُنکو تاب
ہوئین آگہین خوب جسوقت لال　　چبھو دین وہین آنکھونمین حال حال
اُٹھا شور کر کے وہ اِکبارگی　　مجھے دلہین سخت اُسکی دہشت ہوئی
وہین اپنے گوشے مین آکر پڑا　　وہ سر کو زمین پر پٹکنے لگا
ولیکن ہوا اُسکی آنکھونکا کام　　رہا نور کا اُن مین مطلق نہ نام

کٹی رات جوں توں ہوئی جب سحر — تو بیٹھا پھر آ کے وہ دروازے پر
ہر اک بھیڑ بکری کتیں اپنی کھول — لگا کرنے باہر بخوبی ٹٹول
کہ تا آدمی کوئی جانے پنا ے — جو استاد کی اعتراضی نہ آے
بس اِس چال کو دیکھ میں نے وہیں — لپیٹ اپنے بکریکی اِک پوستیں
چلا شاماں اُنکے اُسی حال سے — نہایت ہی زحمت سے جنجال سے
ہر اِک طور اُس در سے باہر ہوا — ہوا باہر اور کر کے شکر خدا
کسی طرف کی راہ لی پھر شتاب — لگا چلنے ہر سو بحال خراب
پڑا آن کر پھر بیابان میں — عجب طرح کی دشت سنسان میں
کئی دن ہوئے یوں نہیں جب منقضی — تو میدانکی صورت نظر اِک پڑی
نمایاں ہوا طرفہ اِک مرغزار — کہ تھی ہر پرندے کی اُسمیں قطار
ہر اِک طرف سبزہ لہکتا پڑا — ہر اِک طرف پانی جھلکتا پڑا
درختوں میں ہر طرح کے جانور — ریاحین و گل ہر طرف جلوہ گر
نظر آئی اِک بار جو یہہ فضا — شعف سا طبیعت کو حاصل ہوا
لگا لینے اُس جا ہوا بیٹھ کے — کہ تفریح تک جس سے دل کو ملے
پھر اِکبار کیا مجکو آیا نظر — کہ ہی جانور کا بنا کوئی گھر
اور اُسگھر میں ہیں سات انڈے دھرے — جو ہینگے بزرگی میں تربوز سے
پھر اُس سا لگا ہی جدا سات رنگ — ہوا قدرت حق کتیں دیکھ دنگ
زبس کتنے دن کا تھا بھوکا تمام — کیا میں نے ناچار ہو پھر یہہ کام

کہ ہر صبح اُنہین سے اِک اُٹھا کیا سات دن سب کتین ناشتا

پس از ہفتہ جب آٹھواں دن ہوا تو مونڈھون پر اپنے ہون کیا دیکھتا

کہ ظاہر ہوے کچھ پر و بال سے تعجب ہوا مجکو اِس حال سے

پھر آخر کئی روز مین سر بسر بدن پر نمایان ہوے بال و پر

بنا آدمی سے مین شکل پرند ہوئی میری حالت عجب دردمند

چمکتی تھی جب آ کر مجھ پہ دھوپ تو تھا اُس پر و بال کا زور روپ

کہ پیہم جھمکتے تھے طاؤس وار تھی ہر جزء تن پر مرے اِک بہار

پھر اِکبار مجھ مین یہہ قدرت ہوئی کہ ہر طرف اُڑنیکی قدرت ہوئی

ہوا یکبیک پھر تو مین پر فشان زمین سے اُڑا جانب آسمان

جہان کے تئین سب نظارا کیا ہر اِک شہر مین جا گذارا کیا

اِسی مین کئی دن کے بعد ایکبار گیا شہر مین اپنے آ کر گذار

جدھر کو محلے مین تھا میرا گھر گیا ڈھونڈھتا اُس لب بام پر

لگی دیکھنے وہان کی خلقت مجھے لگے کرنے سب دیکھ حیرت مجھے

ہر اِک کے تئین یہہ تیقن ہوا کہ شاید یہہ ہی آسمانی بلا

ہوے فکر مین تا کہ مارین تفنگ سمجھ کر مین اُسکے تئین بیدرنگ

کوئی آشنا تھا لیا اُسکا نام لگا کہنے روداد اپنی تمام

وہ سنتے ہی لوگون کو مانع ہوا کہا یہہ فلانا ہی وہ آشنا

نہین ہی بلا کچھ نہ وحشت کرو اُترنے دو دیوار سے آنے دو

تب اُسوقت اُترا ہیں دیوار سے   ملا پھر گلے لگ کے اُس یار سے

کہی سرگذشت اپنی بیتی ہوئی   جو سنتا تھا حیرت عجیب اُسکو تھی

لیا گھر میں پھر اپنے ہوشادکام   لگے بھاگنے لڑکے بالے تمام

تحیر ہوا گھر کی بی بی کے تئیں   سنا کرتی تھی میرا حال غمین

کئی سال اُسپر گئے جب گذر   تو جھڑنے لگے پھر مرے بال وپر

جھڑا کرتے تھے کتنے دن تک سدا   رہا جب نہ اُنکا اثر کچھ ذرا

تو اِکبار گی میں بنا آدمی   بدستور ووہیں ہوا آدمی

تھی روداد یہہ میری بیتی ہوئی   جو مینے بہ ترتیب یہہ نقل کی

* داستان جوان دوم *

مجھے دوستو یون ہوا اتفاق   گیا تھا سفر کو مین شہر عراق

در و بام تھمیر حیرت فزا   ہر اِک صبح تھا نو بنو دیکھتا

تماشے عجب طرح کے کو بکو   نظر مجھکو آتے رہے سو بسو

مگر ایک دن کا کرون کیا بیان   کہ آئی نظر کوی رنگین دوکان

پھر اُسمین جوان ایکصاحب جمال   دکھائی دیا زور اہل کمال

کہ ہم تھی وجاہت جبین پر عیان   ہم اخلاق کے تھے ہویدا نشان

کھچا دل مرا اُس طرف جو تمام   گیا پاس جا اُسکے جھک کر سلام

کی اُسنے پھر اخلاق کی گفت گو   ہوا اور مرہون میں مو بمو

محبت کا ربط ایک پیدا ہوا   ہر اِک صبح جا اُس سے ملنے لگا

نہ میرے بغیر اُسکو آرام تھا　　نہ مجھکو سوا اُسکے کچھ کام تھا

ہوا اتفاق ایکدن پھر عجیب　　کہ ہی نقل جسکی عجیب و غریب

حویلی کوئی مجھکو آئی نظر　　کھڑا ہو لگا دیکھنے مین اُدھر

جھلک ایک مہ روکی اُسمین پڑی　　وہین آنکھہ میری اُدھر جا لڑی

لگا دیکھنے اُسکو دیوانہ وار　　کہا پھر یہہ اُسکے تئین ایکبار

کہ پیاسا ہون اک جام پانی پلا　　ذرا تشنگی میرے دلکی بجھا

وہ فی الفور شربت کا بھر لائی جام　　گلاب اور قند اُس مین دیکر تمام

برغبت پیا مین نے اُسکے تئین　　کہا پھر یہہ شوخی سے اُسکے تئین

مگر قند لب تھا کچھ اِس مین دیا　　کہ جسنے دیا مجھکو اتنا مزا

لگی کہنے ہی آپ کا یہہ گمان　　وگرنہ یہان قند لب ہی کہان

یہہ رمزونکی باتین جو باہم ہوئین　　اشارونکی گھاتین جو باہم ہوئین

میسر ہوا پھر تو پورا وصال　　ہوئی صحبت عیش باہم کمال

لگی کہنے اکبار اُس مین کنیز　　کہ ہشیار ہو اور کرو کچھ تمیز

ہہین وہ صاحب خانہ در پر کھڑے　　کوئی دم مین اندر ہیین آتے چلے

یہہ سنتے ہی مجھکو ہوا اضطراب　　کہا پھر یہہ اُس ماہ رو سے شتاب

کرو مجھکو جلدی چھپاؤ کہین　　جگہہ کوئی ایسی بتاؤ کہین

کہا ماہ رو نے بصد فکر و خوض　　کہ جا گہہ نہین کوئی اب غیر حوض

اسی مین کسیطرح جا بیٹھئے　　اور اپنے کو جون تون چھپا بیٹھئے

گیا حوض مین مین غنیمت سمجھ ہر اِکطرح سے وقت فرصت سمجھ
پھر اِک اُسمین چھلکا تھا تربوز کا سر اپنا اُسی سے لیا مین چھپا
گیا صاحب خانہ گھر کی طرف اُسی اپنی رشک قمر کی طرف
ہوا جاکے مصروف بوس و کنار نکل گھر سے پھر دفعتہ ایکبار
گیا بیٹھ آ اُس لب حوض پر لگا کہنے مہرو سے ای سیم بر
اُٹھا لاوہ گھر سے شراب و کباب پئینگے یہین حوض پر بے حجاب
لگا پھر تو چلنے بہم جام مے لگے مرتبے عیش کے ہونے طے
اِسمین نظر جو ہین اُس مرد کی جو چھلکے پہ تربوز کے پڑ گئی
لگا کہنے مہرو سے یکبار گی کہ دیکھو تو ٹک حالت اِس پوستکی
نہین دیر سے جنبش اِسکے تئین کھڑا ہی یہہ پانی مین کب سے یوہین
یہہ کہکر لگا مارنے کنکری پھر اِسمین وہ مہرو یہہ کہنے لگی
کہ کید ھر گیا ہی تمھارا خیال عجب تم بھی طفلانہ رکھتے ہو حال
بس اب دو کہین مجھکو جام شراب اِدھر کو ہو مصروف حرف و خطاب
یہہ کہکر کے بہلا لیا اُسکے تئین نشے بیچ پھندلا دیا اُسکے تئین
خیال اُسکا اودھر سے جاتا رہا وہی اپنے پیتا پلاتا رہا
ہوا آن کر خوب جس دم نشا لب حوض سے اُٹھ کے گھر مین گیا
یہی مجھکو اِک دم کی فرصت ملی بس اتنی ہی مہلت غنیمت ملی
کہ اِکبار مین گھر سے باہر ہوا جدھر سے تھا آیا اُدھر کو چلا

دوگانہ کیا شکر حق کا ادا کہ فضل اُسنے اِسطرح مجھپر کیا
کٹی رات جوں توں ہوئی صبح جب گیا پھر مین اُس آشنا پاس تب
بیان اُس سے کی اپنی سب واردات کہ کل اِسطرح کی ہوئی مجھ پہ بات
وہ سنتے ہی اِکبار حیران ہوا پھر اُنّے مین مجھکو یہہ کہنے لگا
کہ کس جا ہوئی تم پہ یہہ واردات دکھاؤ تو اُس گھرکو ہو میرے ساتھ
یہہ کہکر دکان سے اُٹھا ایکبار لیئے آیا مین اُسکو بے اختیار
اُسی گھر مین جس جا ہوئی تھی وہ بات جہان مجھپہ گذری تھی وہ واردات
ولے پھر تو تحقیق آ کر ہوا کہ وہ تو حویلی اُسیکی ہی جا
وہ مہرو ہی عورت اُسی شخص کی ہی ناموس و حرمت اُسی شخص کی
بس اِکبار اُس حوض کے پاس جا بہت وہ مجھسے یہہ کہنے لگا
کہ ہان کل اِسی حوض اندر تمھین ہوا تھا وہ معلوم یکسر تمھین
بیان اب کرو ہمسے سارا بیان عیان کو نہین خوب کرنا نہان
ہوئی تب تو وحشت مجھے پھر تمام کہ یہہ کیسا مرنے کا آیا مقام
نہایت ہی دل مین ہراسان ہوا اُس اپنے کیئے کا پشیمان ہوا
بہت غور کر دلمین تب اُسگھڑی یہی جلد حرفت کی تمہید کی
کہ جو کچھ کہا تھا وہی پھر کہا مگر اور اِتنا کہا اُس سوا
کہ تھی خوابمین یہہ تو صحبت مری جو آنکھ اِسمین اِکبار کی کھل گئی
نہ پھر حوض آیا نظر نہ وہ گھر نہ وہ ماہ پارہ نہ رشک قمر

اگر پا سکو تم تو دو کچھ بتا
خدا جانے تعبیر اسکی ہی کیا

تماشا یہہ تم پر عیاں سر بسر
جوان نے کہا خواب ہین تھا مگر

یہہ گذرا ہی سب خواب ہین ماجرا
کہا مینے اور آپ سمجھے ہین کیا

بحال آے میرے بھی پھر عقل و ہوش
وہ سنکر ہوا بارے اسکو خموش

دوگانہ ادا ہین کیا دوسرا
پھر اسنے مجھے ہنسکے رخصت کیا

نئے سر سے عالم دکھایا مجھے
خدا نے بلا سے بچایا مجھے

جو خدمت ہین احباب کے نقل ہی
کہانی یہہ تھی میری بیتی ہوئی

* نقل جوان سوم *

اسے اپنے کہنے ہین حیرت ہوئی
جوان سوم کی جو نوبت ہوئی

نہ بیتی ہی کچھہ بات مجھہ پر کہین
لگا کہنے کچھہ یاد مجھکو نہین

مجھے اسمین معذور رکھئے یہان
کرون نقل بے اصل کیونکر بیان

کہ خیر اب گنہ گاری کیجے ادا
لگے کہنے تب دونون وہ آشنا

شتابی سے پہنچا دو اس شہر کو
سوار اپنے کاندھے پہ ہم کو کرو

کچھہ اتنی بھی یہان سے نہین دور تر
وہ ہی روبرو منزل آتی نظر

لگا کہنے اچھا کیا مین قبول
ہوا تب وہ لاچار او رکچھہ ملول

گیا لیکے تھا روبرو جو نگر
بٹھا دونون یارون کتئین دوش پر

کہ تھا جسکے فرمان مین وہ دیار
قصار اوہان دختر شہریار

نظر دور سے کرکے انکے تئین
جھروکھے پہ بیٹھی ہوئی تھی کہین

تعجب میں اک بارگی آ گئی　　بلا کر پھر اُن سب سے کہنے لگی
کہاں کس طرح کا ہی یہہ ماجرا　　کہو مجھ سے بھی بھید اِس بات کا
کیا تب وہ دونوں نے یکسر بیان　　کہ یہہ کچھ ہی ہم تینوں کی داستان
ہنسی تب تو سنکر وہ اِکبارگی　　اور اُس تیسرے سے یہہ کہنے لگی
کہ حیف اِس ترے مرد ہونے کتیں　　جو کچھ آج تک تجھہ پہ بیتی نہیں
نہیں سرگذشت اپنی کچھ تجکو یاد　　جو کہتا اُسے کچھ نہ کچھ کم ز یاد
میں ہوں ذات عورت کی لیکن تمام　　ہی یاد اپنی روداد مالا کلام
جوان سوم نے دیا تب جواب　　کہ ای دختر شاہ والا جناب
مرے بدلے تم ہی کہو کوئی بات　　جو یاد اپنی کچھ تمکو ہو واردات
بھلا میں تمھارے ہی اشفاق سے　　بچوں آج اِس محنت شاق سے
سماجت یہہ کی اُسنے جب ہو کے زار　　لگی کہنے تب دختر شہریار
کہ اچھا ترے بدلے میں ہی کوئی　　بیان کرتی ہوں اپنی بیتی ہوئی

* حکایت دختر پادشاہ *

سنو ای عزیزو مری واردات　　جوانی میں گذری عجب مجھہ پہ بات
کہ اِک روز تھی بام پرمیں چڑھی　　تماشا خلایق کا تھا دیکھتی
نظر مجھکو آیا کوئی نو جوان　　نہایت طرحدار و سرو روان
گیا جی مرا اُسپہ بے اختیار　　دوانی ہوئی دیکھہ کر ایک بار
نکلنے لگی سینے سے آہ سرد　　لگا ہونے دل میں تعشق کا درد

ہوئی ایکدو دن مین ایسی نزار — کہ چہرے پہ غم ہو گیا آشکار
مری دائی مجھ سے یہہ کہنے لگی — کہ واری مین تیرے تصدق ہوئی
بتا کس لئے ہی تو اِتنی ملول — جو کب سے ہی مرجھا رہی جیسے پھول
کیا درد دکھا مین اُس سے بیان — کہ یون کچھ مرے غم کی ہی داستان
اگر اُسکو لاکر ملا دے مجھے — تو گویا سر نو جلا دے مجھے
وگرنہ خدا جانے کیا حال ہو — کوئی دن کو مردے کا سا حال ہو
کہا سنکے دائی نے ای نازنین — نہو دلہن بس اپنے اندوہگین
سنبھال اپنے کو ہو نہ اتنی اُداس — مین لے آتی ہون اُسکو تیرے پاس
یہہ کہکر گئی فکر و تدبیر مین — کہ وہ فیل مست آوے زنجیر مین
کئی دن مین پھر کام کر ایک بار — یہہ لادی خوشی کی خبر ایک بار
کہ لے مین لگا لائی مطلوب کو — تری جان اور دل کے مرغوب کو
وہین پھر محل بیچ لائی بلا — مرے پاس مسند کے بٹھلا دیا
لگے ہونے پھر چرچے اور اختلاط — ہوا گرم بازار عیش و نشاط
ہوا جام گلگو لگا پھر اِس مین دور — بنا آکے مجلس کا کچھ اور طور
کہ اُٹھا طرب کا کبھی جلسہ بندھا — دف و چنگ و مردنگ بجنے لگا
پھر اِسمین ہی یکبار پہنچی خبر — کہ آئے شہنشاہ دروازے پر
ہوئی سنکے فی الفور مین بےحواس — کہا اُس جوانکو جو تھا میرے پاس
کہ حجرے مین جاکر چھپو تم شتاب — مگر دلمین کرنا نہ کچھ اضطراب

شہنشاہ ہیں یہہ مرے قبلہ گاہ — یوہیں دیکھنے آتے ہیں گاہ گاہ
ابھی دیکھکر دم میں اُٹھ جاینگے — زیادہ نہ تشریف فرمائینگے
کوئی دم میں لونگی میں تمکو بلا — خبردار جی میں نہو ناخفا
چھپا جاکے حجرے میں وہ نوجوان — لگا قفل در پر پھر آسکے وہان
میں آبیٹھی مسند پر اپنی شتاب — پھر آئے شہنشاہ عالی جناب
کیا میں نے اُٹھکر ادب سے سلام — لگے کرنے شفقت کے کلمہ کلام
نظر کرکے مجلس کے سامان کو — لگے پوچھنے مجھسے حیران ہو
کہ بابا یہہ پھر چاہی کسطرح کا — یہہ گانا بجانا ہی کسطرح کا
کہا میں نے چاہا تھا کچھ جی نے یون — کہ میں بھی ذرا آج گانا سنون
لگے کہنے اچھا سنو میری جان — کسیطرح سے خوش رہے تیری جان
بھلا ہم بھی جی اپنا بہلائینگے — کہ شب کا بھی کھانا یہیں کھائینگے
یہہ کہکر جو بیٹھے وہ عالی صفات — تو بیٹھے رہے سات دن سات رات
کسی کو نہ فرصت ملی اسقدر — جو لے اکل و شرب جوان کی خبر
گئے آٹھوین دن شہنشاہ جب — تو اُٹھکر میں گئی اُس جوان پاس تب
جو دیکھوں تو ہی وہ جوان مرگیا — تاسف کا ہی داغ دیکر گیا
لگا اُسکو چھاتی سے مین دیر تک — رہی روتی کہہ کہہ کے آہ ای فلک
عوض تیرے مجھکو نہ کیون موت آئی — جو دی لاش تیری مجھے یون دکھائی
میں کیا جانتی تھی یہہ ہو گا سبب — ہوئی باعث اِس مرنیکی میں ہی سب

پھر آخر ہوا دفن کرنا ضرور | کہ تا ہون نہ آگاہ اہل شعور
مگر تھی یہہ حیرت کہ کیونکر اُٹھاؤن | اور اِس باتکو کسطرحسے چھپاؤن
پس اُسوقت دائی کو مین نے بلا | یہہ درد نہان اپنا اُس سے کہا
کہا اُسنے کون ایسا ہی رازدار | جو یہہ بات ہونے ندے آشکار
اور اُسکو بھی کردے کہین دفن جا | کہ جس مین نہ یہہ بات ہو برملا
مگر وہی حبشی ترے باپ کا | جو ہی گاہ گاہ آتا لاؤن بلا
گر اُسکو تو فرمائیگی اپنا کام | قدیمی ہی دیگا وہی انصرام
لگی کہنے اچھا اُسیکو لے آ | وہ گئی اور جلدی سے لائی بلا
لگی کہنے مین اُس سے ہو ملتجی | کہ تجھسے ہی آج ایک حاجت مری
کسیطرح اِس لاش کو دفن کر | پہ ظاہر نہو یار و اغیار پر
وہ بدبخت سنتے ہی بولا یہہ بات | کہ اچھا لگی آج تو میری گھات
نکالتی ہی کب سے مری تم پہ جان | کہ مجھپر کسی طرح ہو مہربان
ولے اپنی صورت سے معذور تھا | کہ محروم تھا اور مجبور تھا
نہ منھہ اپنا پاتا تھا مین اِسقدر | جو کچھہ حال دل کا کہون عرض کر
خدا نے دعا بارے میری سنی | کہ اِسطرح مجھسے غرض آ بنی
بس اب آرزو ہوے میری قبول | تو مطلب یہہ ہو آپکا بھی حصول
وگرنہ چھپاؤنگا کب ایسی بات | کہونگا شہنشاہ سے یہہ واردات
کہ آتے ہین یون نت محل مین جوان | یہہ کچھہ حال ہوتا ہی اُنکا ندان

میں رہ گئی وہیں سنکے یہہ بات دنگ ‌ ‌ ‌ کہ حبشی نے کیسا نکالا یہہ رنگ
نہ معلوم تھا مجھکو یہہ ماجرا ‌ ‌ ‌ کہ یہہ کچھ ہی کفر اسکے دلمیں بھرا
لگے آگ اِس شکل منحوس کو ‌ ‌ ‌ جو عاشق مرا یہہ بھی بد بخت ہو
پھر آخر یہی مینے دل مین کہا ‌ ‌ ‌ کہ سچ سرہی نیچا بڑے بول کا
مقدر تھا قسمت مین میری یہی ‌ ‌ ‌ دکھاوے جو تقدیر وہی سہی
کیا جان پر اُسکے پھر مین نے صبر ‌ ‌ ‌ سہا جو کے سہنا تھا قسمت مین جبر
پلنگ کا ہوا فرش لوہو لہان ‌ ‌ ‌ رہی غش مین تا دیر مین ناتوان
کیا اپنا منہہ کالا حبشی نے جب ‌ ‌ ‌ جوان کی اُٹھالے گیا لاش تب
کیا دفن جاکر کہین اُسکے تئین ‌ ‌ ‌ مین غم مین رہی اُسکے چندے غمین
پھر اکثر وہ حبشی مجھے دیکھ کر ‌ ‌ ‌ اشارے کیا کرتا شام و سحر
مجھے صورت اُسکی لگا کرتی زہر ‌ ‌ ‌ ہوا کرتی دل مین سدا ازہر و قہر
کہی اپنی دائی سے پھر مین یہہ بات ‌ ‌ ‌ کہ مشکل ہوئی ہی مجھے اب حیات
کہان ہاتھ سے جاوٗن اِسکے نکال ‌ ‌ ‌ لگا جان کو میری کیسا خلل
کہا سنکے دائی نے مت ہو خفا ‌ ‌ ‌ ہون کرتی مین فکر اُس موئے دیو کا
ہوئی گھات مین پھر وہ اِسکے مدام ‌ ‌ ‌ لگی رہنے قابو مین ہر صبح و شام
پھر اِک دن وہ موذی جو چھت پر چڑھا ‌ ‌ ‌ سر بام جاکر ہوا تک کھڑا
کہا مجھسے دائی نے قابو ہی آج ‌ ‌ ‌ کر اب تجھسے جو ہو سکے کچھ علاج
دبے پاؤن وہین مین چھت پر گئی ‌ ‌ ‌ اور آہستہ پیچھے سے یکبار گی

ڈھکیلا زمین کو وہین دفعتن ۔ ہوا پاش پاش اُسکا سارا بدن
نکل گئی اُسی چوٹ مین اُسکی جان ۔ فراغت ہوئی مجھکو اُسّے ندان
پھر اِسمین اُٹھی میری شادیکی بات ۔ بدخشان کے شاہ زادیکے سات
مجھے فکر سنکر پھر اِسکا ہوا ۔ کہ اب پردہ کیونکر رہے گا مرا
امانت مین ہی جو خیانت ہوئی ۔ سو آفت ہوئی ہی قیامت ہوئی
وہ معلوم کر کیا کہے گا مجھے ۔ کہے گا خدا جانئے کیا مجھے
اِسی غم مین پھرتی تھی شام و سحر ۔ نتھی حال سے اپنے مجھکو خبر
پھر آخر کو آئی جو شادی کی رات ۔ تو گذری میری عقل مین یہی بات
کہ چن کر خواصون مین اِک نازنین ۔ نہایت طرحدار اور مہ جبین
پنھا اپنا جوڑا اُسے بیاہ کا ۔ جو تھا عطر اور ارگجون مین بسا
بہ حکمت سلایا اُسے اُسکے سات ۔ رہی بیٹھی آپ اِکطرف کرکے گھات
وہ دولھہ نے از بسکہ پی تھی شراب ۔ نشے مین پڑا تھا بحال خراب
ہوئی کچھہ نہ اُسوقت اُسکو تمیز ۔ کہ دلہن پلنگ پر ہی یا وہ کنیز
اُسی اپنی مے کے نشے مین وہ کام ۔ کیا اُسنے کرنا تھا جو کچھہ تمام
اور از بسکہ ناسفتہ تھی وہ خواص ۔ لہو کا بھی ظاہر ہوا اختصاص
یہہ سب کچھہ کہ طے ہو چکا جسگھڑی ۔ اور اِکبار دولھہ کو نیند آ گئی
تو اُٹھہ گئی پھر آہستہ سے وہ کنیز ۔ نہ دولھہ کو غفلت مین ہوئی کچھہ تمیز
تب آہستہ سے مین پلنگ پر گئی ۔ مچل کر رہی مارے اِک منڈ کری

کٹی رات اور پھر ہوئی صبح جب — کھلی آنکھ اُس شاہزادی کی تب

گلے سے پھر اپنے وہ مجھکو لگا — وہی اختلاط اپنے کرتا رہا

یہ لونڈی وہ جھال مجھسے کھانے لگی — انائے کنائے سنانے لگی

جو پاوے پھری کو تو مجھکو نپاے — کہوں کیا کہ جس جسطرح رشک کھاے

ہوئی ہاتھ سے اُسکے لاچار میں — لگی رونے شام و سحر زار میں

اُٹھایا سر اُسنے نہایت ہی جب — کیا پھر میں لاچار یہہ فکر تب

کہ اِکدن کوئے پر کہیں تھی کھڑی — میں آہستہ سے اُسکے پیچھے گئی

دھکیلا اُسے بھی اُسیطرح سے — موئی وہ بھی حبشی ہی کی طرح سے

کوئے میں وہ اِسطرح جب گر پڑی — تو اِکبار گی شور میں کر اُٹھی

کہ ہی ہی گری میری خاص خواص — جسے میری خدمت میں تھا اختصاص

بہرحال سر سے گیا وہ بھی شر — رہا پھر نہ باقی مجھے کچھ خطر

گذرنے لگی عیش میں صبح و شام — ہوا شور عصمت کا میری تمام

ہی تب سے مرا اِنکا وہ سہاگ — کہ آپسمیں دونوں ولونکی ہی لاگ

یہہ تھی سرگذشت اور مری واردات — کہ ہی جسکی یکیک مجھے یاد بات

مگر حیف ہی تجھکو ای نوجوان — جو گذری نہیں تجھپہ کچھ داستان

ولیکن ترا بھی نہیں کچھ قصور — کہ ہر ایک کا مختلف ہی شعور

نہ ہر زن زن است و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکساں نکرد

* داستان کامگار شاہزادہ *

کوئی شاہزادہ تھا عالی وقار — کہ نام اُسکا تھا ہور سھا کامگار

شجاعت میں ایسا کہ اِسفندیار — سخاوت میں ایسا جو ابر بہار

ریاست کا جوہر تھا اُس پر تمام — رشادت کے عالم میں مالا کلام

ولی عہد تھا اپنے جانے پدر — تھا فرمان روائی میں شام و سحر

پہنچتا تھا یکسر قوانین کو — سمجھتا تھا ملکوں کے آئین کو

وزیر اُسکے آگے معطل رہا — چراغ اُسکا ہرگز نہ روشن ہوا

لگا کھانے دن رات اُس سے حسد — ہوئی اُسکو منظور یہہ جد وکد

کہ شہزادے پر باندھ کچھ افترا — کرے باپ کے پاس سے وہ جدا

بس اِک روز جاکر کہا شاہ سے — نہایت ہی اِک نالہ و آہ سے

کہ شہزادہ غالب پڑا آپ پر — مسلط ہوا ملک میں سر بسر

عجب کچھ نہیں قوت بخت سے — اُٹھا دیوے اب آپکو تخت سے

سپاہ و رعیت ہیں پر دیہیں سب — دل و جان سے متحد اُسکے اب

برے طور آتے ہیں مجھکو نظر — خدا جانئے کیا ہو شام و سحر

اگر آپ سے کیجے اُسکو جدا — تو رہیے ہو کشور پہ فرمان روا

نہیں آج کی بات کیجے گا یاد — کہ ہوینگے کیا کیا عجایب فساد

شہنشاہ سنکر یہہ اُسکا کلام — ہوا شاہزادے سے بدظن تمام

غرض گو کہ سمجھا نہ کنہ سخن — کیا اُسکو فورا جلائے وطن

نکل کر چلا شہر سے کامگار — کیا دشت غربت کتیں اختیار

وزیر اپنی تدبیر سے خوش ہوا | کہ بارے عدو کو مین خارج کیا
مگر تھا خائف اُسکا جو نوجوان | تھی شہزادیسے اُسکو الفت نہان
زبانون پہ نام اُسکا تھا ہوشمند | کہ تھی عقل اور ہوش اُسکے بلند
وہ سنکر یہہ روداد یکبارگی | کہ شہزادے پر آئی آوارگی
رفاقت کو آ کر کیا اختیار | تجا اپنا فی الفور یار و دیار
یہہ دونون چلے ہو کے جسدم بہم | بیابان غم مین قدم با قدم
پھر اِک تیسرا بھی کوئی آملا | جو سوداگری بیچ مشہور تھا
اور اُسکا بھی زرگر کوئی یار غار | قدیمی جو مدت کا تھا دوستدار
ہوا آن کر وہ بھی اُن مین رفیق | غرض چارون ملکر ہوئے ہم طریق
لگے پھرنے ہر سو نگر در نگر | سفر مین لگے رہنے شام و سحر
یونہین پھرتے پھرتے جو اکبارگی | ہوئی آگے تکلیف گذران کی
کیا بے زری نے نہایت غمین | ہوا دلمین شہزادہ اندوہگین
ملول اُسکے تئین دیکھکر وہ وزیر | جو ہر مصلحت مین تھا رہتا مشیر
لگا کہنے حضرت نہو جیے اُداس | نہ خاطر مین کچھ لاؤ یاس و ہراس
خدا پر نظر اپنی رکھیے سدا | ہی کرتا وہی سب کی حاجت روا
مرے پاس ہیںن چار لعل اِسقدر | کہ جو اُنکے تئین دیکھے صاحب نظر
تو مول ایکدانے کا اِتنا وہ دے | کہ کچھ جسمین حاجت نہ باقی رہے
اِسی دنکی خاطر وہ تھے کبکے پاس | جو تکلیف سے ہم نہون بے حواس

مگر اب کوئی شہر ایسا ملے ۔ کہ جسمین خریدار اُنھون کا ملے
کرین دانہ اُسمین سے تا کوئی جدا ۔ جو اسباب پہنچے بہم قوت کا
سو نزدیک سنتے ہین شہر عظیم ۔ وہین جا کے پہنچینگے تک ہو مقیم
ہو اسنکے خوش اسکے تئین کامگار ۔ کیا دیر تک شکر پروردگار
گیا دن گذر اور ہوئی جبکہ رات ۔ تو اکبار ہوتی ہی کیا وار دات
کہ چارونکی چوکی مقرر ہوئی ۔ ہر اک نے وہ اک اک پہر چوکی دی
پہ زرگر کی نوبت ہوئی جس گھڑی ۔ تو اُسنے خیانت وہ لعلونکی کی
چرائے وہ چار ونکے چارون تمام ۔ اور اُسپر کیا پھر یہہ اک اور کام
کہ لعلونکی جا سنگ ریزے رکھے ۔ کہ تا اُنکی جاگہہ نہ خالی رہے
گئی رات اور صبح جسدم ہوئی ۔ تو پھر چارون نے راہ منزلکی لی
قریب آن کر پہنچے جب شہر کے ۔ تو پھر بیٹھہ آپس مین کہنے لگے
کہ اب فکر و تدبیر کچھہ کیجئے ۔ سراغ خریدار کو لیجئے
اسی مین پھر اکبار گی جو وزیر ۔ لگا ڈھونڈھنے گوہر بے نظیر
تو لعلون کی جا کنکر آئے نظر ۔ اچنبھا سا کچھہ ہو گیا سر بسر
تب اُس شاہزادے سے کہنے لگا ۔ کہ حضرت یہہ کیسا ہوا ماجرا
جہان لعل تھے سنگریزے ہیں وہان ۔ اور اُنکا رہا کچھہ نہ باقی نشان
ہمین چار تھے رات کو چوکیدار ۔ یہہ کیدھر سے چور آپڑا ایکبار
خیانت کا پھر کس پہ کیجے گمان ۔ کسے سمجھئے چور آپس مین یہان

عدالت مری کیجیے اس گھڑی | کہ مجھ پر یہہ غیبی ہی آفت پڑی
ہوا سنکے شہزادہ حیران سا | ولے پھر مروت سے کہنے لگا
کہ جانے دے اب اسکے تئین ای وزیر | نہین ہوگا کچھ یہہ فواید پذیر
ہوا سو ہوا بس فراموش کر | تو ہی ہوشمند عقال اور ہوشکر
کہ کچھ دوستی مین نہ آوے خلل | نہین خوب یارون مین جنگ و جدل
وزیر اسکو سنکر یہہ کہنے لگا | کہ خیر آپ ایسا بھی کہتے ہین کیا
مرا مال اسطرح سے مفت جاے | اور اسپر سزا بھی نہ چور اسکی پاے
یہہ زنہار زنہار ہوگا نہین | نہ جبتک کہ پکڑو نہین کھاین کتئین
یہہ کہہ کر وزیر اور ہو بے حواس | گیا شہر مین وہانکے حاکم کے پاس
اور اپنا وہ سارا کہا ماجرا | کہ یون سانحہ ہم پہ وارد ہوا
لگا کہنے حاکم یہہ سنکر بیان | کہ شاہد گواہ اسکے ہینگے کہان
نہین بن گواہی کے کچھ لگتی بات | ہی آئین انصاف کی یہی بات
وزیر اسکو سنکر فسردہ ہوا | بہ تشویش و اندوہ گھر کو پھرا
ملا راہ مین اسکو اک پیر مرد | تھی ذات اسکی علم فراست مین فرد
لگا دیکھ کر کہنے اسکے تئین | کہ کسواسطے ہی تو اندوہگین
وزیر اس سے کہنے لگا ماجرا | کہ یون واقعہ مجھ پہ طاری ہوا
کہا اسنے عورت ہی یان اک ذہین | تفرس مین کوئی اسکا ثانی نہین
خردمندی مین ہی وہ روشن تمام | ہی مشہور گو ہر پھر اس زنکا نام

تو اُس سے کہہ اپنا کہے ماجرا　　تو وہ ہی کرے گی یہہ حاجت روا
پکڑ دے گی دم میں ترے چور کو　　کہ کی جسنے چوری حقیقت میں ہو
وزیر اسکو سنکر گیا اُسکے پاس　　نہایت ہی مغموم اور بیحواس
کیا ماجرا اپنا سارا بیان　　نہان کو کیا اُسپہ یکسر عیان
کہا اُسنے تم چارون مل وقت شام　　مرے پاس آنا مین کردونگی کام
کرونگی مین دریافت اسکے تئین　　جو ہو ویگا خاین چھپے گا نہین
ولے چار دن یکبیک پہر میرے پاس　　رہین تاہون سبکی حقیقت شناس
گیا سب کتئین شام کو لے وزیر　　تھی رہتی جہان وہ زن بے نظیر
لگی شاہزادیسے کہنے وہ زن　　کہ پہلے ہی تم سے ہی میرا سخن
سنو اک کہانی ہون کرتی بیان　　ترے روبرو مین ای شاہ جہان

* حکایت زن عاقلہ و برآمدن ہر چہار لعل *

تھے رہتے کسی شہر مین دو رفیق　　رفاقت مین باہم سدا اک طریق
محبت کے عالم مین وہ طاق تھے　　وفا مین وہ مشہور آفاق تھے
یہہ تھی رسم اُس شہر کی ظاہرا　　کہ ہوتا تھا جب روز نوروز کا
تو دریا پہ اک خلق کا اژدحام　　رہا کرتا کئی دن تلک صبح و شام
تماشے کو آتے صغیر و کبیر　　وضیع و شریف اور برنا و پیر
قضارا وہ دونون جوان بھی کہین　　گئے ہلکے وہان سیر کرنے کے تئین
جو دیکھین تو اک خلق کا ہی ہجوم　　تماشونکی ہر طرف ہی ایک دھوم

ہزاروں پری زاد اور نازنین ہزاروں طرحدار اور مہ جبین
ستاروں سے ہیں ہر طرف جلوہ گر ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر
نہیں ہی خبر ایک کو ایک کی یہہ کثرت ہی کچھہ خالق کی ہو رہی
اسی دھوم میں دونوں وہ آشنا ہوئے یکدگر سے ذرا وہاں جدا
نہ اُسکو رہی مطلق اسکی خبر نہ اسنے یہہ جانا گیا وہ کدھر
اسی میں پھر اندونوں میں سے جو وہاں ہوا اور اک جا کہیں نا گہاں
تو آیا میانہ اک اُسکو نظر کہ تھی جسمیں محبوب رشک قمر
ہوا سے جو پردہ اُٹھا ایک بار تو قدرت خدا کی ہوئی آشکار
گرا پردہ پھر آن کی آن میں جوان کے ہولی بے کلی جان میں
لگا تھامنے تب وہ ہیں متصل لگا تھامنے ہاتھہ رکھہ رکھہ کے دل
ہوا خلق کا آکے سر پر ہجوم تماشائیوں کی ہوئی ایک دھوم
اسی میں وہ پھر تا ہوا آشنا کہیں آن پہنچا اُسے ڈھونڈھتا
جو دیکھے تو یہہ کچھہ ہی حال رفیق ہوئی دیکھہ کر حالت اُسکی رقیق
لیا وہ نہیں سر اپنے زانو پہ دھر لگا پونچھنے اُسکی مژگان تر
لگا کہنے ای دوست کیا حال ہی یہہ کس واسطے تیرا احوال ہی
ہوا دم کے دم میں تو کسکا شکار گیا کون تیرے تئیں تیر مار
ہوا کسکا زخمی بتا تو مجھے کچھہ اندوہ دل کا سنا تو مجھے
بتا کچھہ بھی اُسکا تو نام و نشان کہ تا جا کے لے آؤں میں اُسکو یہاں

جوان نے یہہ سنکر دلاسے تمام کہا یار بتلاؤں کیا اُسکا نام
خدا جانے کیسا طلسمات تھا جو یک دم چھلاوا سا جاتا رہا
نہ نام اُسکا پایا نہ اُسکا نشان نہ معلوم کچھ کر سکے پایا مکان
مگر اُسکے چہرے کے سب خط و خال جنھوں سے وہ رکھتا تھا زینت جمال
منقش وہ سب دل پہ ہیں ہو رہے اگر اُنکو پوچھے تو کہدوں تجھے
رفیق اُسکی باتیں یہ سنکر سر بسر لگا کھینچنے ایک کاغذ اُپر
ہوئی جب وہ تیار تصویر سی تو یکبار گی ہاتھ میں اُسکے دی
وہ کرتے ہی اُس پر نظر ایکبار لگا کہنے ہاں سب یہہ نقش و نگار
بعینہ اُسی شکل کے ہیں کھچے اِسی شکل نے بیکلی دی مجھے
بس اِکبار کاغذ کو وہ آشنا لئے ہاتھ میں اُٹھ کے رخصت ہوا
لگا ڈھونڈھنے ہر طرف اُسکو تین کہ پیدا کرے جاکر اُسکو کہیں
پھرا ملک در ملک لیل و نہار و لیکن نپائی کہیں زینہار
ہوا تب تو حیران وہ آشنا بناچار اِسی شہر کو پھر پھرا
ولے دلمیں صحبت اپنے محبوب تھا کہ منہہ آشنا کو دکھاؤں گا کیا
اِسی سوچ میں اپنے گھر کے تئیں گیا حیرت آگیں و اندوہ گیں
ولے بسکہ مغموم تھا ہو رہا نہ گھر بیچ اپنے وہ ہرگز گیا
پڑا جا کسی گھر میں ہمسایہ کے غم و درد و اندوہ اپنا لئے
سنی زن نے اُسکی یہہ جو ہیں خبر بلا کر کہا دائی کو زود تر

کہ دائی یہہ دے جاکے اُنکو پیام — کہ کیسا یہہ سنگین دلی کا ہی کام
گئے بیاہ کر مجھکو جس روز سے — ہون مرتی مین اندوہ جانسوز سے
نظر بھر کے بھی تم کو دیکھا نہین — مرا کوئی ارمان نکلا نہین
پھر اِسپر جو مدت مین آئے بھی ہو — تو اِسطرح باہر سے ہو گئے سو
بھلا یہہ بھی ہی کوئی محبت کی چال — ذرا تو اِسے دل مین کیجے خیال
گئی لیکے دائی یہہ زن کا پیام — سنایا بخوبی اُسے جا تمام
جوان سنکے اِسکے تئین چپ رہا — جواب اِسکا مطلق نہ اسکو دیا
پھری دائی حسرت زدہ اور اُداس — لگی آن کر کہنے بی بی کے پاس
کہ مینے تو پہنچا دیا سب پیام — پہ کرتے نہین کچھ وہ کلمہ کلام
خدا جانئے اِسکا باعث ہی کیا — سمجھتی نہین ہون مین اِسکو ذرا
ہوئی سنکے بی بی کتئین بیکلی — نہایت ہی بیتاب و مضطر ہوئی
لیا منھہ پہ لاچار اپنے نقاب — چلی گھر سے کھاتی ہوئی پیچ و تاب
کیا جاکے شوہر کتئین پھر سلام — لگی کہنے بیتابی اپنی تمام
کہ بتلاؤ تو اِسکا باعث مجھے — ہو کیون آن کر گھر کے باہر سے
ہوئی مجھسے تقصیر ایسی وہ کیا — کہ دیتے ہو مجھکو یہہ جسکی سزا
مین کبتک تڑپھتی رہون صبح و شام — رہون کب تلک جیتی لے لیکے نام
بھلا ہی اگر مار ڈالو مجھے — جدائی کا پرداغ مت دو مجھے
ہی اِس جینے سے مجھکو مرنا بھلا — کہ اِسطرح تم سے رہون نت جدا

وہ شوہر بس غم مین بیہوش تھا سنی زن کی آواز جو ہین ذرا
وہین کھول کر آنکھہ دیکھا اُسے نظر جون پڑا اُسکا نقشا اُسے
موافق نظر آیا کاغذ کے سب لگا دلہین کہنے یہہ خوش ہوکے تب
کہ بارے وہ مقصود حاصل ہوا تجسس مین تھا جسکی مین جا بجا
پھرا اسطرے جسکے مین سربسر سو اپنے ہی گھر مین وہ آیا نظر
گیا اُٹھہ کے گھر مین شتابی وہین لگا کہنے زن سے سن اے نازنین
حقیقت مین یون ہی میری واردات بنی ہی اب اِسطرح سے آکے بات
وہ ہی آشنا جان و دل سے مرا سراپا مجسم بصدق و صفا
مجھے اُس سے ہی یاری و دوستی جدائی نہین ہی کسی بات کی
سو ہی جان پر اُسکے اب آبنی مصیبت سے ہی روز و شب آبنی
نہین دیکھہ سکتا مین اِس حال کو یہہ زحمت کوا اور اُسکے جنجال کو
خوشی میری گر تجھکو منظور ہی نشے مین مرے گر تو مخمور ہی
تو کہتا ہون جو مین تجھے اُسکو مان چل اب اُس سے مل تا بچے اُسکی جان
برا حال آتا ہی اُسکا نظر خدا جانئے کیا ہو شام و سحر
مرا دوست اور یار جانی ہی وہ مرا باعث زندگانی ہی وہ
بس اِک عمر مین وہ ہی اِک آشنا زمانے سے میرے تئین ہی ملا
کہان دوست ملتا ہی ایسا کہین کہ دنیا مین بو دوستی کی نہین
اگر اُسکی خاطر نہ ہرگز رکھون تو کب آشنائی مین محسوب ہون

سنا زن نے شوہر کا جون یہہ کلام — ہوئی اُسکو اِکبار حیرت تمام

لگی کہنے کیا خوب یہہ تو کوئی — عجب طرح کی بات تمنے کہی

مگر کچھ دوانے ہوئے ہو گئے تم — کدھر کو تمھاری ہوئی عقل گم

لگے آگ اِسی آشنائی کتئین — اور اِس طرح کی باوفائی کتئین

کدھر ننگ و غیرت تمھاری گئی — یہہ کسطرح کی عقل ماری گئی

جو ناموس کو اپنے غیرونکے پاس — حوالے لگے کرنے ہو بے ہراس

کہانا تمھین مرد ہی کیا ضرور — ہوئے اِسقدر جو حمیت سے دور

بس اب چوڑیان پہنیے آپ سے — بس اب اوڑھنی اوڑھئیے آپ سے

یہہ ہرگز ہوا ہی نہ ہوگا کبھی — کہ مین جا کے منہہ دیکھون اُسکا کبھی

وہ ہی کون اور ہی کدھر کی بلا — مجھے اُسکے ملنے سے ہی کام کیا

سنین باتین زنکی یہہ شوہر نے جب — لگا کہنے بس دیر مت کیجے اب

اگر زندگی ہو مری چاہتی — وگر کچھ خوشی ہو مری چاہتی

تو بس کر لو جلدی سے اپنا سنگار — جہان تک کہ ہوتا ہی نقش و نگار

اور اُٹھ کر شتابی چلو میرے ساتھ — کہ پکڑاؤن جا ہاتھ مین اُسکے ہاتھ

محبت کے عالم مین ہون سرخرو — کہاؤن نہ خام اُلفتون مین کبھو

سنا زن نے اصرار شوہر یہہ جب — تو لاچار دلہن ہوئی اپنے تب

نہایت ہی مجبور و معذور ہو — گئی اُٹھ کے گوشے مین اِکطرفکو

کیا سارا انکھ سکھ سے اپنا سنگار — بنی آن کی آن مین نو بہار

ہوئی پاس شوہر کے آکر کھڑی   کہا رو کے چار جیسی مرضی تری
کہ ہر طرح فرمان میں ہوں ترے   تو مختار ہی جسکے تئیں چاہے دے
چلے گھر سے پھر ہوکے دونوں بہم   رضا جوئی میں ان کے ثابت قدم
پھر اتنے میں کیا انکو آیا نظر   کہ ہیں چور بیٹھے ہوئے راہ پر
ہوئے خوش انھیں دیکھکر ایکبار   کہ کیا مفت کا ہاتھ آیا شکار
وہیں سب طرف سے لیا آکے گھیر   لگے کہنے بس کیجئے اب نہ دیر

اتارو زر و زیور اپنا تمام   نہیں دم میں دونو نکا کرتے ہیں کام
کہی زن نے تب انکتئیں اتنی بات   کہ ڈالو ابھی تم نہ کچھ مجھپہ ہات
سنو پہلے قصہ مرا گوش کر   کہ ہی ماجرا میرا کیا سر بسر
پھر اسنے وہ اپنی حکایت تمام   حکایت تمام اور حقیقت تمام
مفصل کہی کرکے اک اک ادا   اور آخر کتئیں پھر یہہ وعدہ کیا
کہ جسدم پھروں گی میں اودھر سے ہو   بجا لاکے شوہر کے احکام کو
تو زیور یہہ سب دونگی تمکو اتار   یہی مجھہ میں تم میں ہی قول و قرار
ہوئے چور خوش سنکے زنکا کلام   لگے آفرین کہنے مل کر تمام
کہ رحمت خدا کی ہی اس زن کتئیں   نہووے گا کوئی ثانی اسکا کہیں
جو شوہر کی ہو ایسی فرمان پذیر   اطاعت میں سچ مچ ہی کوئی بے نظیر
ہی شوہر کو بھی اسکے پھر آفرین   نہ اس سا بھی کوئی آشنا ہو کہیں
کیا جسنے یوں دوستی کا نباہ   اسے کہتے ہیں دوستی واہ واہ

لگے کہنے پھر زن کے تئیں ملک سب ‏ ‏ کہ جا بس تعرض نہیں تجھے اب

زن و شوہر اکبار ہو شادمان ‏ ‏ ہوئے منزل دوست کے تئیں روان

مع التحیر پھر جا کے دروازے پر ‏ ‏ کی دستک سے آنے کی اپنے خبر

پھر اک جا کسی گھر میں زنکو بٹھا ‏ ‏ خبر کے لئے آپ اندر گیا

جو دیکھے تو وہ دوست بیہوش ہی ‏ ‏ بدستور ویسا ہی خاموش ہی

زمین پر پڑا ہی بحال حزین ‏ ‏ بد و نیک کی کچھ اُسے سدھ نہین

رمق سی ہی اک جان باقی رہی ‏ ‏ سو وہ بھی ہی کوئی آن باقی رہی

کر افسوس حالت پر اُسکی تمام ‏ ‏ خبر اپنی کرنے لگا لیکے نام

پڑی کان مین جو نہین اُسکی صدا ‏ ‏ وہین کھول کر آنکھہ دیکھا ذرا

کہا اُسنے لے ہو بس اب ہوشیار ‏ ‏ مین لایا اُسے جسکا تھا انتظار

چل اُٹھہ اور شتابی سنبھال آپکو ‏ ‏ زیادہ بس اِس سے نہ مغموم ہو

یہہ سنتے ہی مردہ سا وہ جی اُٹھا ‏ ‏ لگا کرنے جان اور دل سے دعا

بلا لایا جا پھر یہہ زن کے تئین ‏ ‏ اُسی اپنی سرو و سمن کے تئین

بٹھا کر مقابل بس اُسکے شتاب ‏ ‏ الگ ہو گیا تا ہو رفع حجاب

وہ مدہوش دیکھہ اُسکو اِکبار گی ‏ ‏ لگا دل مین کہنے وہی ہی وہی

پھر اُسکے تئین اپنا سب ماجرا ‏ ‏ جو گذرا تھا رو رو سنانے لگا

کہ یون مین جھانک کو تری دیکھکر ‏ ‏ ہوا آن کی آن مین بے خبر

تماشائی یون مجھہ پہ رکھتے تھے دھوم ‏ ‏ تھا اِسطرح خلقت کا سر پر ہجوم

سلامت رہے یہہ مرا آشنا جو اُس وقت میں پہنچا مجھہ پاس آ

اُس احوال میں لی خبر آن کر گیا ڈھونڈھنے پھر یہہ جیدھر تدھر

بہت سعی کر کر بہت جستجو کیا پیدا بارے تجھے ماہ رو

خدا اُسکو تئیں خیر کی دے جزا جو لی اسطرح جان میری بچا

بس اب تو مصیبت مری دیکھہ تو شتابی کہیں مجھسے ہو خندہ رو

پلا شربت عناب لب کا مجھے کہ دلکی حرارت مری تک بجھے

کہیں ہاتھہ رکھہ میرے دلپر شتاب کہ ڈھرکا تھمے اور تھمے اضطراب

غرض اپنے دکھہ درد کی گفتگو یونہیں زن کے تھا کہہ رہا روبرو

ولے زن نہ زنہار گویا ہوئی نہ مطلق کسیطرح سے وا ہوئی

بھویں تان کر اور بدل تیوری کن انکھیوں سے تہدید کرنے لگی

اور اکبار غصے سے منہہ کر کے لال لگی دیکھنے ہو کے آشفتہ حال

اُس آثار کو دیکھہ کر وہ حزین لگا پوچھنے وجہ خفگی کے تئیں

کہ کیوں کساے اتنی ہو بے مزا سبب کیا کہو مجھسے کچھہ تو ذرا

کی وجہ اُسکی پھر زنیے رہ رہ بیان مگر کی اشاروں ہی سے سب عیان

بجز چشمک و جنبش سر سوا زبان سے نہ حرف اپنا کوئی کہا

ہوا دوست حیران سمجھہ کر یہہ حال اُٹھایا عجب طرح کا انفعال

رہا دیر تک اک ندامت زدہ ندامت زدہ اور خجلت زدہ

پھر آخر کے تئیں آشنا کو بلا بس اکبار گی اُون پر گر پڑا

کہ بخش اب دل و جانسے میری خطا
میں کیا جانتا تھا یہہ کچھ ہوئے گا

خجالت رہی زندگی تک مجھے
کہ پھر آنکھ دیکھو لگا کیونکر تجھے

غلامون کا تیرے ہوا میں غلام
میں کیا لے سکون آشنائی کا نام

ادا جسقدر تو نے کی دوستی
جہان میں رہے یہہ حکایت تری

بہر حال اب سن لے میرا سخن
یہہ ہی دین و دنیا کی میری بہن

میں اسکی بھی عصمت کا ممنون ہون
میں اسکی بھی غیرت کا مفتون ہون

حقیقت میں کہیئے انھیں کی بیان
انھیں سے ہی قایم زمین آسمان

کہ ہم حکم شوہر کا لاوے بجا
ہم اپنے تئین یون اچھوتا رکھا

بس اب گھر کو دونون سدھارو شتاب
ہی تاخیر میرے لئے اک عذاب

یہہ کہہ سنکے دونکو رخصت کیا
بہت اپنا عذر خجالت کیا

پھرے گھر کو وہانسے زن و شوہم
خوشی کے وہ بھرتے ہوئے اپنے دم

اسی میں ہوا آکے اُسکا گذار
تھی جسجا وہ چورونکی بیٹھی قطار

وہین زن نے درخواست سے پیشتر
اُتارا اپنے زیور کتنیں سر بسر

کیا ڈھیر جاکر اُنھون کے حضور
بعین رضامندی و صد سرور

رئیس اُنکا آپس میں کہنے لگا
کہ زن اسطرح جب ہو وعدہ وفا

تو پھر ہمسے مردون کو ہی انفعال
جو مال اُسکا آگے ہو ہم پر حلال

یہہ کہہ اور اپنے بھی کچھ پاس سے
ملا اُس میں زیور حوالے کئے

زن و شو گئے گھر کو مسرور و شاد
ملی جیسے نیت تھی اُنکی مراد

کہ عصمت نے بھی کچھ نپایا خلل — اور اخلاص میں بھی نہ آیا خلل
وہ گوہر کہانی یہہ جب کہہ چکی — تو پھر شاہزادے سے کہنے لگی
کہ فرمایئے بارے شاہ جہان — ہوا لطف کیا اسکا تم پر عیان
کہا شاہ نے رحمت اُس دوست پر — فدا دوست پر جو ہوا اسقدر
وہ عورت نے سن شاہ سے اتنی بات — کہا بس تم اب جاؤ عالی صفات
وزیر اپنے کو بھیج دو میرے پاس — کہ تا اُسکی بھی ہون حقیقت شناس
پھر آیا وزیر اور سننے لگا — اسیطرح جب وہ بھی سب سن چکا
تو اُسنے بھی عورتنے پوچھا یونہین — لگا کہنے سنکے وزیر اسکے تئین
کہ کیا نیک طینت تھا وہ آشنا — جو زنکو بہن کہہ کے رخصت کیا
پھر آیا وہ سوداگر اس مین وہان — سنا اُسنے بھی سربسر داستان
لگا کہنے خوش ہوکے وہ بھی یونہین — کہ رحمت ہی عورتکو اور آفرین
جو شوہر کے احوال پر کر نظر — ہوئی تابع حکم وہ اسقدر
پھر اُسکو بھی گوہر نے رخصت کیا — سزاوار تحسین و مدحت کیا
بلایا وہ زرگر کے تئین جسگھڑی — اور اُسکے بھی آگے کہانی کہی
تو اکبار سنکر وہ کہتا ہی کیا — کہ ہی سخت یہہ تو تعجب کی ۔
جو چورونے یون چھوڑ اُنکے تئین — فقط سنکے اُسکے سخن کے تئین
اور اُسپر نہ زیور بھی اُس سے لیا — علاوہ برین آپ بھی کچھ دیا
سنی جو ہمین عورت نے بس اتنی بات — تو اکبارگی اپنا پھیلا کے ہات

لگی کہنے بس لعل جلدی نکال　　نہین تو برا ہوئیگا دم مین حال

کوئی جلد اِتنا بھی کہتا ہی بھید　　نتھی اتنی جلدی کی تجھسے امید

بہت کام مین اپنے تو خام ہی　　یہہ خامی کا سارا ترا کام ہی

سناجب یہہ زرگرنے سارا کلام　　لگا کانپنے اور لرزنے تمام

کہا جی مین اِنکار کیا فایدہ　　جو معلوم ہونا تھا سو ہو چکا

نکالا کمر مین سے چارون نگین　　رکھا روبرو ہوگے بس شرمگین

اور آہستہ پھر اُس سے رخصت ہوا　　گیا اُس جگہہ تھی جہان اُسکی جا

گئی رات روشن ہوئی صبح جب　　بلا چارونکو پاس گوہرنے تب

کہا مینے ہر چند تفتیش کی　　ہرِاِکطرف کی بات سب سے کہی

ملا پر نہ لعلون کا ہرگز نشان　　خجالت ہوئی مجھکو تم سے ندان

پس اپنے خزینے سے مین ویسے لعل　　تمھارے ہین کھوئے گئے جیسے لعل

ہون دیتی تمھین لو بس اب گھر کو جاؤ　　اور آگے نہ یہہ بات کچھ منہہ پہ لاؤ

وزیر اپنے لعلون کو پا خوش ہوا　　دعا دیکے گوہر کو بس گھر گیا

اسیوقت پھر شہ سے ماذون ہو　　گیا بیچنے اُن کو بازار کو

کھڑا تھا کہین راہ مین کوتوال　　سمجھ کر وہ بدبخت چوریکا مال

کیا دفعۃً آن کر دستگیر　　پڑا قید خانے مین جاکر وزیر

سحر کے تئین لے گیا شاہ پاس　　کہ تھا محکمہ وہ عدالت اساس

ہوا جا کھڑا اِکطرف کو وزیر　　تھے حاضر جہان سارے برنا و پیر

کہا شاہ سے یہ عرض کر ماجرا — ترے ہاتھ یہہ مال کیون کر لگا
وزیر اپنی روداد کو سر بسر — لگا کہنے دست ادب باندھکر
سنا شہ نے جب شاہزادیکا نام — کہ ہی کامگار معلی مقام
کہا جا بلا لا اُسے میرے پاس — کہ تا سب حقیقت کرون مین قیاس
گیا لیکے شہزادے کو پھر وزیر — جو رخشندہ تھا شکل ماہ منیر
نظر کرتے ہی شہ نے شہزادے پر — کہا بارے کہئے تم آئے کدھر
کہی شاہزادے نے پھر سرگذشت — جو بیتی تھی اُسپر بشہر اور بدشت
شہ اُسکے تئین سنکے حیران ہوا — پھر الطاف وشفقت سے خندان ہوا
حوالے کیئے چار دن لعل اُسکے تئین — کہا مال دزدی یہہ ہرگز نہین
سنو آگے اِس سے تماشے کی بات — کہ ہوتی ہی اور آگے کیا واردات
گیا تھا وہ شہ پاس جب کامگار — جھروکے مین تھی دختر شہریار
نظر اُسکی جوہین تک اُسپر پڑی — وہ عاشق ہوئی اِسکی اِکبارگی
لگا عشق کا یکبیک دل مین تیر — ہوئی قید اُلفت مین فورا اسیر
تڑپھنے لگی تلملانے لگی — ددا دائیون کو رلانے لگی
لگی سوکھنے دن بدن اِس طرح — کہ شاخ خزان دیدہ ہو جسطرح
ہوئی رفتہ رفتہ خبر باپ کو — پڑی پھر چہے مین آن کر گفتگو
کہ یہہ کچھ ہی اب شاہزادیکا حال — خدا جانئے ہووے کیسا مآل
کیا شہ نے شہزادیکو تب پیام — کہ اِسطرح منظور ہی تمسے کام

ہوا کامگار اسکے تئین سنکے شاد | کہ الطاف غیبی سے نے بخشی مراد
کیا ہو کے خوش جان و دلسے قبول | غرض دون کہان تک اب آگے ہین طول
ہوئی شاہ کو سن نہایت خوشی | تیاری کی وصلت کے انجام کی
معین پھر اک کرکے وقت سعید | کہ تھا میمنت مین جو مانند عید
کیا بیاہ با حشمت و عز و شان | کہ تفصیل ہی جسکی فوق البیان
لکھے شرح گر اسکی یکسر قلم | تو دفتر کے دفتر ہی ہو وین رقم
غرض جب ملا اسطرح مدعا | تو پھر رات دن اور صباح و مسا
لگا رہنے خوش وہ شہ کامگار | بصد عیش کتنے لگا روزگار
کیا سب رفیقون کتئین پھر نہال | تھے تکلیف مین اسکے جو خستہ حال
نئے سر سے سبکو فراغت ہوئی | وہی تازہ پھر شان و شوکت ہوئی
گئے بھول سب اپنا رنج و محن | بجائے خزان ہوئی بہار چمن
ہوئے شاد سب دلسے اور باغباغ | مٹے جتنے سینون پہ تھے غمکے داغ
اُٹھائی تھی آوارگی جسقدر | مبدل وہ عشرت سے ہوئی سربسر
پھرے جسطرح یکبیک اُنکے دن | ہمارے تمھارے پھرین ویسے دن

* اعادۂ داستان جہاندار شاہ *

غرض جب وہ طوطی یہہ قصے کہی | جہاندار سے باغ مین کہہ چکی
تو فی الجملہ خاطر جہاندار کی | تسلی و تسکین پاتی چلی
لگا دل مین کہنے یہہ امید لا | کہ جیسے ہوا اُن سبھون کا بھلا

عجب کیا مرے دن بھی یونہین پھرین — یہہ راتین الم کی نہ یکسان رہین
خدا سے ہین کیون اپنی توڑون امید — وہی سب کرے ہی سیاہ و سفید
یہہ کہہ کر اٹھا اکطرف سوے باغ — بجان حزین و دل داغ داغ
کہ اکبار ہی اس مین کیا دیکھتا — کہ کچھ شور و غل سا چمن مین اٹھا
ہر یکطرف ہی آب پاشیکی دھوم — روش اور خیابان پہ ہی کچھ ہجوم
پڑے دوڑتے پھرتے ہیں باغبان — یہان سے وہان اور وہانسے یہان
لگانے ہیں فوارے حوضو نمین لا — تکلف مین ہین سو بسو جابجا
بناتے ہین کچھ باغ کی ڈالیان — لگاتے ہین دونو نمین کچھ سبزیان
کہین جھاڑتے ہین چمن کے تئین — بناتے ہین سرو و سمن کے تئین
جہاندار حیرت کے عالم مین آ — کسی سے لگا پوچھنے جو ذرا
کہ بتلاؤ کیسی ہی یہہ کھلبلی — یہہ ہی کسلئے دھوم اتنی مچی
تو بولا جواب اُنہین سے یون کوئی — کہ آمد ہی یہہ بہرہ ور بانو کی
کہا تا ہی جسکا یہہ مشہور باغ — یہہ ہی جس سے سرسبز و معمور باغ
جسے کہتے ہین دختر شہریار — ہی فرمان مین جسکے سارا دیار
سو وہ آج گلگشت کو آئیگی — کوئی دم مین تشریف فرمائیگی
ہم اسکے لئے کرتے ہین دھوم دھام — کہ تا سب رکھین اپنا تیار کام
ملے سیم و زر ہم کو انعام مین — وگرنہ ہون مغضوب الزام مین
جہاندار سنتے ہی یہہ خوش خبر — خوشی سے دوانا ہوا سربسر

کہ بارے یہان تک تو پہنچے نصیب ۔ پھر آگے بھی جو کچھ دکھاوے نصیب
یہہ کرتا ہی تھا اپنے دل سے کلام ۔ کہ آئے سوار کئے بس خاص و عام
دکھائی دیا سب جلوس و تزک ۔ پھر اُس سمت ہی کیا دیکھے ہی یکبیک
کہ پیدا ہوئی محافیون کی قطار ۔ ہوئی اہتمامو کی ہر سو پکار
خواص اور خواجہ سرا ہر طرف ۔ پس و پیش ترتیب سے صف بصف
لئے ناکی بانیچ مین زر نگار ۔ کئے آتے ہین مورچھل باوقار
جہاندار دیکھ اُس تجمل کے تئین ۔ لگا تھامنے اپنے دل کو وہین
غریب اور بیکس سا اِکطرف کو ۔ کھڑا رہ گیا نقش دیوار ہو
کہ اتنے مین اِک دایۂ پیرزن ۔ نہایت شناسا و آگاہ فن
نظر کرکے سرتا بپا اُسکے تئین ۔ لگی پوچھنے پاس آکر وہین
کہ کہہ تو مسافر ہی کس ملک کا ۔ یہان کسطرح تیرا آنا ہوا
پھر اِتنا تو مغموم و محزون ہی کیون ۔ سراپا ترا اِتنا مفتون ہی کیون
تجھے کیا مرض اور کیا درد ہی ۔ یہہ کیون رنگ رو سب ترا زرد ہی
کھڑا ہی تو ششدر سا کسواسطے ۔ سبب کیا تو وحشی ہی جسواسطے
جہاندار نے تب دیا یہہ جواب ۔ کہ بتلاؤن کیا اپنا حال خراب
کہان دل ہی مجھکو کہان ہی دماغ ۔ کہ یکدل پہ میرے ہزارون ہین داغ
مجھے عشق کے سانپ نے ہی ڈسا ۔ ہون بدتیسے اسدام مین مین پھنسا
نہ گھر کی خبر نہ وطن کی مجھے ۔ نہ گل کی خبر نہ چمن کی مجھے

ہون اِس باغمین کبھی دیوانہ وار　　نجانون یہہ صحرا ہی یالالہ زار
بس اُس پیر زننے یہہ سن گفتگو　　کہا وہاین جا بہرہ ور بانو کو
کہ صدقے گئی اِک عجب نوجوان　　دکھائی دیا باغ مین ہی یہان
کہ ہو مہر تابان بھی جسّے خجل　　پریکا بھی جسپر نکل جاے دل
ہر یک بات کرتا ہی وہ دردناک　　کہ ہوتا ہی سنکر جگر چاک چاک
خدا جانے آیا ہی کسطرفسے　　نہین خوب معلوم ہوتا مجھے
یہہ سن بہرہ ور بانو دائی کی بات　　وہین جھانکنے کی لگی کرنے گھات
پھر آخر کو پردے کتئین چھید کر　　نظر کی جہاندار پر سربسر
ہوئی دیکھکرو وہین بے اختیار　　بہانے لگی اشک خون زار زار
پھر اُتنے مین گھبرا کے یکبار گی　　وہ تصویر جو پاس ہر وقت تھی
شتاب اُسکو صندوقچے سے نکال　　مقابل لگی کرنے سب خط و خال
موافق پڑی سب طرح جب کہ وو　　تو یکبار گی پھر دوانی سی ہو
لگی کہنے دائی کو سنتی ہی دائی　　اِسی نے مری ہی یہہ حالت بنائی
اِسی کے لئے ہی مرا سب یہہ حال　　اِسی کے الم کی ہون مین پایمال
اِسی موذی نے دی ہی ایذا مجھے　　اِسی سے دیا ہی یہہ سودا مجھے
بس اب میرے دکھکا ملا مجھکو چور　　ولے چور ہی با عجب زور و شور
کہ ہاتھ اُسکا آنا ہی خیلے کٹھن　　وصال اُسکا پانا ہی خیلے کٹھن
ہوئی پھر جو بیتابی آشفتگی　　تو کچھ باغ کی بھی نہ گلگشت کی

پھری دفعۃً گھر کو وہ نازنین شتاب — گری جا پلنگ پر بحال خراب
سرشک مصیبت بہانے لگی — تڑپنے لگی تلملانے لگی
خوشی اور چہل این گئی ساری بھول — لگی رات دن رہنے پیہم ملول
جو دن ہی تو یاد جہاندار ہی — جو شب ہی تو پھر یہی اذکار ہی
نہ کھانا نہ پینا نہ سونا کبھی — نہ باتون مین مشغول ہونا کبھی
وہی دیکھنا بیٹھے تصویر کو — وہی کرنا پھر پھر کے تقریر کو
نظر کر کے دائی اس احوال کو — مصیبت کو اور اسکے جنجال کو
پشیمان کہنے سے اپنے ہوئی — کہ کیون مینے ایسی خبر آ کے دی
مین کیا جانتی تھی یہہ ہوویگا حال — نہ تھا میرا ہرگز یہہ وہم و خیال
مین بدبخت نے کسلیئے اتنی بات — کہی یکبیک آ حماقت کے سات
جو یہہ پھول کیطرح مرجھا گئی — قلق مین بیک بار گی آ گئی
پھر اتنے مین لاچار ہو باپ پاس — گئی ہو کے غمگین اور بے حواس
لگی کہنے گر جی کی پاؤن امان — تو کچھ بات دل کی کرون اب بیان
کئی دن سے مین شاہزادی کا حال — برا دیکھتی ہون بحزن و ملال
غم و فکر سے ہی گئی اتنی سوکھ — کہ جیسے خزان دیدہ ہو کوئی روکھ
گھلی جاتی ہی شمع سان دم بدم — کبھی خشک لب ہی کبھی چشم نم
عنون جب نہ تب بھرتی ہی آہ سرد — ہوا جاتا ہی دن بدن رنگ زرد
نہ پالا تھا مینے اسے اس لئے — کہ پی پی کے یون خون دل وہ جیئے

ابھی اُسنے دنیا کا دیکھا ہی کیا ہو ننھی سی جان اُسکی یون مبتلا

نہین تمکو زنہار کچھہ اُسکی فکر کبھی کچھہ نہ شادی کا کرتے ہو ذکر

کرون اور کیا آگے اِس سے بیان کہ سب وجہ غم کی ہی تم پر عیان

سنا شہ نے دائی کا جب یہہ کلام وہین پا گیا اپنے دل مین تمام

کہ تصویر کی بھی خبر تھی اُسے یہی چرچے آگے بھی تھے ہورہے

بس اُسوقت اِکبار ہو بیحواس ہوا زندگانی سے اپنی نراس

مشوش ہوا اور گھبرا گیا بلاکر وزیرون سے کہنے لگا

کہ یون شاہزادی کا احوال ہی یہہ کچھہ اُسکے جی کا بنا حال ہی

بتاؤ کرون اِسکی تدبیر کیا خدا جانے ہی اُسکی تقدیر کیا

وزیرون نے سنکر کیا التماس کہ ای شاہ دانا ارسطو قیاس

ادب سے نہین عرض کر سکتے ہم جو کچھہ اُسکا سنتے ہین درد و الم

یہہ حضرت نے گویا کرامات کی کہ جا گہہ ملی ہم کو اُس بات کی

سو لاچار کرنا گذارش ہوا کہ ہوتا چلا اب سخن بر ملا

مناسب ہی وصلت کی تدبیر ہو ولے جلد ہووے نہ تاخیر ہو

جو شادی بھی ہو تو جہاندار سات کہ ہی غم مین اُسکے ہی ساری یہہ بات

اُسیکی ہی تصویر پر ہی یہہ حال اُسیکا ہمیشہ ہی رہتا خیال

اور اُسکے بھی یکسر حسب اور نسب محقق ہین ہم خانہ زادون پہ سب

کہ بیشک ہی وہ زادۂ شہریار پدر بر پدر شاہ عالی وقار

وہی ایلچی جس کا تھا پھر گیا　　وہی شہر سے جسکو باہر کیا
پس اُس سے یہہ گوہر ہو پیوند اگر　　تو مسرور ہو مملکت سر بسر
تامل کا ہرگز نہیں کچھ مقام　　شتابی سے کر بیٹھئے اب یہہ کام
شہنشہ نے سنکر یہہ اُنکے جواب　　کہا واقعی ہی یہہ رائے صواب
ولے پہلے اِک شخص روشن قیاس　　مناسب ہی جاوے جہاندار پاس
کرے پھر بھی اوضاع سب اُسکے غور　　لیاقت اور آدابکے سارے طور
فراست کرے اور آکر کہے　　جو ہووے تسلی مجھ و مجھے
گیا پھر وزیر اِک جہاندار پاس　　ذہین و ذکی و قیافہ شناس
ہر یک علم و آداب کی گفتگو　　فضیلت ہر اِک طور کی مو بمو
حکایت روایت میں دریافت کی　　یہی بات آخر محقق ہوئی
کہ ہی سب کمالات میں بے بدل　　حسب اور نسب میں بھی ہی بے خلل
کیا عرض آ بادشہ سے تمام　　ہوا سنکے خوش شاہ والا مقام
کہا خیر بہتر ہی شادی کرو　　ولیکن شتابی سے انجام دو
گیا اُٹھ کے دولت سرا میں وہیں　　کہا بہرہ ور بانو کی ماں کے تئیں
کہ تو شاہ زادی کی شادی کرو　　سرانجام وصل مرادی کرو
مبارک سلامت ہوئی ہم دگر　　نشاط و طرب ہو گئے سر بسر
لگے پھرنے سب اہلے گہلے بہم　　فراموش ہو گئے سب اندوہ و غم
محل میں ہوئی چہل بس ایکبار　　لگے قہقہے پڑنے بے اختیار

سنی بہرہ ور بانو نے پھر خبر   شگفتہ ہوئی شکل گل سر بسر
بلائین لگی لینے دائی کی جا   کہ جسکی زبان سے یہہ سب کچھ کہا
سنو آگے اب داستان بیاہ کا   عروس اور داماد دلخواہ کا

* منعقد شدن مجلس عروسی و دامادی *

* جہاندار شاہ و بہرہ ور بانو *

پلا ساقیا بادۂ لعل گون   سامان جشن شادیکا موزون کرون
اسی دنکی مدت سے تھی آرزو   اسی کے لئے اِتنی تھی گفتگو
وزیرو نمے سامان شادیکا جب   کیا کتنے اِکدن مین تیار سب
تو آکر کیا شاہ سے التماس   ہوئی شاہ کو فرحت بے قیاس
منگا زایچہ بہرہ ور بانو کا   پھر اِک روز شادی معین کیا
محل مین بھی احکام پہنچے شتاب   کہ شہزادی مایو نمین بیٹھے شتاب
معین ہوئے اہل خدمت تمام   کہ جاکر اُسی باغ مین صبح و شام
جہاندار کے پاس حاضر رہین   تیاری و ہانکی بھی سب کچھ کرین
کرین فکر پوشاک و اسبابکی   زری کی تمامی کی کم خواب کی
لیجاو ین یہین سے تزک اور جلوس   کہ ہون جشن میں نوبتیکے کرناو کوس
یہہ سب کچھ جب اُسطرف کو جاچکا   تو آیا معین وہ دن بیاہ کا
چراغان کا ٹھاٹھہ باندھا گیا   لب نہر پر صحن مین جا بجا
ہوئے خیمے استادہ پر عظم و شان   تمامی کے کھینچے گئے سایبان

بچھا فرش مخمل کا ایوان میں — زری کے بندھے پردے دالانمیں

لگی ایک مسند جواہر نگار — کہ شرمندہ ہو جس سے گلگی بہار

دھرے شمعدان بلوری تمام — کہ ہر ایک پر تھا مرصع کا کام

مرتب ہوئی بزم عیش و طرب — مغنی و مطرب ہوئے جمع سب

پھر انکا مونہی میں پڑی جبکہ شام — تو ہوئی روشنی ایک باری تمام

امیران اعظم کی آمد ہوئی — کہ محفل کرین گرم تا عیش کی

طوایف نے آکر دکھائی چمک — لگی تھاپ طبلونکی پھر یکبیک

بندھا راگ اور ناچ کا جو سمان — سو اُس لطف کا کب ہی ممکن بیان

اسیمین ہوئی منقضی آدھی رات — اُٹھا پھر بیکبار شور برات

چلے آگے لینے امیر و وزیر — ہوا اک ہجوم صغیر و کبیر

بصد تمکنت اور بصد عز و جاہ — ہوا آکے داخل جہاندار شاہ

رکھا مسند ناز پر آ قدم — باقبال و دولت بجاہ و حشم

لگی چھٹنے گاریز اور ماہتاب — ہوا از سر نو طلوع آفتاب

عجب کوئی عالم تھا اُس رات کا — کہ عالم تھا گویا طلسمات کا

پڑھا جبکہ قاضی نے خطبے کتئیں — لگے ہار اور پان بٹنے وہیں

وہ شربت جو دولہ کے منہہ سے بچا — پلایا دلہن کو ستابی سے جا

بجھی پیاس دونونکی بارے وہیں — کہ تھی تشنگی کب سے انکے تئیں

بدھاؤنکی پھر تو ہوئی دھوم دھام — مبارک مبارک کا تھا شور عام

محل میں گیا پھر جہاندار شاہ | کئے سہرے میں نیچی نیچی نگاہ
بٹھایا دلہن کے تئیں لا کے پاس | نچھاور لگے ہونے پھر بے قیاس
وہ مایون کا نکھرا ہوا رنگ رو | وہ بو تنون کی آتی ہوئی تن سے بو
وہ مہندیکی بو باس رغبت فزا | وہ عطرون میں جوڑا مہکتا ہوا
کہون کیا وہ پہلو جہاندار کا | ہوا دفعۃً رشک گلزار کا
ہوا آرسی مصحف اسمین عیان | عیان ہو گیا تھا جو تب تک نہان
جہاندار جون اُسکا نگران ہوا | تو اُس آرسی پر وہ حیران ہوا
یونہیں تھی دلہن کو بھی حیرت تمام | کہ حاصل ہوا کسطرح دلکا کام
وہ تکتا تھا اُسکو وہ تکتی اُسے | حیا سے پہ کچھ کہہ نسکتی اُسے
نظر سے نظر جون ملی ایکبار | خوشی نے کیا دلکو بے اختیار
ہوئی دھوم جلوے کی اکبارگی | لگے گانے تونے سالونے سبھی
چنی پھر تو نوبت اِس ٹھاٹ سے | کہ لذت ملے جسکی ہر بات سے
کھلائے گئے پان توتے کے جب | رہی دو گھڑی باقی جب اسمین شب
تو گودی میں لے بہرہ ور بانو کو | جہاندار اُٹھا تخت سے خندہ رو
محافے میں جلدی کیا لا سوار | ہوا پھر تو رخصت کا شور ایکبار
دہیزون کے اسباب آئے تمام | عماری و حوضے دکھائے تمام
کئی نالکی پالکی زرنگار | کئی فیل اور اُشترون کی قطار
جواہر کے صندوقچے بے بہا | اور اقسام خلعت بھی حیرت فزا

ہزاران غلام و ہزاران کنیز ‏ ہزاران گرانمایہ ہر ایک چیز

یہہ سامان حشمت لیئے سربسر ‏ چلا باغ کو اپنے وقت سحر

وہ ماہی مراتب وہ بان و نشان ‏ وہ نوبت کے بجنے کا صد عظم و شان

مفصل کہان تک بیان ہو سکے ‏ اگر فی المثل سو زبان ہو سکے

سخن مختصر اِس تکلف کے سات ‏ جہاندار و شہ اور سب اہل برات

ہوئے باغ کے داخل اُسی باغمین ‏ کہ تھے جسکے گل ہجر کے داغمین

گئے پھر وہ خلوت مین دولہہ دلہن ‏ ہوئے ایک جا عندلیب و چمن

ہوا دست خواہش پھر اُسکا دراز ‏ ہوا گرم بازار ناز و نیاز

لگی چلنے لات اور لگی ہونے بات ‏ گئی کشمکش کی ہوئی داؤ گھات

پھر آخر کتئین صورت نیشتر ‏ لگی چونچ بلبل کی تا برگ گل پر

رگ گل سے اِکبار نکلا لہو ‏ محبت مین باہم ہوئے سرخرو

وہ چادر پلنگ کی سب افشان ہوئی ‏ نمایان بشکل گلستان ہوئی

اُٹھا بیچ سے جبکہ شرم و حجاب ‏ بہم پھر لگے ہونے حرف و خطاب

کہی نقل طوطی جہاندار نے ‏ طلبگار تے اُس گرفتار نے

کہ الفت کی ہی اِسطرح ابتدا ‏ مجھے اِسطرح سے تعشق ہوا

کہا بہرہ ور بانو نے بھی تمام ‏ کہ تصویر نے یون کیا میرا کام

جو دکھلا گیا وہ ترا مرد پیر ‏ بتاتا تھا نام اپنا جو بے نظیر

تبھی سے مرا حال ایسا ہوا ‏ کہون تجھسے کیا مین کہ کیسا ہوا

غرض کہکے دکھ سکھ یہہ دونون بہم بیان کر کے سب داستان الم
اُٹھے خواب گہہ سے بلطف و خوشی کہ خواہش ہر یکدگر کی حاصل ہوئی
ہوئی رسم چوتھی کی بھی جب تمام فراغت سے کٹنے لگے پھر مدام
کسیطرح کا کچھہ نتھا فکر و غم جدائی نہ آپس مین تھی کوئی دم
کئی سال یونہین ہوئے منقضی وطن کی پھر آ کر تمنا ہوئی
دلہن سے جہاندار شہ نے کہا کہ ای بہرہ ور بانوئے جان فزا
ہوئی مجھکو ماباپ کی آرزو چل اب ساتھہ میرے تو اُس شہر کو
کہا اُسنے جو کچھہ ہو مرضی تری مین تابع ہون اور ہونگی لونڈی تری
بلا کر کنیکو دیا پھر پیام بعجز و باداب و حسن کلام
کہ حضرت سے جا کر کرو التماس کہ ای شاہ جم جاہ والا اساس
بس اب مجھکو خدمت سے رخصت کرو بلا کر کے شہزادی کو بھی کہو
کہ ہمراہ میرے رفاقت کرے اُسی گھر مین چلکر سکونت کرے
سنا باپ نے شاہزادی کے جب کہ ہنگام رخصت ہی در پیش اب
مشوش ہوا سنکے اِک بارگی کہا لیک آخر بلا چارگی
کہ جسطرح ہووے تمھاری خوشی تمھاری خوشی ہی ہماری خوشی
کیا پھر مرخص جہاندار کو اور اپنے بھی لخت دل زار کو
ولے وقت رخصت بہہ رقت ہوئی کہ بار انکو بھی جس سے خجلت ہوئی
عروس اور داماد عالی نژاد چلے چھوڑ کر شہر مینو سواد

پھرا اپنے مقصد کی منزل کنئین | لگے کرنے طی دشت و جنگل کنئین

ہوا پہلی منزل مین جب آ مقام | تو اِکبارگی طوطی نے کر سلام

کیا عرض شاہ جہاندار سے | بصد لطف و آداب گفتار سے

کہ لے ای جہاندار مقصد ترا | خدا نے تجھے اب عنایت کیا

کیا دل مین تھا مینے اپنے یہہ عہد | کہ مشکور جب ہو مری جد و جہد

تو خدمت سے تیری مین آزاد ہون | جدھر جی مرا چاہے اُڑتی پھرون

بس اب آج سے مجھکو آزاد کر | یہی مجھکو انعام امداد کر

جہاندار اُسکا یہہ سن التماس | فسردہ ہوا اور نہایت اُداس

ہوئی بہرہ ور بانو بھی کچھ ملول | پہ لاچار درخواست کی وہ قبول

جواہر کی دو پنہچیان بے بہا | پنہا کر بخوبی مرخص کیا

اُڑی جھنجھناتی ہوئی بس وہین | دعائین گئی دیتی شہ کے تئین

کیا کوچ پھر شاہ نے صبح گاہ | با سباب حشمت بسامان جاہ

لگا کرنے طی منزلون کے تئین | بیابان کے مرحلون کے تئین

مہینونکی جب راہ طی کر چکا | تو پھر یاد کر اُس طرف کو مڑا

تھے ورثے پہ دو بھائی لڑتے جہان | جنھونکی وہ تھین چارون چیزین لیان

محقق کر اُن دونونکی بود و باش | کیا اُنکو پیدا بسعی و تلاش

بہت معذرت اُنسے کر کر ادا | اُنھین چارون چیزین وہ دینے لگا

کیا دونون بھائیونے تب التماس | کہ ای شاہ فرخندہ و حق شناس

نہین پھیرنا اب کچھ اُنکا ضرور   خوشی سے یہہ کین ہم نے نذر حضور
یہہ لایق سلاطین ہی کے ہین سب   ضرورت ہی چندان ہمین اُنکی کب
بھلا یہہ ہماری نشانی رہے   ترے پاس تا زندگانی رہے
کیا عہد کے تئین جو تونے وفا   سو لطف اُسکا ہم کو نہایت ملا
بس اسواسطے اور بھی ایک چیز   ہین دیتے تجھے ہی جو خیلے عزیز
کہ ہر گت کا فن ہین سکھاتے تجھے   جتن اُسکے سب ہین بتاتے تجھے
تو قالب مین جسکے ارادہ کرے   نکال اپنے قالب سے اُسمین رہے
یہہ کہکر سکھائے شہنشہ کو تب   جو کچھ بھید ہر گت کے تھے یاد سب
اُنھین سیکھکر شاہ رخصت ہوا   بدستور اپنے وطن کو پھرا
گیا وہانسے پھر اُسطرف کے تئین   جدھر تھا وہ درویش عزلت گزین
کرامت سے جسکی ہوا تھا یہہ پار   وہ آنکھون کتئین بند کر ایکبار
کیا جاکے خدمت مین اُسکی سلام   کہی سرگذشت اپنی اُس سے تمام
توقف کیا پھر کئی دن وہان   کیا باپ کے پاس قاصد روان
جو کچھ شوق کے مرتبے تھے لکھے   کہ ہون اب قدم دیکھتا آپکے
بس اب کیجے موقوف سب اضطرار   ملاقات کے رہئے امیدوار

* مراجعت کردن جہاندار شاہ بدیار خود *

ہی اِسداستانکا پھر اب یون بیان   کہ مقصد کتئین جب ہوا شہ روان
وہ ہر مز کہ جسکا ہوا آگے ذکر   یہہ سنکر ہوئی اُسکو تشویش و فکر

کہ مطلوب پایا جہاں دار نے　　کیا کام صرفت کا عیار نے
کہ مجھسے تو اخفا سے مطلب کیا　　اور آپ بہرہ ور بانو کو لے چلا
پس ایسا کروں جسسے ہو کامیاب　　اور اُسکو پھراؤں بحال خراب
غضب ہی جو یونہیں رہوں بے نصیب　　اور اِسطرح یاری دین اُسکے نصیب
یہہ دلمیں حسد کے خیالات کر　　لگا ڈھونڈھنے شہ کو شام و سحر
پھر آخر بصد سعی او رجست جو　　تباہی اُٹھا کر بہت سو بسو
ملا آکے جوں توں جہاندار سے　　بصد حالت خستہ و زار سے
قدم پر گرا اور بہ مکر و نفاق　　لگا کہنے مدت سے تھا اشتیاق
کہ پھر یہہ رفاقت مجھے ہو نصیب　　قدیمی سعادت مجھے ہو نصیب
ہوں اِس آستانکا نمک خوردہ میں　　پھروں تابکی خوار و افسردہ میں
جہاندار نے سن یہہ طرز کلام　　کی اُسپر نگاہ عنایت تمام
کہا خوب رہ آجسے میرے پاس　　ہی ذی مرتبہ تو عقیدت اساس
یہہ مکر اور تذویر کر سربسر　　لگا پاس رہنے وہ شام و سحر

* رفتن جہاندار شاہ بقالب آہو *

ہوا ناگہاں پھر یہہ کیا ایکبار　　کہ نکلا جہاندار بہر شکار
کیا صید آہو کنئیں ایک جا　　وہیں شہ سے ہرمز یہہ کہنے لگا
کہ ای شاہ ہی مجھکو یاد ایک فن　　جو ہر اِک کو آتا نہیں وہ جتن
اور اُس فن مشکل کا پرگھٹ ہی نام　　تکلف یہی ہیگا اُس میں تمام

کہ قالب میں جسکے ارادہ کرو ۔ نکال اپنے گھٹ میں سے پھر اُسمین ہو
جہاندار نے سنکے اُسکو کہا ۔ کہ ہرمز یہہ مشکل ہی فن کونسا
مرے تئین بھی ہی یاد اُسکا جتن ۔ ہی معلوم مجھکو بھی پر گھٹ کا فن
تکلف سے کیا تو ہی کہتا اُسے ۔ کہہ اُس سے کہ آتا نہووے جسے
لگا کہنے ہرمز یہہ سب ہی خلاف ۔ غلط کہتے ہین آپ کیجے معاف
یہہ فن اسقدر سہل وآسان نہین ۔ جو حاصل ہوا ہو گا حضرت کتئین
جہاندار سمجھا نہ اِس پیچ کو ۔ لگا کہنے اِک بارگی غصے ہو
اگر روبرو تیرے پر گھٹ کرون ۔ تو پھر مین گنہگاری کیا تجھسے لون
کہا خون میرا ہی تم کو حلال ۔ اگر مجھکو دکھلاؤ ایسا کمال
کہا شہ نے اچھا دکھاؤن تجھے ۔ لے آاپنی آنکھون سے سب دیکھ لے
گیا تھا اُس آہو کتئین جو شکار ۔ اُسی گھٹ مین جا تار ہا ایک بار
ہوا جبکہ قالب پھر اُسکا تہی ۔ تو ہرمز کو بس یہی فرصت ملی
اور اُسنے بھی سیکھا تھا از بس یہہ فن ۔ وہین کرکے اُس فن کے سارے جتن
دیا چھوڑ بس اپنے گھٹ کے تئین ۔ سمایا شہنشہ کے گھٹ مین وہین
جہاندار اُدھر گھٹ مین آہو کے جا ۔ لگا چگنے سبزہ بیابان کا
اِدھر یہہ جہاندار کے گھٹ مین جا ۔ بشکل جہاندار شہ بن گیا
چلا آیا خیمے کے تئین ایک بار ۔ جہان بہرہ ور بانو تھی انتظار
بخوبی وہان جاکے داخل ہوا ۔ کہا دل مین مقصود حاصل ہوا

وے بہرہ ور بانو کچھ دیکھ کر گئی شبہ و تشکیک مین سر بسر

لگی جی مین کہنے کر اُسپر نگاہ کہ یہہ تو نہین وہ جہاندار شاہ

بصورت تو سب کچھ ہی اُسکے مثال پہ بانو نہین ویسا نہین قیل و قال

خدا جانئے کیا مصیبت پڑی جہاندار پر کیسی آفت پڑی

سمجھکر یہی جی مین اپنے تمام لگی رہنے اُس سے جدا صبح و شام

کیا کرتا ہر چند یہہ عاجزی وے پاس اُسکے وہ آتی نتھی

غرض بعد چندین صباح و مسا جہاندار کے باپ سے آملا

جہاندار کو بسکہ مدت تمام ہوئی تھی وہ چھوڑے دیار و مقام

خلایق کو چندان نتھا کچھ خیال کہ اتنا کرین اسکا تفتیش حال

کسی نے بھی ہرگز نہ کی غور یہہ کہ یہہ وہ ہی یا ہی کوئی اور یہہ

غرض پھر کیا بعد کئی ماہ و سال جہاندار کے باپ نے انتقال

یہہ بدبخت اُسکا ہوا جانشین ہوا مالک ملک و تاج و نگین

اُدھر اب جہاندار کا سنئے حال کہ پھرنے لگا جب وہ آہو مثال

سگ و شیر کا تب اُسے ڈر ہوا سمجھکر یہی دل مین مضطر ہوا

کہ ایسا نہووے کسی دن کہین کرے آکے طعمہ کوئی میرے تئین

اُسی وہم مین تھا اُسے اضطرار کہ ناگہہ ملا اُسکو اک سبزہ زار

نظر اکطرف گھاس پر جو گئی تو اک طوطی مردہ دیکھی پڑی

لگا دل مین تب اپنے کہنے یہہ لا کہ آہو سے طوطی ہی ہونا بھلا

پس آہو کے گھٹ سے بلا چار گی   گیا گھٹ میں طوطی کے اِکبار گی

لگا پھرنے صحرا بصحرا تمام   کہیں صبح کاٹی کہیں کاٹی شام

قضارا چمن میں ہوا اِک گذار   کسی شاخ پر بیٹھا جا ایک بار

کیا پھر یہہ تقدیر نے اور کام   کہ ناگہہ ہوا وہاں گرفتار دام

پھنسا دام صیاد میں دفعتن   نپایا ذرا دیکھنے بھی چمن

وہ صیاد اُسے لیکے گھر کو چلا   پھر اِک راہ میں بینوا کو دیا

ہوا خوش وہ درویش پاکر اُسے   لگا رکھنے چھاتی لگاکر اُسے

کیا کرتا طوطی کی ہر دم صدا   او اکرتا رہ رہ کے شکر خدا

یہہ سنکر وہ درویش حیران ہو   بہت خوش ہوا اور شادان ہو

لگا کہنے ای طائر نیک خو   نہایت ہی تو تو کوئی نکتہ گو

پہ حیرت ہی مجھکو ترے شکر پر   کہ شاکر ہی کیون اتنا شام و سحر

کہ نعمت پہ ہی شکر کرنا روا   تجھے کونسا خوان نعمت ملا

ہی جسپر تجھے اتنا شکر و سپاس   ذرا مجھسے بھی کہہ تو ای حق شناس

دیا تب یہہ طوطی نے اُسکو جواب   نہ کیونکر کرون شکر حق بے حساب

کہ صحبت ملی تجھسے درویش کی   فراغت ہوئی سب کم و بیش کی

فقیر اُسکو سنکر ہوا اور خوش   لگا رکھنے اُسکو بہر طور خوش

پھر یکروز اُس سے یہہ کہنے لگا   کہ ای طائر نکتہ گو خوش نوا

نہایت تو کوئی خردمند ہی   کہ جو بات ہی تیری اِک پند ہی

کچھ اسوقت ایسی حکایات کر — کہ جس مین سراپا افادات کر
کہا تب یہہ طوطی نے ای بینوا — مجھے ایک شارک کہین تھا ملا
کئے مینے اُس سے یہہ کتنے سوال — کہ بتلا تو ای طائر خوش مقال
ہی صبح کو روشنی کس لئے — سبب کیا دیا نور اسے جس لئے
کہا اسلئے اُسکو بخشا ہی نور — کہ خلقت اسیکے بیمن ظہور
کرے ہی سدا رزق اپنا تلاش — اسی سے ہی چلتی سبھونکی معاش
کیا اور مینے پھر اُس سے سوال — کہ بتلا تو ای طائر خوش خصال
ہوا تنگدل غنچہ کس واسطے — وہ کیا ہی یہہ غمگین ہی جسواسطے
کہا جمع رکھتا ہی جو سیم و زر — ہی تنگیٔ دل اُسے اسقدر
کہا مینے پھر گل ہی کیون ارجمند — ہوا اسلئے اُسکا درجہ بلند
کہا وہ جو ہر اکسے ہی خندہ رو — عزیز اسلئے ہو گیا سو بسو
کہا مینے پھر خلق کو کیا شعار — ہی بہتر ہو خوش جسّے پروردگار
لگا کہنے ترک بدی ہی بھلا — کہ ہوتا ہی راضی اسی مین خدا
سنی جبکہ باتین یہہ درویش نے — خردمند نے معنی اندیش نے
لگا کرنے طوطی کتئین آفرین — لگا جی سے رکھنے عزیز اُسکے تئین
نہ اک لحظہ اک آن کرتا جدا — تھا ملوف و مرغوب اُسکا سدا
گیا شہر مین ایک دن سیر کو — لئے ساتھ وہ طائر نکتہ گو
پرتا اسیر کرتا تھا ادھر اُدھر — کہ اک جا ہجوم اُسکو آیا نظر

کھڑے ہین ہزارون صغیر و کبیر ۔ اور اِک شخص ہی اُنہین کوئی اسیر

کیا بینوا نے کسی سے سوال ۔ کہ بتلاؤ کیسا ہی یہہ قیل و قال

جواب اُنہین سے ایک نے یون دیا ۔ کہ صادر ہوئی ہی کچھہ اِس سے خطا

خطا یہہ ہی زیر محل شاہ کے ۔ کھڑا ہاتھہ مین تھا یہہ آئینہ لے

جھروکے مین تھی دختر شاہ وہان ۔ ہوا جلوہ اُسکا عیان ناگہان

جب آئینہ مین عکس اُسکا پڑا ۔ تو آئینہ کا اِسنے بوسہ لیا

اِسی جرم پر ہی یہہ رنج و تعب ۔ لئے جاتے ہین پاس قاضی کے سب

کہ فتوے مین جو اِسکے قاضی کہے ۔ سزا اُس گنہ کی وہی پھر ملے

سنا طوطئ بینوا نے یہہ جب ۔ لگی کہنے حیران ہین کیون اِتنے سب

ہین محتاج قاضی کے فتوے کے کیون ۔ ہین سب منتظر اُسکے کہنے کے کیون

سزا تو نہایت ہی اِسکی عیان ۔ تامل ہی درکار کیا اِس مین یہان

کھڑا دھوپ مین اِک جگہہ اِسکو کر ۔ جڑو قمچیان اِسکی پرچھائین پر

کہ ایسے گنہ کی یہی ہی سزا ۔ زیادہ اِس سے ہی آگے ظلم و جفا

یہہ سنتے ہی طوطی کاخاتقت کلام ۔ تعجب تحیر مین آ گئی تمام

کہ دیکھو تو طوطی نے کسطرح کی ۔ سزائے پسندیدہ اُسکی کہی

عجب کولی عاقل ہی یہہ مشت پر ۔ نہین ایسا دیکھا کوئی جانور

غرض شہر مین ہوئی زیادہ یہہ بات ۔ کہ یون کہتی ہی طوطئ خوش صفات

یونہین پھر چے پاتی ہوئی پھر خبر ۔ گئی بہرہ وربانو کو سر بسر

وہ سنتے ہی اِکبارگی یہہ کلام سمجھ گئی حکایت کا مضمون تمام
لگی کہنے دل مین کہ یہہ ہو نہو وہی ہی جہاندار سنجیدہ گو
دئے مول مین کتنے لعل و نگین لیا بینوا سے وہ طوطی کتئین
گیا جب محل مین جہاندار شاہ وہ قالب مین طوطی کے با اشک و آہ
تو سب درد و غم اُسپہ بیتے تھے جو سنانے لگا بہرہ وربانو کو
کہ یون پہلے آہو کے گھت مین گیا یون اِسطرح سبزونکو چرتا پھرا
پھر آہو سے طوطی ہوا اِسطرح تہ دام پھر آ گیا اِسطرح
پھر اِسطرح سے بینوا نے لیا پھر اِسطرح آ تیرا ہمدم ہوا
یہہ سنکر مصیبت کے اُسکے کلام لگی بہرہ وربانو رونے تمام
کہا تب جہاندار نے بس نہ رو نہ رو رو کے اِتنا گھلا آپ کو
خدا کے تئین یاد کر ہر محل وہی مشکلین ساری کرتا ہی حل
مگر ایک تدبیر کہتا ہون اب کہ ہرمزوہ آوے ترے پاس جب
تو کہہ اُس سے ای شاہ والا گہر نہین حال سے اپنے مجھکو خبر
رہا کرتی اکثر ہون بیمار مین نہین کوئی رکھتی ہون غمخوار مین
کہ بہلاوے تک میرے دلکے تئین مجھے رہنے دیوے نہ اندوہگین
نہ کچھ کھیل ہی اور نہ کوئی مشغلا کہ جس مین ذرا ابھی لگے دل مرا
کسی طرح بہلا تو میرے تئین ذرا ہو یہہ مشغول جان حزین
مین سنتی ہون پر گھت ہی آتا تجھے تماشا ذرا اُسکا دکھلا مجھے

کسطرح تا غم غلط ہو مرا کہانتک رہون مین اُداس اور خفا
وہ جب اپنے گھر سے نکال ایکبار کرے اور گھر بیچ جاکر قرار
مین طوطی کے گھر سے نکال اُسکو رتی سماجاؤنگا اپنے گھر مین سبھی
سنا شاہزادی نے جب یہہ کلام ہوئی وہ ہین مشعوف اورشادکام
غرض آیا ہرمز محل بیچ جب کہی اُسنے یکسر یہہ تقریر تب
وہ سنتے ہی خوش ہوکے کہنے لگا کہ دشوار یہہ کام ہی کون سا
اِسی مین ترے دلکی گرہی خوشی تو ہون یہہ تماشا دکھاتا ابھی
ترا جسمین جی بہلے وہ ہی ہی خوب وہی بازیون بیچ بازی ہی خوب
یہہ کہکر منگا ایک آہو کتئین گیا مارکر اُسکے گھر مین وہین
جہاندار کو بس یہہ فرصت ملی ملا اُسکو قالب جب اپنا تہی
گیا اپنے گھر مین شتابی سما وہ آہو کا آہو ہی بس رہ گیا
سزا اُسکو اپنے کئے کی ملی کہ دنیا ہی جاگہہ مکافات کی
جہاندار اور بہرہ ور بانو تب بدستور رہنے لگے روز و شب
گذرنے لگی عیش مین صبح و شام لگی کتنے جشن و خوشی مین مدام
وہی ملک و مال وہ ہی سلطنت وہی تاج و تخت اور وہی تمکنت
طپش جیسی دی حق نے اُنکی مراد برآوے ہماری تمھاری مراد
ہوا جس گھڑی ترجمہ یہہ تمام بطرز لطیف و بحسن کلام
طپش نے وہین فکر کر ایک بار کہی اِسکی تاریخ باغ و بہار

* فہرست قصہ ہای بہار دانش ہندی *

****

* صحیح نامۂ بہار دانش اُردو *

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۵	آشکارا	آشکار
۴	۱۳	سنبل	سُنبُل
۷	۱۰	تدبیر	وتدریس
۱۵	۱۶	کے	کی
۲۸	۴	ہو	ہوا
۴۱	۹	دیکھ ن	دیکھ لون
۶۱	۱۴	پھر وہ تو	وہ تو پھر
۸۶	۳	کی عورت	کہ عورت
۱۰۹	۱۱	ای	کہ ای
۱۱۱	۸	اُسکو	ہی اُسکو
۱۲۹	۱۱	تجھکو	مجھکو
۱۳۰	۶	کہان	کہا
۱۵۲	۱۸	شاہ زاۂ	شاہ زادۂ
۱۵۷	۹	بیان	بیابان
۱۶۵	۱۰	بیان	عیان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶۶	۷	ہین اِساسئے	ہین اِسو اسطے
۱۷۰	۱	گرنہ	وگرنہ
ایضا	ایضا	تجھسے	تجھسی
۱۷۷	۱۱	ہو	ہوا
۱۷۸	۱۸	ملا	ملتی
۱۹۱	۳	لیا	گیا
۱۹۳	۸	اسہین	اسی ہین
۲۱۲	۴	اِی	اِس
۲۱۷	۱۵	کی	کی جا
۲۳۴	۳	ہو	ہون
۲۴۰	۷	ہو	ہوا

*خاتمة الطبع *

حمد بے پایان و ثناے بے کران اُس کارساز کو سزوار ہی کہ جسکی عنایت بے نہایت سے مشت گل انسانی مین شجرہٴ دانش وعقل سے سرتاپا زینت و بہار آئی *اور اُس بندہ نواز بے نیاز کے جود وعطا سے اِس وجود ضعیف البنیان نے خلعت فاخرہٴ شرافت و کرامت سے سربلندی پائی * امابعد دانشمندونکی راے مبارک پر مخفی نرہے کہ جب احقرالعباد محمد موسی علي نے اِس قصہٴ رنگین و دلچسپ کو نایاب دیکھا اور اُسکے شایقین کو بیحد و حساب تب اُسکے اہتمام طبع مین کمرہمت چست باندھی اور جناب مولوی غلام نبي خانصاحب کی تصحیح سے اور حسن اہتمام سے منشی بشارت اللہ صاحب کے مطبع نبوی مین حلیہٴ طبع سے محلی و مزین کیا *

*قطعہ تاریخ آغاز طبع کتاب بہار دانش از مصحح موصوف *

جبکہ آغاز طبع اِس کا ہوا ۔ جس مین اِک جوبہار دانش ہی
منھہ سے ماہر کے نکلی یہہ تاریخ ۔ جانکي راحت بہار دانش ہي
۱۲۷۱ ہجریہ